وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ

الحمد للہ کہ کتاب

اَلْكَلِمَةُ الْعُلْيَا
لِاِعْلَاءِ
علم المصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم

مصنفہ حامی سنت صدر الافاضل حضرت مولانا مولوی
حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب مُرادآبادی دام فیضہ

جس میں مخالفین کے تمام رسالوں کے رد اور
جملہ شکوک و اوہام کے شافی جواب ہیں

مولانا عمر نعیمی نے اپنے
مطبع [illegible] مراد آباد میں چھپا کر شائع کی

کتبہ ارشاد علی امروہوی

رد تقویۃ الایمان

تقویۃ الایمان وہ کتاب ہے جس نے دنیائے اسلام میں آگ لگادی وہابیت اور بیدینی کا سب سے بڑا میگزین یہی کتاب ہے اس کے شرارے جہاں جہاں پہنچے مذہبیت کے قصر و ایوان کو اس سے سخت نقصان ہوئے علمائے کرام نے کئی مرتبہ رد لکھے مگر کچھ ایسے نادر الوجود ہوگئے کہ انکا کوئی نسخہ تلاش کرنے سے بھی میسر نہیں آتا اور تقویۃ الایمان کی ملک میں بکثرت اشاعت کیجارہی ہے لاکھوں چھاپکر مفت تقسیم کر ڈالی گئی ہزاروں وہابی اسی کتاب کا وعظ کہتے ہیں وہابی مدرسوں میں اسکا درس دیا جاتا ہے بہت سے جاہل وہابی اس کتاب کو ہر وقت بغل میں دابے پھرتے ہیں اور عوام کو بہکایا کرتے ہیں اسکا ضرر بڑا ہی شدید ہے اور اس کے رد کی اشد ضرورت مسلمانوں نے اسکا احساس کیا اور حضرت صدر الافاضل مولانا مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں اہلسنت کی طرف سے متواتر درخواستیں پہنچتی رہیں کہ قلم حق رقم اٹھاکر اس کتاب کا رد فرمایئے۔ الحمدللہ حضرت کی توجہ اسطرف منعطف ہوئی اور رد تحریر فرمایا تو ماشاءاللہ تحقیق کے دریا بہادیے اور باطل کے پردے الٹ ڈالے غلط استدلالات کا پردہ فاش کردیا افتراءات کی قلعی کھولدی اور جیسا کہ حضرت کے قلم کا خاصہ ہے وہابیت کو ایسا بسمل کردیا کہ سسک سسک کے دم توڑنے لگی یہ مبارک کتاب ڈیڑھ سو صفحے کے قریب چھپ چکی ہے باقی عنقریب تمام ہونے والی ہے ہر سنی کے پاس رہنی چاہئے سنی مدارس میں طلبہ کو اسکا مطالعہ کرایا جائے واعظ اس کو اپنے مطالعہ میں رکھیں مسجدوں کے امام نماز کے بعد مقتدیوں کو پڑھکر سنائیں اہل دولت کثیر تعداد میں خرید کر غریب مسلمانوں میں تقسیم فرمائیں انشاءاللہ العزیز یہ رد جس وقت شائع ہوا تو وہابستان کے چپہ چپہ میں زلزلے آجائیں گے اور نجدیت ذلیل رسوا ہوجائے گی جلد فرمائش بھیجئے تاکہ کتاب چھپتے ہی آپکے پاس بھیجی جائے

مینیجر مکتبہ نعیمیہ چوکی حسن خاں مراد آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی خَلَقَ الاِنسَانَ وَعَلَّمَہُ البَیَانَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ المُرسَلِینَ مُحَمَّدِ نِ الَّذِی عَلَّمَہُ عُلُومَ الاَوَّلِینَ وَالاٰخِرِینَ وَعَلٰی اٰلِہٖ العَالِمِینَ بِمَا کَانَ وَمَا یَکُونُ وَاَصحَابِہٖ الَّذِینَ اختَارَھُمُ اللّٰہُ لِعُلُومٍ وَفُنُونٍ اما بعد بندہ مسکین المعتصم بحبل اللہ المتین محمد نعیم الدین خصہ اللہ بمزید الصدق والیقین ابن الفاضل الکامل حضرت مولانا مولوی محمد معین الدین صاحب مظلہ تعالی مرادآبادی صانہما اللہ الہادی عن کید الاعادی برادران اسلام کی عالی خدمت مین عرض کرتا ہو کہ آجکل مسئلہ علم نبی کریم علیہ وعلی آلہ واصحابہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم علمار مین ایسا زیربحث ہو کہ ہرطرف اُسی کا ذکر سُنا جاتا ہے چنانچہ اسی بحث مین جناب مولانا مولوی شاہ سلامت اللہ صاحب رامپوری دام فیضہ نے جو اجلۂ فضلاء اہلسنت مین سے ہین ایک رسالہ مسمّٰی اعلام الاذکیاء تالیف فرمایا جسکی حالت مصنف علام کی جلالت علمی کی شہرت کے باعث محتاج بیان نہین۔ اس رسالہ میں مولانا صاحب ممدوح نے نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے علم ماکان ومایکون کا اثبات کیا ہو اور کافی ثبوت دیئے ہین. باینہمہ رامپور کے ایک عالم مولوی حافظ واحد نور صاحب نے اس رسالہ کے جواب مین ایک رسالہ لکھا جسکا نام اعلاء کلمۃ الحق ہو حافظ صاحب موصوف نے اس رسالہ میں جناب مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب دام فیضہ کی نسبت ایسی ایسی سخت کلامیان اور زیادہ گوئیان کیں جو علماء کی شان سے بعید ہین مسئلہ کے متعلق وہ رکیک ناحق خلاف صواب تقریریں کیں جو عاقل وفہیم سے غیرمتوقع ہین اس لئے احقر نے باستدعائے احباب

بالخصوص میاں محمد اشرف صاحب شاذلی کے اصرار سے حافظ صاحب مذکور کے رسالہ کا جواب لکھا اور اسکا نام الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفا رکھا اگرچہ حافظ صاحب نے اپنے رسالہ میں بہت سخت کلامیاں کی تھیں مگر مین نے اُن کے جواب میں کوئی سخت کلامی نکی اور اسکام کو اُنہی کو ہمت اور حوصلہ پر چھوڑا۔ کیونکہ زبان درازی عجز کی نشانی ہو۔ حافظ صاحب اور اُنکے ہم مذہبوں کے رسالے اکثر بدزبانیوں سے بھرے ہوتے ہین۔ غالباً یہ حضرات فرصت کے اوقات اِسی کام کی مہارت حاصل کرنے میں صرف کرتے رہتے ہین جسطرح مَین نے حافظ صاحب موصوف کے ساتھ کوئی سخت کلامی نہیں کی اسیطرح اُنکی سخت کلامی۔ زیادہ گوئی فضول بات کے جواب کی طرف بھی رُخ نہیں کیا۔ البتہ مسئلہ کے متعلق علمی بحثین کیں اور حافظ صاحب موصوف کے شبہات کو دفع کیا۔ اعتراضوں کے جواب دیئے اور جوابات میں تحقیق کو مدِنظر رکھا نا انصافی اور تعصب کو پاس نہ آنے دیا حتی الوسع یہ کوشش بھی کی کہ مخالفین کے رسالے جمع ہون چنانچہ مسطورۂ ذیل رسالے دستیاب ہوئے۔ سب پر نظر ڈالی مگر تقریباً سب کی تقریریں ملتی جلتی ہین شاذ و نادر کسی میں کوئی بات کم و بیش ہو۔ تاہم مَیں نے اس رسالہ میں سب کا جواب دیتے اللہ جلشانہٗ اسکو میرے لئے کفارۂ سئیات فرمائے۔ ناظرین سے دُعائے خیر خاتمہ مسئول اور نظر انصاف مامول ہو۔

مخالفین کے وہ رسالے اور فتوے جنکا ہمنے بعونہ تعالےٰ جواب لکھا ہے یہ ہین

تقویۃ الایمان۔ نصیحۃ المسلمین۔ مسئلہ علم غیب از مولوی محمد سے مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی۔ غیبی رسالہ فتوےٰ مولوی غلام محمد راندیری۔ فتوےٰ علمائے دیوبند وغیرہ۔ مجموعہ مطبع صدیقی لاہور۔ کشف الغطاء عن ازالۃ الخفاء مؤلفہ مولوی محمد سعید بنارسی۔ سہم الغیب فی کبد اہل الریب مؤلفہ مولوی عبد الحمید بریلوی۔ رد السیف علی من سلہ بالحیف۔ تنزیہ التوحید مؤلفہ مولوی محمد غلام نبوی۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان مؤلفہ مولوی اشرف علی تھانوی۔ تحقیق حق۔ تقریر مولوی محمد ادریس صاحب۔ علم غیب کا فیصلہ مطبوعہ مطبع اہل حدیث امرتسر۔ اہل حدیث کا مذہب مصنفہ ابو الوفا ثناء اللہ امرتسری۔ اعلاء کلمۃ الحق قبل اسکے کہ

مخالفین کی تحریروں کے جواب میں قلم اُٹھایا جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ کو مختصر طور پر لکھدیا جائے

تقریر مسئلہ حضرت حق سُبحانہ تعالےٰ نے اپنے نبی مکرم نور مجسم سیّدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کو جمیع اشیاء جملہ کائنات یعنی تمام ممکنات حاضرہ و غائبہ کا علم عطا فرمایا۔ بدء الخلق یعنی ابتدائے آفرینش سے دخول جنت و دوزخ تک سب مثل کف دست ظاہر کر دکھایا۔ خود ارشاد فرمایا الرحمٰن علم القرآن اِس آیہ شریفہ سے صاف ظاہر ہے کہ حق سُبحانہ تعالےٰ نے سرور کائنات کو قرآن کی تعلیم فرمائی اور قرآن شریف میں تمام اشیاء کا بیان ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء پس جب کلام پاک ہر چیز کا بیان اور سرور اکرم اُسکے عالم تو بے شبہ سرور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جملہ اشیاء کے عالم ہوئے حکی ابن سراقۃ فی کتاب الاعجاز عن ابی بکر بن مجاھد انہ قال یوما من شیء فی العالم الا وھو فی کتاب اللہ فقیل لہ فاین ذکر الخانات فقال فی قولہ لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونۃ فیھا متاع لکم فھی الخانات (اتقان صفحہ ٣٦٩) ابن سراقہ نے کتاب الاعجاز میں ابوبکر بن مجاہد سے حکایت کی اُنھوں نے ایک روز یہ کہا کہ کوئی چیز جہاں میں ایسی نہیں جسکا ذکر کلام اللہ شریف مین نہ ہو کسی نے کہا کہ سراؤں کا ذکر کہاں ہے فرمایا کہ اس آیت میں لیس علیکم جناح ان تدخلوا الآیۃ اب ثابت ہوا کہ تمام اشیاء کا ذکر قرآن پاک میں ہے اور حضرت اُس کے عالم تو تمام اشیاء کے عالم ہوئے قولہ تعالےٰ خلق الانسان علمہ البیان (وفی معالم التنزیل) قال ابن کیسان خلق الانسان یعنی محمدا صلے اللہ علیہ وسلم علمہ البیان یعنی بیان ما کان وما یکون (وفی التفسیر الحسینی) یا بوجود آورد محمد را و بیاموزانید وے را بیان آنچہ بود و ہست و باشد آیہ شریفہ کا مطلب ان دونوں تفسیروں کی بموجب یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ جلشانہ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرکے علوم ما کان و ما یکون سے سرفراز و ممتاز فرمایا یعنی گذشتہ و آئندہ اور یہ واضح رہے کہ حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے نہ ہم جمیع غیوب غیر متناہیہ کا علم ثابت کرتے ہین نہ جملہ معلومات الٰہیہ کا حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہین ذرہ کو آفتاب سے اور قطرہ کو سمندر سے جو نسبت ہے وہ بھی یہاں متصور نہین کہاں خالق اور کہاں مخلوق مماثلت و مساوات کا تو ذکر ہی کیا۔ علم الٰہی کے حضور تمام مخلوق کے علوم اقل قلیل ہین کوئی ہستی نہیں رکھتے

تقریر مسئلہ

حضور کے لئے علم جمیع اشیاء کا ثبوت قرآن پاک سے

لیکن باینہمہ عطاے الٰہی سے حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو جمیع کائنات تمام ماکان و مایکون کے علوم حاصل ہین۔ الحمد للہ ہم نہ مماثلت ومساوات کے قائل نہ عطاے الٰہی اور فضائل احمدی (صلے اللہ علیہ وسلم) کے منکر۔ مخالفین کا الزام مماثلت ومساوات ہمپر افترا ہی حیرت یہ ہے کہ کذب جیسے قبیح عیب پر تو حضرت حق جل وعلا کی قدرت ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگائین اور ناکام کوششین کی جائین اور حضور کو جمیع اشیاء کا علم عطا فرمانیسے خداوند عالم کو عاجز سمجھا جائے۔ تعجب۔ اللہ سبحانہ ہمارے بنی نوع کو ہدایت فرمائے۔

سرآمد مخالفین نے کس دلیری سے حضرت حق سبحانہ تعالےٰ کی نسبت یہ بیہودہ کلمات لکھ ڈالے نزدیک دور کی خبر رکھنی اللہ ہی کی شان ہے۔ خداوند عالم کی جناب مین نزدیک اور دور کا لفظ لکھتے شرم نہ آئی۔ افسوس۔ اس سے بڑھکر اور ملاحظہ فرمایئے لکھتے ہین کہ غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار مین ہو کہ جب چاہے دریافت کر لیجئے۔ یہ اللہ ہی کی شان ہے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۲۰) ان سادہ لوحون کے خیال مین ہر چیز کا علم ہر وقت اللہ جلشانہ کو بھی حاصل نہین بلکہ جب چاہتا ہی کسی چیز کا علم دریافت کر لیتا ہی بمعاذ اللہ العلی العظیم علم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی نسبت جو بیہودہ کلمات بعضے کوتاہ اندیش لوگون نے لکھے ہین انکی نقل کرتے ہوئے طبیعت پریشان ہوتی ہی اس لئے مین اللہ جل شانہ سے یہ دعا کرکے کہ الٰہی اپنے بندونکو ہدایت فرما، اپنے مدعا کی طرف آتا ہون حضرت سیدِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کو اللہ جلشانہ نے جمیع اشیا یعنی تمام ممکنات ما وجد و یوجد کا علم مرحمت فرمایا۔ چنانچہ مذکورہ بالا آیتون اور حدیثون سے یہ امر ثابت ہو گیا۔ مگر مزید اطمینان کیلئے کسی قدر اور بھی تحریر مین لایا جاتا ہی یہ تو خوب واضح رہے کہ قرآن شریف اور احادیث رسول کریم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم اس مسئلہ کے ثبوت مین اتنی کثیر موجود ہین کہ ان سب کا اس مختصر مین نقل کر دینا ممکن نہین۔ اب جو یہان نقل کیا جاتا ہی وہ مشتے نمونہ از خروارے ہی اللہ جلشانہ فرماتا ہی۔ وعلمک ما لم تکن تعلم اے محمد صلے اللہ تعالے علیہ وسلم اللہ جلشانہ نے تمہین تعلیم فرمایا جو جو کچھ تم نہیں جانتے تھے (آیت ۱) وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولٰکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء فامنوا باللہ ورسلہ وان تؤمنوا وتتقوا فلکم اجر عظیم۔ اور اللہ جلشانہ یون نہین

تقویۃ الایمان کے لغویات کا رد

مسئلہ کا ثبوت آیتون سے

کہ تمکو مطلع کردے غیب پر اور لیکن اللہ جل شانہ چھانٹ لیتا ہی اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے۔ پس ایمان لاؤ تم اللہ اور اُس کے رسولوں پر اور اگر ایمان پر رہو تم اور پرہیزگاری پر تو تم کو بڑا ثواب ہی **الفتوحات الالٰہیۃ بتوضیح تفسیر الجلالین للدقائق الخفیۃ المعروف بالجمل مطبوعہ مطبع مرتضوی جلد اول صفحہ ۳۴۰۸** مین ہی والمعنی ولکن اللہ یجتبی ای یصطفی من رسلہ من یشاء فیطلعہ علی الغیب اور معنے یہ ہین لیکن اللہ جلشانہ چھانٹ لیتا ہی یعنی برگزیدہ کرتا ہے اپنے رسولون مین سے جسکو چاہتا ہے پس مطلع کرتا ہے اُس کو غیب پر۔ آیت (۲) عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اللہ جل جلالہ عالم الغیب ہی پس کسی کو اپنے غیب پر ظاہر نہیں کرتا مگر جس کو کہ مرتضی کر لے رسولوں میں سے **اہل تدقیق** فرماتے ہین کہ لا یظہر غیبہ علی احد نہ فرمایا کہ اللہ تعالے اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا۔ کیونکہ اظہار غیب تو اولیائے کرام قدست اسرارہم پر بھی ہوتا ہے اور بذریعہ انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہمپر بھی ہوتا ہی۔ بلکہ یہ فرمایا لا یظہر علی غیبہ احداً۔ اپنے غیب خاص پر کسی کو ظاہر و غالب و مسلط نہیں فرماتا۔ مگر رسولوں کو ان دونوں مرتبوں میں کیسا فرق عظیم ہے اور یہ کیسا مرتبہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء کے لئے قرآن عظیم سے ثابت ہوا تفسیر روح البیان جلد رابع صفحہ ۴۹۶ میں اسی آیت کی تفسیر مین ہی قال ابن الشیخ انہ تعالے لا یطلع علی الغیب الذی یختص بہ علمہ الا المرتضی الذی یکون رسولا وما یختص بہ یطلع علیہ غیر الرسول یعنی ابن شیخ نے فرمایا کہ اللہ تعالے اپنے غیب خاص پر جو اُس کے ساتھ مختص ہے رسول مرتضے کے سوا کسی کو مطلع نہیں فرماتا اور جو غیب کہ اُس کیساتھ خاص نہیں اُسپر غیر رسول کو بھی مطلع فرماتا ہی آیت (۳) وما ہو علی الغیب بضنین یعنی نہیں وہ غیب پر بخیل ہو کا مرجع یا اللہ جل شانہ ہے یا حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم۔ یا قرآن شریف۔ ہر صورت میں ہمارا مدعا حاصل ہے کما سیاتی یہاں صرف اسی قدر آیات پر اکتفا کرتا ہوں اور اب احادیث شریفہ کا جلوہ دکھاتا ہوں حدیث (۱) عن عمر قال قام فینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اہل الجنۃ منازلہم واہل النار منازلہم حفظ ذلک من حفظہ ونسیہ

من نسیہ رواہ البخاری (از مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۰۶ سطر ۶ مطبوعہ مجتبائی) حضرت (عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ سرور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ہماری مجلس میں قیام فرما کر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی اور کہا اس کو جس نے یاد رکھا اس کو اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔ حدیث۔ (۲) عن عمرو بن الاخطب الانصاری قال صلے بنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوما الفجر وصعد علی المنبر فخطبنا حتے حضرت الظہر فنزل فصلے ثم صعد المنبر فخطبنا حتے حضرت العصر ثم نزل فصلے ثم صعد المنبر حتے غربت الشمس فاخبرنا بما ھو کائن الی یوم القیمۃ قال فاعلمنا احفظنا رواہ مسلم (از مشکوٰۃ شریف صہ ۵۴۳ سطر ۱ باب المعجزات) روایت ہے عمرو بن اخطب انصاری سے کہا نماز پڑھائی ہم کو آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ایک روز فجر کی اور چڑھے منبر پر پس خطبہ فرمایا ہمارے لئے یا وعظ فرمایا یہاں تک کہ آگیا وقت ظہر کی نماز کا پھر اُترے اور نماز پڑھی ظہر کی پھر چڑھے منبر پر اور خطبہ فرمایا ہمارے لئے یہاں تک کہ آگیا وقت عصر کی نماز کا پھر اُترے اور نماز پڑھی عصر کی پھر چڑھے منبر پر اور خطبہ فرمایا ہمارے لئے یہاں تک کہ غروب ہوا آفتاب یعنی پس تمام روز خطبہ ہی میں گزرا۔ پس خبر دی ہمکو ساتھ اُس چیز کے کہ ہونیوالی ہے قیامت تک یعنی وقائع اور حوادث اور عجائب اور غرائب قیامت تک کے مجمل یا مفصل بیان فرمائے پس اس میں بہت سے معجزے ہوتے کہا عمرو نے پس داناترین ہمارا یعنی اب) بہت یاد رکھنے والا ہمارا ہے یعنی اُس دن کو ذکر کہ الطیبی اور کہا سید جمال الدین نے اولیٰ یہ ہے کہ کہا جاوے بہت یاد رکھنے والا ہمارا اب اُس قصہ کو داناترین ہمارا ہے یعنی اب نقل کی یہ مسلم نے (از مظاہر الحق مطبوعہ مطبع نولکشور ربع چہارم صہ ۴۱۳) مولوی محمد سعید صاحب بنارسی کشف الغطاء عن ازالۃ الخفا صفحہ ۲۹ میں لکھتے ہیں حضرت مؤلف مجہول کی ذرا استعداد علمی کا ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔ احفظنا اعلمنا کا ترجمہ آپنے بڑے حافظ والا کیا ہے پس ایسی سمجھ اور ایسی استعداد پر اہل حق کا مقابلہ میاں استعداد علمی نہ تھی تو مظاہر الحق دیکھ لیا ہوتا۔ کہ حضرت (صلے اللہ علیہ وسلم) نے ہمکو یاد کرادیا اور بتادیا کچھ تو شاگردی کا احسان مانو گے انتہے بلفظہٖ ع چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ مولوی محمد سعید صاحب بنارسی کا جوش

مولوی محمد سعید صاحب بنارسی کی لیاقت و دیانت

اور زبان درازی تو انہی چند الفاظ سے ظاہر ہے مگر یہ دیکھنا ہے کہ یہ جوش اور اُستادی کا دعوےٰ اور صاحب ازالۃ الخفا کے ترجمہ کی تغلیط کہانتک صحیح ہے اوّل تو یہ قابل ملاحظہ ہے جو نقل ہے مولوی بنارسی نے احفظنا اعلمنا کا ترجمہ جو بحوالہ مظاہر الحق ان الفاظ میں کیا ہے (کہ حضرت نے ہمکو یاد کرا دیا اور بتا دیا) مظاہر الحق میں کہین بھی اسکا کچھ پتا و نشان ہے یا نہیں ہمنے مظاہر الحق کی عبارت جو اسی حدیث کا ترجمہ ہے بحوالہ صفحہ نقل کی ہے آپ ملاحظہ فرمائیے ہمیں وہی ترجمہ ہے جو صاحب ازالۃ الخفا نے کیا تھا اور جسپر بنارسی صاحب نے اعتراض کیا بنارسی صاحب نے جو ترجمہ کیا مظاہر الحق میں اُسکا پتہ تک نہین ثانیا بنارسی صاحب نے صرف اپنی زبان کے زور سے ترجمہ مذکورہ غلط بتا دیا کوئی وجہ غلطی کی نہ تھی۔ نہایت عجب تو یہ ہے کہ خود ہی مظاہر الحق کا حوالہ دیا اور مظاہر میں اُس کے برعکس موجود۔ بنارسی صاحب کا ترجمہ جو انہوں نے اپنے دل سے گھڑا غلط ہے چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی لمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہین فاعلمنا احفظنا یومئذ لذلک الاخبارۃ لاشتمالہا علی علوم وحجۃ آپنے اپنے فرقہ کو اہل حق کہا اور دیانت کو فضول مظاہر کا نام بدنام کیا۔ کیا اہل حق کے یہی فعل ہوتے ہین؟ کیون جناب اسی لیاقت و دیانت پر اُستاد بننے اور رسالے لکھنے کا شوق ہے؟ یہ صاحب فریق مخالف کے محدث سمجھے جاتے ہین یہان سے مخالفین کے عالموں اور محدثوں کی خوش لیاقتیاں اندازہ کیجا سکتی ہین لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اب مظاہر الحق کا یہ وہابیت سوز فقرہ کہ پس خبر دی ہمکو ساتھ اُس چیز کے کہ وہ ہونیوالی ہے قیامت تک یعنی وقائع اور حوادث اور عجائب و غرائب قیامت تک کے ملاحظہ فرمانے کے قابل اور یاد رکھنے کے لائق ہے حدیث (۳) عن حذیفۃ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ما ترک شیئا یکون فی مقامہ ذلک الی قیام الساعۃ الا حدث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ قد علمہ اصحابی ہؤلاء انہ لیکون منہ الشئی قد نسیتہ فاراہ فاذکرہ کما یذکر الرجل وجہ الرجل اذا غاب عنہ ثم اذا راٰہ عرفہ۔ متفق علیہ (از مشکوٰۃ شریف صـ۴۶۱ سطر ۹ کتاب الفتن فصل اول) روایت ہے حذیفہ سے کہا کہ کھڑے ہوئے ہم مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑا ہونا یعنی خطبہ پڑھا اور وعظ کہا اور خبر دی اُن فتنوں کی کہ ظاہر ہونگے نہیں چھوڑی کوئی چیز کہ وقوع ہونیوالی تھی اُس مقام

میں قیامت تک مگر کہ بیان فرمایا اس کو یاد رکھا اس کو اس شخص نے کہ یاد رکھا اسکو اور بھول گیا اسکو جو شخص کہ بھول گیا یعنی بعضوں نے یاد رکھا اور بعض نے فراموش کیا کہا حذیفہ نے کہ تحقیق جانا ہی اس قصہ کو میرے ان یاروں نے یعنی جو کہ موجود ہین صحابہ (رضی اللہ تعالی عنہم) ہیں سے لیکن بعضے نہین جانتے ہین اس کو مفصل اس لئے کہ واقع ہوا ہے ان کو کچھ نسیان کہ جو خوامش نسیان سے ہے اور میں بھی انہی میں سے ہون کہ جو کچھ بھول گئے ہین جیسے کہ بیان کیا اپنے حال کو اور تحقیق شان یہ ہی کہ البتہ واقع ہوتی ہے ان چیزون میں سے کہ خبر دی تھی آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے وہ چیز کہ تحقیق بھول گیا ہوں میں اسکو پس دیکھتا ہون مین اس چیز کو پس یاد لاتا ہون مین اسکو جیسے کہ یاد لاتا ہی شخص چہرہ شخص کا یعنی بطریق اجمال وابہام کے جبکہ غائب ہوتا ہی اس سے اور فراموش کرتا ہے اس کو ساتھ تفصیل وتشخیص کے پھر جبکہ دیکھتا ہی اسکو پہچان لیتا ہے اسکو شخص یعنی ایسے ہی مین وہ باتین مفصل بھولا ہوا ہون لیکن جبکہ واقع ہوتی ہے کوئی بات انمین سی تو پہچان لیتا ہون کہ یہ وہی ہی جس کی حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے خبر دی تھی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (مظاہر الحق صـ۳۱۳ سطر ۱۳) حدیث (۴) مشکوٰۃ شریف صـ۵۱۲ سطر ۳ فضائل سید المرسلین صلے اللہ تعالے علیہ وسلم) عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ زوی الی الارض فرأیت مشارقہا ومغاربہا انتھی بقدر الحاجۃ روایت ہی ثوبان سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالے نے سمیٹی میرے لئے زمین یعنی اس کو سمیٹ کر مثل ہتھیلی کے کر دکھایا پس دیکھا مین نے اسکے شرقوں اور مغربوں کو یعنی تمام زمین دیکھی (مظاہر الحق صـ۵۰۳ سطر ۱) حدیث (۵) مشکوٰۃ شریف صـ۶۹ سطر ۲۷ باب المساجد) عن عبد الرحمن بن عائش قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رأیت ربی عزوجل فی احسن صورۃ قال فیم یختصم الملاء الاعلی قلت انت اعلم قال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمت مافی السموات والارض وتلا وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین رواہ الدارمی مرسلا۔ عبد الرحمن بن عائش سے مروی ہو کہ انہون نے کہا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مین نے اپنے رب عزوجل کو اچھی صورت میں دیکھا فرمایا رب نے کہ ملائکہ کس بات

میں جھگڑا کرتے ہیں میں نے عرض کیا کہ تو ہی خوب جانتا ہے۔ فرمایا سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ پھر میرے رب عزوجل نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اُس کے وصول فیض کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی پس جان لیا میں نے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اِس حال کی مناسب یہ آیت تلاوت فرمائی وکذلک الآیہ یعنی ایسے ہی دکھائی ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملک آسمانوں اور زمینوں کے تاکہ وہ ہو جائیں یقین کرنے والوں میں سے وضع کف کنایہ ہے مزید فضل اور غایۃ تخصیص اور ایصال فیض اور عنایت و کرم اور تکریم و تائید اور انعام سے اور سردی پانا کنایہ ہے وصول اثر فیض اور حصول علوم سے للّٰہ الحمد کہ اس حدیث شریف سے آفتاب کیطرح روشن ہو گیا کہ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر چیز کا علم مرحمت ہوا مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۴۶۳ میں ہے فعلمت[۱] ای بسبب وصول ذلک الفیض مافی السمٰوات والارض یعنی ما اعلمہ اللّٰہ تعالیٰ مما فیہما من الملٰئکۃ والاشجار وغیرہما عبارۃ عن سعۃ علمہ الذی فتح اللّٰہ بہ علیہ وقال ابن حجر ای جمیع الکائنات التی فی السمٰوات بل وما فوقہا کما یستفاد من قصۃ المعراج والارض ھی بمعنی الجنس ای وجمیع ما فی الارضین السبع بل وما تحتہا کما افادہ اخبارہ علیہ السلام من الثور والحوت الذین علیہما الارضون کلہا یعنی ان اللّٰہ اری ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ملکوت السمٰوات والارض وکشف لہ ذلک وفتح علیّ

---

[۱] اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اس فیض کے حاصل ہونیکے سبب سے ہم نے وہ سب کچھ جان لیا جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے یعنی جو کچھ اللہ سبحٰنہ نے تعلیم فرمایا اُن چیزوں میں سے جو آسمان و زمین میں ہیں ملائکہ اور اشجار وغیرہما میں سے یہ عبارت ہے حضرت کے وسعت علم سے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت پر کھولدیا۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ مافی السمٰوات سے آسمانوں بلکہ اُنسے بھی اوپر کی تمام کائنات کا علم مراد ہے جیسا کہ قصۂ معراج سے مستفاد ہے اور ارض بمعنی جنس ہے یعنی وہ تمام چیزیں جو ساتوں زمینوں میں بلکہ جو اُن سے بھی نیچے ہیں سب معلوم ہو گئیں جیسا کہ حضور کا ثور و حوت کی خبر دینا جن پر سب زمینیں ہیں اسکو مفید ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملک آسمانوں زمینوں کے دکھائے اور اُنکو اُنکے لئے کشف فرما دیا اور مجھ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) پر غیبوں کے دروازے کھولدئیے ۱۲

حضور کو آسمانوں زمینوں کی تمام کائنات کا علم عطا فرمایا گیا

اللہ تعالیٰ نے حضور پر غیبوں کے دروازے کھولدئے

ابواب الغیوب اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات مطبوعہ کلکتہ صفحہ ٢٦٢ سطر ٣٢ میں اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں نعلمت [۱] مافی السمٰوات والارض پس دانستم ہرچہ در آسمانہا و ہرچہ در زمین بود۔ عبارتست از حصول تمامہ علوم جزوی وکلی واحاطہ آن و تلاوت خواند آنحضرت مناسب این حال وبقصد استشہاد و برامکان آن این آیت راکہ وکذلک نری ابراھیم ملکوت السمٰوات والارض وہمچنین نمودیم ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام را ملک عظیم تمامہ آسمانہا و زمین را لیکون من الموقنین [ط] تا آنکہ گردد ابراہیم از یقین کنندگان بوجود ذات وصفات وتوحید و اہل تحقیق گفتہ اند کہ تفاوت ست درمیان این دو رویت زیراکہ خلیل علیہ السلام ملک آسمان و زمین را دید وحبیب ہرچہ در آسمان و زمین بود حالی از ذوات و صفات و ظواہر و بواطن ہمہ را دید و خلیل حاصل شد مراد را یقین بوجوب ذاتی و وحدت حق بعد از دیدن ملکوت آسمان و زمین چنانکہ حال اہل استدلال و ارباب سلوک و محبان وطالبان می باشد و حبیب حاصل شد مراد را یقین و وصول الی اللہ اول پس ازان دانست عالم را وحقائق آنرا چنانکہ شان مجذوبان ومحبوبان و مطلوبان است اول موافق است بقول ما رایت شیئا الا رایت اللہ قبلہ و شتان ما بینہما علامہ طیبی اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں والمعنی [۲] انہ کما رائی ابراھیم ملکوت السمٰوات

---

[۱] حاصل عبارت پس جانا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہو۔ یہ عبارت ہے تمام علوم جزوی وکلی کے حاصل اور انکا احاطہ کرنیسے اور حضور نے اس حال کے مناسب بقصد استشہاد یہ آیت تلاوت فرمائی وکذلک نری الآیہ یعنی ا ایسے ہی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو تمام آسمانوں اور زمینوں کا ملک عظیم دکھایا تاکہ وہ وجود ذات وصفات وتوحید کیے یقین کرنیوالوں میں سے ہوں اہل تحقیق نے فرمایا کہ ان دونوں روایتوں کے درمیان فرق ہے اس لئے کہ خلیل علیہ السلام نے آسمان وزمین کا ملک دیکھا اور حبیب علیہ الصلوٰۃ نے جو کچھ زمین و آسمان میں تھا ذوات صفات ظواہر و بواطن سب دیکھا اور خلیل کو وجوب ذاتی اور وحدت حق کا یقین ملکوت آسمان و زمین دیکھنے کے بعد حاصل ہوا جیسا کہ اہل استدلال اور ارباب سلوک اور محبوں اور طالبوں کی حالت ہے۔ اور حبیب کو وصول الی اللہ اور یقین اول حاصل ہوا پھر عالم اور اس کے حقائق کو جانا جیسا کہ محبوبوں مطلوبوں مجذوبوں کی شان ہے ١٢ [۲] معنی (حدیث کے) یہ ہیں کہ جسطرح حضرت ابراہیم علیہ السلام آسمان و زمین کے ملک دکھائے گئے ایسے ہی مجھ پر (حضور پر) غیبوں کے دروازے کھول دیئے گئے یہانتک کہ میں نے جان لیا جو کچھ ان میں (آسمان وزمین) ہے ذوات صفات ظواہر مغیبات سب کچھ ١٢

تمام علوم جزوی وکلی کا علم و احاطہ

آسمان و زمین میں جو کچھ ذوات و صفات ظواہر و بواطن سب کا جاننا

والارض کذلک فتح علی ابواب الغیوب حتی علمت ما فیہما من الذوات والصفات و الظواہر المغیبات۔ حدیث (۶) شکوٰۃ المصابیح باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ صفحہ ۶۷ میں بروایت معاذ بن جبل ایک حدیث میں یہ الفاظ مروی ہیں آنحضرت فرماتے ہیں فاذا انا بربی تبارک وتعالیٰ فی احسن صورۃ فقال یا محمد قلت لبیک رب قال فیم یختصم الملاء الاعلیٰ قلت لا ادری قالہا ثلثا قال فرأیت وضع کفہ بین کتفی حتی وجدت برد انا ملہ بین ثدیی فتجلی لی کل شیٔ وعرفت[1] شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات صفحہ ۳۶۹ میں اسی حدیث کے تحت میں لکھتے ہیں پس ظاہر شد مرا ہر چیز از علوم و شناختم ہمہ را حدیث (۷) مواہب اللدنیۃ میں طبرانی سے بروایت ابن عمر رض مروی ہے قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ہو کائن فیہا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ہذہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے میرے لئے دُنیا کو ظاہر فرمایا پس میں دُنیا کی طرف اور جو کچھ اسمیں تا قیامت ہونے والا ہے سب کی طرف اسطرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کی طرف علامہ زرقانی شرح مواہب قسطلانی جلد ۷ صفحہ ۲۳۴ میں لکھتے ہیں ان اللہ قد رفع ای اظہر وکشف لی الدنیا بحیث احطت بجمیع ما فیہا فانا انظر الیہا والی ما ہو کائن فیہا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ہذہ اشارۃ الی انہ نظر حقیقۃ دفع بہ انہ ارید بالنظر العلم اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اللہ جل شانہ نے حضرت کیلئے دُنیا ظاہر فرمائی اور حضور نے جمیع ما فیہا کا احاطہ کر لیا اور حضرت کا یہ فرمانا کہ میں اُس کو اور جو کچھ اُس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو مثل اپنی کف دست مبارک کے ملاحظہ فرما رہا ہوں یہ اشارہ ہے اسطرف کہ حدیث میں نظر سے حقیقۃً دیکھنا مراد ہے نہ کہ نظر کے معنی علم۔

---

[1] پس ناگاہ میں اپنے پروردگار کے ساتھ ہوں اچھی صورت میں فرمایا پروردگار نے یا محمد عرض کی میں نے حاضر ہوں اے پروردگار فرمایا اُسنے کہ ملاء اعلیٰ کس بات میں جھگڑتے ہیں میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا پروردگار نے یہ تین مرتبہ دریافت فرمایا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر دیکھا میں نے کہ پروردگار نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا یہانتک کہ مجھ کو اسکے پوروں کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان معلوم ہوئی پس مجھ پر ہر چیز ظاہر ہو گئی اور میں نے پہچان لیا۔

درندوں کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کی تصدیق کرنا

مجازی مشکوٰۃ المصابیح باب المعجزات صفحہ ۵۴۱ سنہ ۱۳ میں موجود ہے **حدیث** (م) عن ابی ھریرۃ قال جاء ذئب الی راعی غنم فاخذ منھا شاۃ فطلبہ الراعی حتی انتزعھا منہ قال فصعد الذئب علی تل فاقعی واستثفر فقال قد عمدت الی رزق رزقنیہ اللہ اخذتہ ثم انتزعتہ منی فقال الرجل تاللہ ان رأیت کالیوم ذئب یتکلم فقال الذئب اعجب من ھذا رجل فی النخلات بین الحرتین یخبرکم بما مضی وما ھو کائن بعدکم قال فکان الرجل یھودیا فجاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ واسلم فصدقہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث حاصل یہ کہ ایک بھیڑیا ایک بکریوں کے چرواہے کی طرف آیا اور اُس نے بکریوں کے ریوڑ میں سے ایک بکری پکڑی پس چرواہے نے اُس بھیڑیے کو ڈھونڈا یہاں تک کہ اُس بکری کو اُس سے چھڑا لیا۔ کہا ابوہریرہ نے کہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور اپنی دُم اپنے دونوں پاؤں کے درمیان کی اور کہا کہ میں نے اس رزق کا ارادہ کیا جو اللہ جل شانہ نے مجھے دیا تھا اور میں نے اُس کو لے لیا پھر تو نے مجھ سے چھڑا لیا۔ چرواہے نے تعجب سے کہا کہ خدا کی قسم میں نے آج کی طرح کبھی بھیڑیا کلام کرتے نہیں دیکھا بھیڑیے نے کہا کہ اس سے زیادہ تعجب انگیز ایک شخص کا حال ہے جو دو سنگستانوں کے درمیان کھجور کے درختوں یعنی مدینہ میں ہے کہ وہ شخص گذشتہ اور آئندہ یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو آئندہ تمہارے بعد ہوگا دُنیا اور عقبےٰ میں سب کی خبریں دیتے ہیں ابوہریرہؓ نے کہا کہ وہ چرواہا یہودی تھا یہ واقعہ دیکھ کر خدمت اقدس نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور حضور کو اس تمام کی خبر دی اور اسلام لایا حضور سید یوم النشور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلےٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے اُس کی خبر کی تصدیق کی ۔

سبحان اللہ جانور اور جانوروں میں بھی درندے تو حضور کو عالم ماکان وما ہو کائن جانین اور بیان کریں مگر انسان کو ابھی تردد ہی رہے ۔ علامہ علی قاری مرقاۃ المصابیح جلد ۵ صفحہ ۲۴۵ میں یخبرکم بما مضی وما ھو کائن کی شرح یوں کرتے ہیں یخبرکم بما مضی ای بما سبق من خبر الاولین من قبلکم وما ھو کائن بعدکم ای فی حق بناء الاخرین فی الدنیا ومن احوال الاجمعین فی العقبےٰ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت گذشتہ اور آئندہ تم سے پہلوں

حضور نے ایک دن میں زمانے کے تمام حالات کے بیان فرمادیئے

اور تمھارے بعد والون کی دُنیا اور عقبیٰ کے جمیع احوال کی خبر دیتے ہین طبرانی میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حدیث (۹) لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما یحرک طائر جناحیہ الا ذکر لنا منہ علما یعنی نبی کریم صلوات اللہ علیہ وسلامہ نے ہمیں اس حال مین مفارقت فرمائی کہ کوئی پرندا ایسا نہین کہ اپنے بازو کو ہلائے مگر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمسے اسکا بھی بیان فرمادیا اب غالباً مخالفین کو تردد ہو گا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا کی جملہ حالات کیسے بیان فرما دیئے ویہ کی حدیثوں میں گزرا کہ ایک ہی روز مین حضور نے قیامت تک کے سب حالات بتائے یہ بات ضرور تعجب انگیز ہوگی کہ ایک دن کا وقت اتنی وسعت کب رکھتا ہے لہذا غور فرمائیے کہ یہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ حضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ایک ہی دن میں تمام حالات بیان فرما دیئے اللہ جلشانہ نے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ قدرت مرحمت فرمائی تھی۔ عمدۃ القاری شرح بخاری جلدے) صفحہ ۲۱۴ میں ہے وفیہ دلالۃ علی انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من ابتدائھا الی انتھائھا وفی ایراد ذلک کلہ فی مجلس واحد امر عظیم من خوارق العادۃ کیف وقد اعطی مع ذلک جوامع الکلم صلے اللہ علیہ وسلم یعنی اس حدیث میں دلالت ہے اسپر کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس مین مخلوقات کے ابتداء سے انتہا تک جملہ حالات کی خبر دی اور ایک ہی مجلس مین سب کا بیان فرما دینا ایک بڑا معجزہ ہے اور کیون کر نہ ہو جبکہ حضرت کو حق تعالےٰ نے جوامع الکلم عطا فرمائے مشکوۃ المصابیح باب بدء الخلق وذکر الانبیاء علیہم السلام صفحہ ۵۰۸ میں ہے حدیث (۱۰) عن ابی ھریرۃ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال خفف علی داؤد القرآن فکان یأمر بدوابہ فتسرج فیقرء القرآن قبل ان تسرج دوابہ ولا یأکل الا من عمل یدیہ رواہ البخاری ابو ہریرہ سے مروی ہے سرور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور پڑھنا آسان کیا گیا تھا۔ آپ اپنے جانوروں پر زین کسنے کا حکم فرماتے پس زین کسی جاتی آپ پڑھنا شروع کرتے اور زین کس چکنے سے پہلے آپ زبور ختم کر لیتے اور اپنے کسب سے کھاتے یعنی دستہ بناکر اسی حدیث کی تحت مظاہر الحق جلد چہارم صفحہ ۴۸۶ میں اللہ تعالےٰ اپنے اچھے بندون کیلئے زمانہ کو طے و بسط کرتا ہے یعنی کبھی بہت سا زمانہ تھوڑا ہو جاتا ہے اور کبھی تھوڑا بہت سا اور سیدنا حضرت

[illegible]

امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی منقول ہے کہ رکاب میں پاؤں رکھتے اور دوسری رکاب میں پاؤں رکھنے تک قرآن ختم کر لیتے اور ایک روایت میں ہے ملتزم کعبہ سے اُس کے دروازے تک جانے میں پڑھ لیتے ایسا ہی مرقاۃ المفاتیح جلد ۵ صفحہ ۳۴۴ میں ہے قال التوربشتی یرید بالقران الزبور لانہ قصد اعجازہ من طریق القراءۃ وقد دل الحدیث علی ان اللہ تعالیٰ یطوی الزمان لمن یشاء من عبادہ کما یطوی المکان لھم وھذا باب لا سبیل الی ادراکہ الا بالفیض الربانی مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی نفحات الانس فی حضرات القدس میں نقل کرتے ہیں عن بعض المشائخ انہ قرأ القرآن حین استلم الحجر الاسود والرکن الاسعد الی حین وصول محاذات باب الکعبۃ الشریفۃ والقبلۃ المنیفۃ وقد سمعہ ابن الشیخ شہاب الدین السہروردی منہ کلمۃ کلمۃ حرفا حرفا من اولہ الی اٰخرہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارھم ونفعنا ببرکۃ انوارھم یعنی بعض مشائخ سے منقول ہے کہ انہوں نے حجر اسود کے استلام سے دروازہ کعبہ شریفہ پہنچنے تک تمام قرآن شریف پڑھ لیا اور ابن شیخ شہاب الدین سہروردی نے کلمہ کلمہ و حرف حرف اول سے آخر تک سنا جب حضرت سراپا رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نیازمندوں کا یہ حال ہے تو حضرت کو ایک مجلس میں جملہ احوال کی خبر دینا کیا محال چونکہ اختصار منظور ہے اس لئے اتنی ہی احادیث پر اکتفا کر کے مفسرین محدثین اکابر امت فقہا و علما مشائخ کی تصریحات پیش کرتا ہوں صاحب کتاب الابریز صفحہ ۲۴۳ میں اپنے شیخ سے نقل فرماتے ہیں واقوی الارواح فی ذلک روحہ صلی اللہ علیہ وسلم فانھا لم یحجب عنھا شیء من العالم فھی مطلعۃ علی عرشہ وعلوہ وسفلہ ودنیاہ واٰخرتہ ونارہ وجنتہ لان جمیع ذلک خلق لاجلہ صلی اللہ علیہ وسلم فتمییزہ علیہ السلام خارق لھذہ العوالم باسرھا فعندہ تمییز فی اجرام السموات من این خلقت ومتی خلقت ولم خلقت والی این تصیر فی جرم کل سماء وعندہ تمییز فی ملائکۃ کل سماء واین خلقوا ومتی خلقوا والی این یصیرون وتمییز اختلاف مراتبھم ومنتھی درجاتھم وعندہ علیہ السلام تمییز فی الحجب السبعین وملائکۃ کل حجاب علی الصفۃ السابقۃ وعندہ علیہ السلام تمییز فی اجرام النیرۃ التی فی العالم العلوی مثل النجوم والشمس والقمر واللوح والقلم والبرزخ

والاحوال التی فیہ علی الوصف السابق وکذا عندہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تمییز فی الجنان ودرجاتہا وعدد سکانہا وعقاماتہم فیہا وکذا سائر ما بقی من العوالم ولیس فی ھذا مزاحمۃ للعلم القدیم الازلی الذی لانہایۃ لمعلومات وذلک لان ما فی العلم القدیم ینحصر فی ہذہ العوالم فان اسرار الربوبیۃ واوصاف الالوھیۃ التی لانہایۃ لہا لیست من ھذا العالم فی شئ مختصر یہ کہ اس اتنیاز سے سب زیادہ قوی روح ہمارے نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ہے کہ اس روح پاک سے عالم کی کوئی شئے پردہ میں نہیں یہ روح پاک عرش اور اُس کی بلندی پستی دُنیا و آخرت جنت دوزخ سب پر مطلع ہے کیونکہ یہ سب اسی ذات مجمع کمالات کیلئے پیدا کی گئی ہیں۔ صلے اللہ تعالےٰ علیہ علیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم آپ کی تمیز ان جملہ عالموں کی خارق ہے آپ کے پاس اجرام سمٰوات کی تمیز ہے کہ کہاں سے پیدا کیے گئے کیوں پیدا کی گئے کیا ہو جائینگے اور آپ کے پاس ہر ہر آسمان کے فرشتوں کی تمیز ہے۔ اور اُس کی بھی کہ وہ کہاں سے اور کب سے پیدا کی گئی اور کہاں جائینگے اور اُنکے اختلاف مراتب اور تنہائی درجات کی بھی تمیز ہے اور ستر پردوں اور ہر پردہ کے فرشتوں کے جملہ حالات کی بھی تمیز ہے۔ عالم علوی کے اجرام تیرہ ستارے سورج چاند لوح وقلم برزخ اور اُس کی ارواح کی بھی ہر طرح امتیاز ہے اسی طرح ساتوں زمینوں اور ہر زمین کی مخلوقات خشکی اور تری جملہ موجودات کا بھی ہر ہر حال معلوم ہے اسی طرح تمام جنتیں اور اُن کے درجات اور اُنکے رہنے والوں کی گنتی اور مقامات سب خوب معلوم ہیں ایسی ہی باقی تمام جہانوں کا علم ہے اور اس علم میں ذات باری تعالیٰ کے علم قدیم ازلی سے جسکے معلومات بے انتہا ہیں کوئی مزاحمت نہیں کیونکہ علم قدیم کے معلومات اس عالم میں منحصر نہیں ظاہر ہے کہ اسرار ربوبیت اوصاف الوہیت جو غیر متناہی ہیں اس عالم ہی سے نہیں۔ انتہی۔ صاحب کتاب الابریز کی یہ نفیس تقریر مخالفین کے اوہام باطلہ کا کافی علاج ہے وہ صاف تصریح فرماتے ہیں کہ حضور کی روح اقدس سے عالم کی کوئی چیز عرشی ہو یا فرشی دُنیا کی ہو یا آخرت کی پردہ اور حجاب میں نہیں حضور سب کے عالم ہیں اور ذرہ ذرہ حضور پر ظاہر و روشن ہے بایں ہمہ حضور کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت ہی نہیں کیونکہ علم الٰہی غیر متناہی ہے اور حضور کا علم خواہ کتنا ہی وسیع ہو متناہی ہی اور متناہی کو غیر متناہی سے نسبت ہی کیا۔ مخالفین جو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ کی وسعت علم سے واقف نہیں حضرت حق سبحانہ تعالیٰ

علم کی عظمت کیا جانیں جب حضور کے علم کی وسعت سنتے ہیں۔ تو گھبرا جاتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں
کہ اللہ پاک کا علم اس سے کیا زیادہ ہوگا۔ بس خدا و رسول کو برابر کر دیا۔ یہ انکی نادانی ہے کہ وہ علم
آلہی کو عالم میں منحصر خیال کریں یا علم متناہی کی برابر ٹھہرائیں مسلمان ان دونوں میں فرق کرتے
ہیں حضور کے علم کو اس کی وسعت کیساتھ تسلیم کرتے اور عطائے آلہی کا اقرار کرتے ہیں اور علم آلہی کو
اس کی بے مثال عظمت کے ساتھ مخصوص بحق مانتے ہیں درحقیقت علم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا انکار کرنیوالے جو اہل سنت پر مساوات ثابت کرنیکا الزام لگاتے ہیں۔ علم آلہی کو متناہی سمجھنے
میں مبتلا ہیں اور خداوند عالم کے علم کی بھی تنقیص کرتے ہیں اور سچ یہ ہے کہ اللہ سبحنہ کے علم و قدرت
سے واقف ہوتے تو حضور کے وسعت علم کا انکار نہ کرتے حضور کے کمالات کا انکار وہی کرے گا
جو خداوند عالم کی قدرت و عظمت سے بے خبر ہے امنوا باللہ ورسلہ وان تومنوا وتتقوا
فلکم اجر عظیم۔ زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں امام محمد غزالی سے منقول ہے النبوۃ
عبارۃ عما یختص بہ النبی ویفارق بہ غیرہ وھو یختص بانواع من الخواص احدھا
انہ یعرف حقائق الامور المتعلقۃ باللہ تعالیٰ وصفاتہ وملئکتہ والدار
الاٰخرۃ علما مخالفا لعلم غیرہ بکثرۃ المعلومات وزیادۃ الکشف والتحقیق
وثانیہا ان لہ فی نفسہ صفۃ بہا تتم الافعال الخارقۃ للعادۃ کما ان لنا
صفۃ تتم بہا الحرکات المقرونۃ بارادتنا وھی القدرۃ ثالثہا ان لہ صفۃ بہا
یبصر الملئکۃ ویشاھدھم کما ان للبصیر صفۃ بہا یفارق الاعمیٰ رابعہا
ان لہ صفۃ بہا یدرک ما سیکون فی الغیب نبوۃ اس چیز سے عبارت ہے کہ جسکے
ساتھ نبی مختص ہے اور غیروں سے ممتاز ہے۔ ایک یہ کہ جو امور اللہ جل جلالہ اور اسکی صفات اور
فرشتوں اور آخرت کیساتھ متعلق ہیں نبی انکی حقائق کا عارف ہوتا ہے اور دوسروں کو کثرت معلومات اور
زیادتی کشف و تحقیق میں اس سے کچھ نسبت نہیں۔ دوم یہ کہ انکی ذات میں ایک ایسا وصف
ہے جس سے افعال خارقہ عادت تمام ہوتے ہیں جسطرح کہ ہمیں ایک وصف قدرت کا ایسا حاصل
ہے کہ جس سے ہمارے حرکات ارادیہ پورے ہوتے ہیں۔ سوم یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل
ہے جس سے ملائکہ کو دیکھتا ہے اور انکا مشاہدہ کرتا ہے۔ جسطرح کہ بینا کو ایک وصف حاصل ہے

جس کے باعث وہ نابینا سے ممتاز ہین۔ چہارم یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہی جس سے وہ غیب کی آیندہ باتون کو ادراک کرلیتا ہی۔ اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اللہ جل شانہ نے انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حقائق امور کا علم عطا فرمایا اور کثرت معلومات زیادتی کشف وتحقیق مین اور سب سے ممتاز فرمایا۔ افعال خارقہ کی ایسی صفت عطا فرمائی جیسے ہمین حرکات ارادیہ کی کہ ہم جب چاہین حرکت کرین ایسے ہی وہ جب چاہین افعال خارقہ ظاہر فرمائین۔ ایک صفت دی جس سے وہ ملائکہ کو اسطرح دیکھتے ہین جسطرح بینا ایک صفت غیب کی ایسی عنایت فرمائی جس سے وہ غیب کی آیندہ باتیں جانتے ہین ملا علی قاری رحمہ اللہ مرقاۃ المفاتیح جلد ا صفحہ ۴۵ مین تحریر فرماتے ہین۔ ان للغیب مبادی ولواحق فمبادیہا لا یطلع علیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل واما اللواحق فهو ما اظهره الله تعالى على بعض احبابه لوحة علمه وخرج بذلك عن الغيب المطلق وصار غيبا اضافيا وذلك اذا تنورت الروح القدسية وازداد نورانيتها واشراقها بالاعراض عن ظلمة عالم الحس وتجلية مرأة القلب عن صداء الطبيعة والمواظبة على العلم والعمل وفيضان الانوار الالهية حتى يقوى النور وينبسط فى فضاء قلبه وتنعكس فيه النقوش المرتسمة فى اللوح المحفوظ ويطلع على المغيبات ويتصرف فى عالم السفلى بل يتجلى حينئذ الفياض الاقدس بمعرفته التى هى اشرف العطايا فكيف بغيره خلاصہ یہ کہ غیب کے مبادی پر کوئی ملک مقرب نبی مرسل مطلع نہین البتہ غیب کے لواحق پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض احباب کو مطلع فرمایا ہی جس کے علوم مین سے ایک لوح کا علم بھی ہے اور غیب اضافی ہی اور یہ جب ہی کہ جب روح قدسیہ منور ہوتی ہی اور عالم حس کی ظلمت اور تاریکی سے اعراض کرنے دل صاف ہونے علم وعمل پر مواظبت کرنے اور انوار الٰہیہ کے فیضان کے باعث اُسکی نورانیت اور اشراق زیادہ ہوتا ہی یہانتک کہ اُسکے دل مین نور قوی اور منبسط ہوجاتا ہی اور لوح محفوظ کے نقوش اس مین منعکس ہوجاتی ہین اور یہ مغیبات پر مطلع ہوجاتا ہی اور عالم سفلی مین تصرف کرتا ہی بلکہ اسوقت خود فیاض اقدس جل شانہ اپنی معرفت کے ساتھ تجلی فرماتا ہی اور یہی بڑا عطیہ ہی جب یہی حاصل ہوا تو اور کیا رہ گیا اس عبارت سے یہ تو صاف معلوم ہوتا ہی کہ اللہ جل شانہ اپنے احباب کے دل مین ایسا روشن نور عطا فرماتا ہی جسمین

علی نصیحۃ المسلمین صفحہ ۲۳ کے اس قول کا رد کہ غیب کی بات پیغمبر خدا کو بھی معلوم نہ تھی

لوح محفوظ اسطرح منعکس ہو جاتی ہے جیسے آئینہ میں صورت اس نور پاک سے اللہ جل شانہ کے احباب قلبوں پر مطلع ہوتے ہیں عالم میں تصرف کرتے ہیں بلکہ خود حق جل جلالہ انکے دلونمیں تجلی فرماتا ہے ہمارے نزدیک تو انبیاء (صلوٰۃ اللہ علیہم) و اولیاء (قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم) ہی اللہ جل شانہ کے احباب میں ہیں اور یہ رتبے انہی کو حاصل ہیں۔ مگر براہین قاطعہ مؤلفہ خلیل احمد انبیٹھی مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے صفحہ ۴۷ میں یہ لکھا ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کونسی نص قطعی ہے۔ عبارت مسطورہ بالا کو ملحوظ رکھ کر یہ عبارت پڑھئے تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ اس قول کے قائل کے نزدیک (معاذ اللہ) سید عالم تو اللہ کے احباب میں سے نہیں ہیں جو انہیں وسعت علمی حاصل ہوتی۔ اگر ہیں تو شیطان و ملک الموت اللہ جل شانہ کے احباب میں ہیں جن کی وسعت علمی نص سے ثابت ہے استغفر اللہ العلی العظیم۔ علامہ علی قاری کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ علوم حق سبحانہ تعالیٰ اپنے دوستونکو عطا فرماتا ہے اور براہین قاطعہ میں صراحت کہ شیطان و ملک الموت کی وسعت علمی نص سے ثابت تو پھر ملک الموت اور شیطان لعین اللہ کے دوستوں میں کیوں نہوں۔ استغفر اللہ شیطان لعین دشمن خدا و رسول کے لئے اثبات علوم کرنا اور سید عالم حبیب مکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کا نام پاک آتے ہی منکر ہو جانا کیا ایمان ہے۔ مولنا روم رحمۃ اللہ علیہ پہلے ہی کیا خوب فرما گئے ہیں ؎

از نبی برخواں کہ دیو و قوم او ۔۔۔ می برند از حال انسان خفیہ بود
از رہ کاں ازاں آگاہ نیست ۔۔۔ زانکہ زیں محسوس و زیں اشباہ نیست
چوں شیاطین با پلیدیہائے خویش ۔۔۔ واقفند از سر ما در فکر و کیش
پس چرا جانہائے روشن رہان ۔۔۔ بیخبر باشند از حال نہان
در سرایت کمتر از دیواں شدند ۔۔۔ روحہا کہ خیمہ بر گردوں زدند
دیو دزدانہ سوئے گردوں رود ۔۔۔ از شہاب او محرق و مطعوں شود
آں ز رشک روحہائے دل پسند ۔۔۔ از فلک شان سرنگوں می افگنند
تو اگر شلی و لنگ و کور و کر ۔۔۔ ایں گماں بر روحہائے مہبر
شرم دارد لاف کم زن جان من ۔۔۔ کہ بسے جاسوس ہست از سوئے تن

این طبیبان بدن دانشور اند   بر سقام تو ز تو واقف تر اند

تا ز قاروره همی بینند حال   که نه دانی تو از آن رو اعتدال

هم ز نبض و هم ز رنگ و هم ز دم   بو برند از تو بصد گونه سقم

پس طبیبان الٰہی در جہان   چون نه دانند از تو اسرار نہان

هم ز نبضت هم ز چشمت هم ز رنگ   صد سقم بینند از تو بیدرنگ

قول و فعل آں بول رنجوران بود   که طبیب جسم را برہان بود

وان طبیب روح در جانش رود   وز رہ جان اندر ایمانش رود

ہست پیشش سر ہر اندیشۂ   چون چراغے در درون شیشۂ

حاجتش نبود بفعل و قول خوب   احذروھم ھم جواسیس القلوب

این طبیبان نو آموز اند خود   که بدین آیات شان حاجت بود

کاملان از دور نامت بشنوند   تا بقعر تار و پودت در روند

بلکه پیش از زادن تو سالہا   دیدہ باشندت بچندین حالہا

حال تو دانند یک یک مو بمو   زانکه پر ہستند از اسرار ہو

علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں

فان من جودک الدنیا وضرتہا   ومن علومک علم اللوح والقلم

اے نبی مکرم صلے اللہ تعالےٰ علیک وسلم آپکے دریا عطاو سخا میں سے دنیا و عقبیٰ ہے؛ اور منجملہ آپکے علوم کے لوح و قلم کا علم ہے اور قرآن شریف میں وارد ہے وکل صغیر و کبیر مستطر لوح محفوظ میں ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوتی ہے علامہ شیخ ابراہیم بیجوری شرح بردہ میں صفحہ ۹۱ فرماتے ہیں فان قیل اذا کان علم اللوح والقلم بعض علومہ صلے اللہ علیہ وسلم فما البعض الاخر اجیب بان البعض الاخر ھو ما اخبرہ اللہ تعالیٰ عنہ من احوال الاخرۃ لان القلم انما کتب فی اللوح ما ھو کائن الی یوم القیمۃ فقط یعنی اگر شبہہ کیا جاوے کہ جب علم لوح و قلم حضور کے علوم کا بعض ٹھہرا تو اور حضور کے علوم میں باقی کیا رہگیا تو جواب دیا جاوے کہ باقی احوال آخرت ہیں جنکی اللہ جل شانہ نے حضور کو اطلاع فرمائی کیونکہ

قلم نے لوح میں قیامت تک کے امور ہی تو لکھے ہیں علامہ علی قاری حل العقدہ شرح البردہ
میں فرماتے ہیں۔ وکون علومھما من علومہ صلے اللہ علیہ وسلم ان علومہ تتنوع
الی الکلیات والجزئیات وحقائق وعوارف ومعارف تتعلق بالذات والصفات
وعلمھما یکون نھرا من بحور علمہ وحرفا من سطور علمہ یعنی علوم لوح وقلم
کے آپکے علوم میں سے ہونیکا بیان یہ ہے کہ آپ کے علوم متنوع ہوتے ہیں کلیات وجزئیات حقائق
وعوارف ومعارف کی طرف جو ذات وصفات سے متعلق ہیں اور لوح وقلم کے علوم آپکے علوم
کے سمندروں میں سے ایک نہر اور آپ کے علوم وسیعہ کی سطروں میں سے ایک حرف ہیں علامہ
زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں وقد تواترت الاخبار واتفقت معانیھا علی
اطلاعہ صلے اللہ علیہ وسلم علی الغیب ولا ینافی الآیات الدالۃ علی انہ لا
یعلم الغیب الا اللہ لان المنفی علمہ من غیر واسطۃ اما اطلاعہ علیہ باعلام
اللہ تعالیٰ فمحقق بقولہ تعالیٰ الا من ارتضیٰ من رسول اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اخبار متواتر ہیں
اور انکی معانی اسپر متفق ہیں کہ ہمارے نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب پر مطلع ہیں اور یہ
مضمون آیات نافیہ غیب عن غیر اللہ کے منافی نہیں کیونکہ جہاں نفی ہے وہ علم ذاتی کی ہے جو بے واسطہ
ہو لیکن حضرت سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باعلام الٰہی مطلع ہونا الا من ارتضیٰ من رسول سے ثابت
ہے روح البیان میں ہے وقد انعقد الاجماع علی ان نبینا صلے اللہ علیہ وسلم اعلم الخلق و
افضلھم یعنی اسپر اجماع ہو گیا ہے کہ ہمارے نبی کریم صلوات اللہ علیہ وسلامہ تمام مخلوقات سے زیادہ علم اور فضیلت
رکھتے ہیں علامہ علی قاری شرح شفا جلد اول صفحہ ۲۰۷ میں لکھتے ہیں۔ فصل (ومن معجزاتہ
الباھرۃ) ای آیاتہ الظاھرۃ (وما جمعہ اللہ لہ من المعارف) ای الجزئیۃ (والعلوم)
ای الکلیۃ والمدرکات الظنیۃ والیقینیۃ والاسرار الباطنۃ والانوار الظاھرۃ (وخصہ)
من الاطلاع علی جمیع مصالح الدنیا والدین) ای ما یتم بہ اصلاح الامور الدنیویۃ
والاخرویۃ حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روشن معجزات اور
ظاہر آیات میں سے وہ ہے جو اللہ پاک جلشانہ نے آپ کے لئے عطا فرمایا معارف جزئیہ علوم کلیہ
مدرکات ظنیہ یقینیہ اور اسرار باطنہ انوار ظاہرہ ہیں اور آپ کو دنیا اور دین کی تمام مصلحتوں پر

اطلاع کے ساتھ خاص کیا روح البیان جلد ثالث صفحہ ۱۰۸ میں ہے وفی الحدیث سألنی ربی ای لیلۃ المعراج فلم استطع ان اجیبہ فوضع یدہ بین کتفی بلا تکییف ولا تحدید ای ید قدرتہ لانہ سبحانہ منزہ عن الجارحۃ فوجدت بردھا فاورثنی علوم الاولین والاخرین وعلمنی علوما شتی فعلم اخذ عہدا علی کتمہ وھو علم لا یقدر علی حملہ غیری وعلم خیرنی فیہ وعلم امرنی فی تبلیغہ الی الخاص والعام من امتی وھی الانس والجن والملک وکما فی انسان العیون۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں اسی حدیث کا مضمون یوں ادا فرماتے ہیں۔ پرسید از من پروردگار من چیزے پس نتوانستم کہ جواب گویم پس نہاد دست قدرت خود درمیان دو شانہ من بے تکییف و بے تحدید پس یافتم برد آنرا در سینہ خود پس داد مرا علم اولین و آخرین و تعلیم کرد انواع علم را علمی بود کہ عہد گرفت از من کتمان آنرا کہ با ہیچکس نگویم و ہیچکس طاقت برداشت آن ندارد جز من و علمی بود کہ مخیر گردانید مرا در اظہار و کتمان آن و علمی بود کہ امر کرد مرا بہ تبلیغ آن بخاص و عام از امت من۔ آن دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ سرور اکرم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ شب معراج میں مجھ سے میرے پروردگار تبارک و تعالی نے کچھ دریافت فرمایا میں جواب نہ دے سکا تو اُسنے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان بے تکییف و تحدید رکھا۔ کیونکہ حق سبحانہ تعالے جوارح سے منزہ اور پاک ہے پھر تحدید و تکییف کیسی۔ پھر حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مین نے اُس کی سردی اپنے سینہ میں پائی۔ پس مجھے اولین و آخرین کے علوم عطا فرمائے اور چند علم اور تعلیم فرمائے جنمین سے ایک علم وہ ہے جسکے چھپانے پر مجھ سے عہد لیا کہ میرے سوا کسی میں اُسکے برداشت کرنیکی طاقت نہین ہے ایک علم وہ جسکا مجھے اختیار دیا۔ اور ایک وہ علم جسکی تبلیغ کا حکم فرمایا کہ مین اپنی اُمت کے ہر خاص و عام کو پہنچا دون اور حضرت کی اُمت انسان اور جن اور فرشتے ہین ایسا ہی انسان العیون مین ہے تفسیر لباب التاویل فی معالم التنزیل مطبوعہ مصر جلد رابع صفحہ ۴۶ میں ہے وقولہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فوضع یدہ بین کتفی حتے وجدت بردھا بین ثدیی فتاویلہ ان المراد بالید المنۃ والرحمۃ وذلک شایع فی لغۃ العرب فیکون معناہ علی ھذا الاخبار باکرام اللہ تعالی ایاہ وانعامہ علیہ بان شرح صدرہ ونور

حضور کو تین طرح کے علم عطا ہوئے

انسان اور جن اور فرشتے حضرت کے امتی ہیں

فیہ ما لا یعرفہ احد حتی وجد برد النعمۃ والمعرفۃ فی قلبہ وذلک لما نور قلبہ و
شرح صدرہ فعلم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض باعلام اللہ تعالیٰ ایاہ وانما
امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون۔ اس عبارت سے ثابت ہوا کہ حضرت حق سبحانہٗ
تعالیٰ نے اپنے کرم سے حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلےٰ آلہ واصحابہٖ وبارک وسلم کا سینہ
مبارک کھولدیا اور قلب شریف کو منور فرمایا اور حضور کو وہ معرفت عطا کی جو کسی ایک مخلوق کو بھی
حاصل نہیں یہانتک کہ حضور نے اُس نعمت و معرفت کی سردی اپنے قلب شریف میں پائی اور جب آپکا
دل منور ہو گیا اور سینۂ مبارک کھل گیا پس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام آسمانوں اور زمینوں اور
انکے ما فیہا کا علم بتعلیم الٰہی حاصل ہوا فالحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ شیخ عبدالحق
محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں ہرچہ در دنیاست از زمان آدم
تا نفخۂ اولیٰ بروے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منکشف ساختند تا ہمہ احوال اورا از اول تا آخر معلوم
گردید و یاران خود را نیز بعضے ازاں احوال خبر داد یعنی آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے
زمانہ سے نفخۂ اولیٰ تک جو کچھ دنیا میں ہے سب ہمارے حضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر
منکشف فرما دیا تھا یہانتک کہ تمام احوال اوّل سے آخر تک کا حضور کو معلوم ہوا اور حضور
نے اپنے اصحاب کو اُس میں سے بعض کی خبر دی شیخ سلیمان جمل رحمۃ اللہ تعالیٰ فتوحات
احمدیہ میں امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالےٰ کے ارشاد ؎

وسع العالمین علما وحلما فھو بحر لم تعیہ الاعیاء

کی شرح میں فرماتے ہیں ای وسع علمہ علوم العالمین الانس والجن والملٰئکۃ
لان اللہ تعالیٰ اطلعہ علی العالم کلہ فعلم علم الاولین والاخرین ما کان
وما یکون وحسبک علمہ بعلوم القراٰن وقد قال اللہ تعالیٰ ما فرطنا فی الکتاب
من شئ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ہمارے آقا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کا علم
عظیم انسانوں جنوں اور فرشتوں کے سب کے علوم سے وسیع ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپکو تمام عالم پر
مطلع فرمایا ہے علوم اولین و آخرین و ماکان و مایکون کے مرحمت فرمائے اور آپکا تو علوم قرآن ہی کا عالم
ہونا بہت کافی ہے حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہمنے کتاب میں کوئی چیز نہ چھوڑی اب ایسی ایسی تصریحو

کے بعد بھی جن دلوں میں شبہے رہجائیں اور اطمینان حاصل نہو انکا کچھ علاج نہیں بجز اس کے کہ جناب باری عز اسمہٗ سے دعا کیجائے کہ اے پروردگار بطفیل نبی کریم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم دلوں میں قبول حق کے مادّے پیدا کر اور توفیق انصاف عطا فرما۔

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ علیٰ آلہ واصحابہ بارک وسلم کے نیازمندوں کے علوم کا بھی ذکر کروں جس سے شان عالی سید رسل علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی ظاہر ہو اور یہ معلوم ہوجائے کہ جن کو بحر علم سید کونین صلوٰت اللہ علیہ وسلامہ کا ایک قطرہ مرحمت ہوا بلکہ اس سے بھی کمتر انکی وسعت علمی کس درجہ کی ہے علامہ علی قاری رحمۃ الباری مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۲ صـ۶ـ میں فرماتے ہیں قال القاضی النفوس الزکیۃ القدسیۃ اذا تجردت عن العلائق البدنیۃ عرجت واتصلت بالملاء الاعلٰی ولم یبق لہا حجاب فتری الکل کالمشاھد بنفسہا او باخبار الملک لہا وفیہ سر یطلع علیہ من یتسر لہ انتہٰی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ نفوس زکیہ قدسیہ جب علائق بدنیہ سے عروج کرکے ملاء اعلیٰ کے ساتھ متصل ہوجاتے ہیں اور انکو کوئی حجاب نہیں رہتا ہے تو وہ سب کو مثل مشاہد کے دیکھتے ہیں۔ اسی طرح صاحب کتاب الابریز نے صفحہ ۲۰۵ میں اپنے شیخ عارف عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے اولیاء کا مخلوقات ناطقہ وصامتہ وحوش حشرات زمین و آسمان ستارے وغیرہا تمام عالم کا مشاہدہ کرنا نقل کیا ہے چنانچہ وہ عبارت یہ ہے ولقد رئیت ولیا بلغ مقاما عظیما وھو انہ یشاھد المخلوقات الناطقۃ والصامتۃ والوحوش والحشرات والسمٰوٰت ونجومہا والارضین ومافیہا وکرۃ العالم باسرہا تستمد منہ ویسمع اصواتہا وکلامہا فی لحظۃ واحدۃ ویمد کل واحد بما یحتاجہ ویعطیہ ما یصلحہ من غیر ان یشغلہ ھذا البال علی العالم واسفلہ بمنزلۃ من ھو فی حیز واحد عندہ اور زرقانی شرح مواہب کی عبارت اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بزبدۃ الاسرار میں حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ارشاد اور مولٰنا جامی رحمۃ اللہ تعالٰی کے نفحات الانس سے عزیزان علیہ الرحمۃ کا ارشاد اور فقہ اکبر اور جامع کبیر اور طبری اور ابو نعیم سے حارث ابن مالک انصاری کی روایت اور مثنوی مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے حضرت

فائدہ: وسعت علوم اولیاء کا ذکر

فائدہ: اولیاء کے علوم تمام عالم کو محیط

زید کا قصہ اور امام شعرانی کی کبریت احمر کی عبارت اور حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصیدہ خمریہ کا شعر آئندہ آیۂ کریمہ کذالک جعلناکم امۃ الآیہ کی بحث میں نقل کئے جائینگے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ الطاف القدس میں فرماتے ہیں۔ چوں رفتہ رفتہ سخن بحقائق غامضہ افتاد از ان حالت نیز رمزے باید گفت چو آب از سر گذشت چہ یک نیزہ و چہ یک مشت کمال عارف از حجر بحجت بالاتر میرود و نفس کلیۂ بحجا جسد عارف میشود ذات عارف بجائے روح او وہمہ عالم را طبعا بالعلم حضوری در خود بیند ان عبارتوں سے تو اولیاء اللہ تعالیٰ کیلئے تمام جہان کا علم ثابت ہوا۔ مگر لطف تو جب ہے کہ منکر اقرار کرے و مخالف مان جائے۔ اب ذرا صراط المستقیم مطبوعہ مطبع مجتبائی صفحہ ۱۱۱ ملاحظہ ہو کہ اسمیں امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں افادہ (۱) برائے کشف ارواح و ملائکہ و مقامات آنہا و سیر امکنہ زمین و آسمان و جنت و نار و اطلاع بر لوح محفوظ شغل دورہ کنند و طریقش در فصل اول مفصلا مذکور شد لیس باستعانت ہمان شغل بہر مقامیکہ از زمین و آسمان و بہشت و دوزخ خواہد متوجہ شدہ سیر آن مقام نماید احوال آنجا دریافت کند و با اہل آن مقام ملاقات سازد۔ ان قدوۃ المخالفین امام المنکرین مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب کی عبارت سے تو مخالفین کو پسینہ آگیا ہوگا اور شرم سے آنکھیں نیچی ہوئی جاتی ہونگی کہ جس چیز کے ثبوت کا تمام قوم انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کیلئے انکار کر رہی ہے اسیکو امام الطائفہ نے خاص اولیاء کیلئے بھی نہیں بلکہ ہر شغل دورہ کرنیوالے کیلئے ثابت کر دیا اور اس تفصیل سے کہ کشف ارواح اور ملائکہ اور انکے مقامات اور امکنہ زمین و آسمان جنت و دوزخ کی سیر اور لوح محفوظ پر اطلاع حاصل کرنیکے لئے دورہ کا شغل کرے اب للہ انصاف کیجئے کہ دورہ کا شغل کرنیوالوں کو تو لوح محفوظ پر اطلاع حاصل ہو جائے جسمیں ہر شے کا علم موجود اور نبی کریم رؤف رحیم حبیب خدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لوح محفوظ کا علم نہو۔ افسوس دورہ کا شغل کرنیوالوں اپنے مریدین معتقدوں تک کیلئے تو لوح محفوظ کا علم ثابت کرنا اور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے انکار کر جانا کس درجہ کی ایمانی قوت کا کام ہے کیوں صاحب یہ ہی لوح محفوظ کا علم ہے جسکا نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کیلئے ثابت کرنا مخالفین کے نزدیک شرک ہے آج وہی علم دورہ کا شغل کرنیوالوں کیلئے ثابت کیا جاتا ہے

امام الطائفہ کا اپنے مریدوں تک کیلئے علم جمیع اشیاء ثابت کرنا اور حضور کے لئے شرک بتانا۔

اور شرک نہیں ہوتا۔ کیا حب مصطفٰے اعظمت حبیب خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی کا نام ہے! شرم شرم
شرم!! پھر اسی منہ سے یہ کہنا کہ زمین آسمان بہشت و دوزخ کے جس مقام میں جسوقت چاہین
متوجہ ہوکر سیر کرین جب چاہین وہانکے حالات دریافت کرلیں وہانکے ساکنین سے ملاقات کرلین
جیساکہ عبارت صراط المستقیم سے صاف ظاہر ہے۔ اور اسی منہ سے یہ کہدیناکہ اسطرح غیب کا
دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے۔ یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے کسی ولی وجن
وفرشتہ کو پیرو شہید کو امام زادے کو بھوت پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ
چاہین غیب کی بات معلوم کرلین (از تقویۃ الایمان صفحہ ۲۲۰ اور ایسا ہی رسالۂ غیبیہ کے صفحہ ۹ مین ہے)
صاحبو آپ نے اس شخص کی حالات دیکھی کہ وہان تو جنت و دوزخ زمین و آسمان کی سیر لوح محفوظ
کی اطلاع تک دورہ کا شغل کرنیوالوں کیلئے ثابت کردی اور یہان کسی غیب کی بات کا دریافت
کرلینا اس شخص کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام تک کیلئے بہ تعلیم الٰہی بھی مسلم نہیں۔ پھر صراط المستقیم کے
صفحہ ۱۲۵ میں ملاحظہ فرمائیے جہان اپنے پیر کی نسبت لکھا ہے۔ تا اینکہ کمالات طریق نبوۃ بدرجۂ علیا
خود رسید و الہام و کشف بعلوم حکمت انجامید عجب حال ہے ان حضرات کا کہ انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم وسلامہ کے
جس بات کے ثبوت کا انکار کرتے ہین اپنے پیر کیلئے وہی ثابت کرتے ہین بہرحال اگرچہ مخالفین
نے اس مسئلہ میں بہت سی سختیاں کی ہین اور انکار میں بہت سرگرم ہین مگر پھر بھی بمجبوری کہین
کہین انکی کہنی پڑ گئی ہے۔ اب مین دکھاتا ہون کہ مخالفین نے کہان کہان اور کیسے کیسے اقرار
کئے ہین براہین قاطعہ مؤلفہ مولوی **خلیل احمد** انبٹھوی مصدقہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی
صفحہ ۵۱ میں ہے ان اولیاء کو حق تعالےٰ نے کشف کردیا کہ انکو یہ حضور علم حاصل ہوگیا۔ اگر اپنے فخر
عالم علیہ السّلام کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا فرمادے۔ ممکن ہے۔ مگر ثبوت فعلی اسکا کہ عطا کیا ہے
کس نص سے ثابت ہے ذرا ارباب عقل توجہ فرمائین کہ اولیا کیلئے تو کشف تسلیم کرلیا اور فخر عالم علیہ الصلوٰۃ
والسّلام کیلئے صرف ممکن مانا اور ثبوت فعلی کا انکار کردیا جبکہ بہت سے نصوص موجود ہے تو یہ کہدیا کہ کس
نص سے ثابت ہے اور اولیا کیلئے ثبوت فعلی تسلیم کرلیا یہ بھی غنیمت سمجھئے جو ممکن کہدیا ورنہ آجتک تو شرک ہی
کہا گئے ہین اب زبان سے ممکن نکلا ہے اور اولیاء کیلئے واقع مانا ہے کسقدر شرم کی بات ہے کہ جو علوم اولیا
کیلئے تسلیم کرلئے پھر انبیاء اور انہیں سے بھی سید الانبیاء صلوٰۃ اللہ علیہ وعلیہم کے لئے تسلیم نہ کئے۔ الا اللہ ایمان کے

مولوی اسمٰعیل صاحب شغل دورہ کی وسعت علمی کا اقرار اور حضور کیلئے انکار

اور ھدایت نصیب کرنے نصیحۃ المسلمین صفحہ ۴ سطر ۱۵۔ میں مولوی خرم علیصاحب لکھتے ہین۔

صاحب نصیحۃ المسلمین کا اقرار۔

سوال بعضے لوگ کہتے ہین کہ پیغمبر خدا نے بہت چیزونکی خبر دی ہے کہ آگے یون ہوگا اگر علم غیب انکو نہ تھا تو خبر کیون کر دی اور اولیاء کا بھی اسیطرح حال ہے دیکھو فلانے بزرگ نے کہا تھا کہ ہم فلانے روز مرینگے ویسا ہی ہوا اور کسی نے کہا تھا کہ تیرے چار بیٹے ہونگے سو چار ہی ہوئے اسکا جواب یہ ہے کہ یہ انکو اللہ کے بتانے سے ہوا تھا۔ اس کو علم غیب نہین کہتے اے صاحب یہ کون کہتا ہے کہ انبیا کو بے تعلیم الٰہی خود بخود علم ہے جو علم ثابت کرتے ہین بتعلیم الٰہی ثابت کرتے ہین وہی ان مولوی صاحب نے تسلیم کرلیا۔ رہا انکا یہ فرمانا کہ اس کو علم غیب نہین کہتے یہ ایک لفظی نزاع ہے علم غیب نہین کہتے تو اور کچھ نام رکھ لو مگر وہ علم تو تسلیم کروگے ہمنے مانا کہ لفظ غیب تمھاری چڑ سہی بدل لو کہو گے کہ نہین جمیع ممکنات ما وجد و یوجد کا علم اللہ جل شانہ نے عطا فرمایا۔ رہا منکرین کا یہ وہم کہ غیب وہ ہے جو بے تعلیم حاصل ہو یہ محض خام خیال ہے جس کی آئندہ انشاء اللہ العزیز تصریح و تشریح کی جائیگی

ضمیمہ رسالہ کشف الغطا مؤلفہ مولوی محمد سعید محدث بنارسی صفحہ ۶۴ سطر ۱۴ اور شرح عقائد مطبوعہ مطبع نولکشور صفحہ ۱۲۳ میں ہے یہ وہ کتاب ہے جو حنفیہ کے عقائد میں درسیہ کتاب ہے وبالجملۃ العلم بالغیب امر تفرد به اللہ تعالی لا سبیل الیہ للعباد الا باعلام او الھام بطریق المعجزۃ او الکرامۃ او ارشاد الی الاستدلال بالامارات فیما یمکن فیہ ذلک ولھذا ذکر فی الفتاوی ان قول القائل عند رؤیۃ ھالۃ القمر یکون مطرا مدعیا علم الغیب لا بعلامۃ کفر یعنی حاصل کلام یہ ہے کہ علم غیب کا ایک ایسا امر ہے کہ اللہ تعالی ہی اس سے متفرد ہے بندون کو اسکے حصول کا کوئی طریقہ نہین مگر اللہ بطریق وحی یا الہام کے بتائے یا بطریق معجزہ یا کرامت کے یا استدلال کرنا علامات سے جسمین ممکن ہو اس لئے فتاوی مین ذکر کیا ہے کہ چاند کے ہالہ کو دیکھکر کوئی غیب کا مدعی بنکر کہے کہ پانی برسیگا یہ کفر ہے انتہی ابلفظہ اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ بندونکا علم بالغیب کے حصول کا کوئی ذریعہ نہین مگر اللہ جلشانہ کی تعلیم اور وحی والہام کے ذریعہ سے بطور معجزہ اور کرامت کے ہوتا ہے پس جملہ شبہتین یہی کہتے ہین کہ حضرت کو یہ علم بالعلم الٰہی حاصل ہوا اور یہ آنحضرت کا معجزہ ہے صلے اللہ تعالے علیہ وسلم۔ رد السیف مؤلفہ مولوی عبدالکریم کوچینی صفحہ ۹ سطر ۲۲ مین ہے پس علم ما کان و ما یکون اور جزئیات و کلیات کا اور علم خواطر و نیات کا جو وقت اللہ

مولوی کوچینی کا اقرار۔

نے معلوم کر دیا اسیوقت مین ہوا اور جس مجلس میں سارے عالم کی حالات بتا دیے اسی مجلس میں رہا نہ دائم
و مستمر پس جن جن واقعات کا کہ آپنے بیان کئے ہین سرور عالم سردار نبی آدم نبی اکرم محمد مصطفے صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے سو وہ بطریق معجزہ بتعلیم الٰہی اوقات معینہ متعددہ مین ہوئے ہین جسکو دوام و استمرار فی کل الاوقات
نہین ہے یہی قاعدہ سارے معجزات کا انبیا علیہم السلام کے اور کرامات کا اولیا عظام کے ہے نہ فی سائر
الازمنہ ولا الامکنہ انتہے بلفظہ صاحبان عقل وفہم اس عبارت پر غور فرمائین اور یہ ملحوظ رکھین کہ مولوی عبد
الکریم جنکی یہ عبارت ہے علم نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے پکے منکر ہین مگر یہان دلہ
ثبوت سے مجبور ہو کر صراحت سے اقرار کر رہے ہین کہ علم ماکان ومایکون اور جزئیات و کلیات کا اور علم
خواطر و نیات کا جسوقت اللہ تعالیٰ نے معلوم کرا دیا اسیوقت میں ہوا اور جس مجلس میں سارے
عالم کے حالات بتا دیئے اُسی مجلس میں رہا۔ اب دیکھیے کہ یہ کیسا صاف اقرار ہے مگر چونکہ منکرین میں
سے ہین اسوجہ سے ایک حیلہ بھی کر گئے کہ وہ ہمیشہ نہین رہتا اور یہ صرف زبانی بات ہے اسپر نہ کوئی
دلیل نہ شاہد کوئی پوچھے کہ آپ نے کہاں تصریح پائی کہ علم عطا فرما کر چھین لیا جاتا ہے بے دلیل
محض تعصب سے یہ کہدیا کہ ہمیشہ نہین رہتا میں کہتا ہوں کہ جب آپنے اقرار کر لیا تو تھوڑی دیر کے
لئے مگر اس سے آپ کے مذہب کے سب تار و پود ٹوٹ گئے کیونکہ جب آپکا بد طائفہ نے اثبات علم ماکان
ومایکون ہی کا شرک بتایا ہے اور آپ نے وہ تھوڑی دیر کے لئے ثابت کیا تو آپکا مدعا یہ ہوگیا کہ تھوڑی
دیر کے لئے تو شرک ہو سکتا ہے یعنی انبیا اولیا (معاذ اللہ) خدا بن سکتے ہین استغفر اللہ ای حضرت
توبہ کیجیے اگر علم ماکان ومایکون کا اثبات کسی مخلوق کے لئے بتعلیم الٰہی شرک ہوتا تو اک لحظہ کیلئے بھی
شرک ہوتا اور جب آپ تھوڑی دیر کے لئے مان رہے ہین تو ہمیشہ کیلئے تسلیم کرنا بھی شرک نہین ہو سکتا
پھر کسیطرح ممکن نہین کہ آپ یہ ثابت کر سکین کہ وہ علم تھوڑی دیر کے بعد جاتا رہا اور اگر ممکن
ہے تو ہاتو برھانکم اور یہ تو عجب تماشہ کی کہی کہ سب معجزات کا یہی حال ہے کہ انہین بقا نہین
ہوتی کیا خوب!! ابھی حضور کو معجزات کا حال معلوم نہین سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ
وبارک وسلم کا سایہ نہ تھا تو آپ کے قاعدے کے بموجب تو تھوڑی دیر کیلئے یہ معجزہ رہنا چاہئے تھا
حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔ ملاحظہ ہو مدارک التنزیل مطبوعہ
مطبع میمنہ مصر صفحہ ۱۴۳۔ ان عمر رضی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مخالفین کے قول سے تھوڑی دیر کے لئے شرک کا ثابت ہونا بھی لازم آیا"

قال[۵۱] رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام انا قاطع بکذب المنافقین لان اللہ عصمک من وقوع الذباب علی جلدک لانہ یقع علی النجاسات فیہ ایضاً[۵۲] قال عثمان ان اللہ ما اوقع ظلک علی الارض لئلا یضع انسان قدمہ علی ذلک الظل آیات و احادیث واقوال اکابر ائمہ اور خود مخالفین کے اقرارون سے نبی کریم رؤف ورحیم صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کیلئے علم ماکان ومایکون ثابت ہوگیا اور یہی مدعا تھا والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین بحمد اللہ تعالے مسئلہ توبصراحت تامہ نہایت مدلل لکھا گیا اب میں حافظ واحد نور صاحب کے رسالہ اعلاء کلمۃ الحق کا رد شروع کرتا ہون وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق ۔

مولوی حافظ واحد نور صاحب کے رسالہ اعلاء کلمۃ الحق

قولہ الحق ہو الاول والآخر والظاہر والباطن وھو بکل شئی علیم (یہی شائع ہمارا یہی ایمان ہے اور حاشیہ پر ہے) اور مؤلف اعلام الاذکیا نے اپنے رسالہ کے آخر مین یون لکھا ہے صلے اللہ علی من ھو الاول والآخر والظاہر والباطن وھو بکل شئی علیم

اقول ۔ مؤلف اعلاء کلمۃ الحق نے گویا یہ اعتراض کیا کہ مؤلف اعلام الاذکیا یعنی جناب مولانا مولوی محمد سلامت اللہ صاحب نے جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی شان مین ھو الاول والآخر الخ لکھا اور یہ جناب حق سبحانہ تعالے کیساتھ خاص ہے پس مخفی نہ رہے کہ یہ کلمات جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی شان میں بیان کرنا شرک ہے نہ گناہ جیسا کہ جانب مخالف نے سمجھا ۔

---

۵۱ حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مین عرض کیا کہ مجھے یقین ہے کہ منافق جھوٹے ہین اسلئے کہ اللہ جلشانہ نے آپکے جسم مبارک کو مکھی کے بیٹھنے سے محفوظ رکھا ہے اس لئے کہ وہ نجاستوں پر بیٹھتی ہے ۵۲ یہ بھی مدارک مین ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے آپکا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا کہین ایسا نہو کہ اسپر قدم پڑے سبحان اللہ

تنبیہ

مخالفین کے اقرار اور بھی جا بجا موجود تھے بلحاظ اختصار چھوڑ دیئے گئے ۱۲

بدن اقدس پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی ۔

حضور کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا ۔

بلکہ ایسے کلمات وصف جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مین لانا جائز اور اکابر اُمت کا طریقہ ہے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ کے خطبہ مین فرماتے ہین ہو الاول والآخر والظاہر والباطن وھو بکل شیٔ علیم این کلمات اعجاز سمات ہم مشتمل بر ثنائے الہیت تعالیٰ و تقدس کہ در کتاب مجید خطبہ کبریائی خود خواندہ و ہم متضمن نعت حضرت رسالت پناہی است کہ وے سبحانہ او را بدان تسمیہ و توصیف فرمودہ۔ اِس عبارت سے ظاہر ہے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توصیف میں یہ الفاظ کہنا درست اور علمائے امت کا طریقہ ہے بلکہ خود حضرت حق سبحانہ تعالےٰ نے رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توصیف میں یہ کلمات فرمائے ہین پس اب منکرین جو ان کلمات کو جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شان مین ناروا جانتے ہین خدائے کریم مولائے رحیم پر کیا اعتراض نہ کرینگے کہ اُس نے خود حضرت کی شان مین یہ کلمات فرمائے۔ یگانہ زمانہ جناب الحاج حضرت مولانا المولوی احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی مدظلہٗ نے اپنے رسالہ مبارکہ جزاء اللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ صہ ۳۴ مین نقل فرمایا علامہ محمد بن احمد بن محمد بن محمد بن ابی بکر بن مرزوق تلمسانی شرح شفا شریف میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہین جبریل نے حاضر ہو کر مجھے یون سلام کیا السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر السلام علیک یا ظاہر السلام علیک یا باطن مین نے فرمایا اے جبریل یہ صفات تو اللہ عزوجل کی ہین کہ اُسی کو لائق ہین مجھ سے مخلوق کی کیونکر ہو سکتی ہین جبریل نے عرض کیا کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ حضور پر یون سلام عرض کرون اللہ تعالےٰ نے حضور کو اُن صفات سے فضیلت دی اور تمام انبیاء و مرسلین پر اُنہے خصوصیت بخشی اپنے نام و وصف سے حضور کے نام و وصف مشتق فرمائے وسماک بالاول لانک اول الانبیاء خلقا وسماک بالآخر لانک آخر الانبیاء فی العصر خاتم الانبیاء الی آخر الامم حضور کا اول نام رکھا کہ حضور سب انبیا سے آفرینش مین مقدم ہین اور حضور کا آخر نام رکھا کہ حضور سب پیغمبرون سے زمانہ میں مؤخر و خاتم الانبیا و نبی اُمت آخرین ہین۔ باطن نام رکھا کہ اُس نے اپنے نام پاک کے ساتھ حضور کا نام نامی سُنہرے نور سے ساق عرش پر آفرینش آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دو ہزار برس پہلے ابد تک لکھا پھر مجھے حضور پر درود بھیجنے کا حکم دیا مین نے

حضور پر ہزار سال درود بھیجے اور ہزار سال بھیجے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مبعوث کیا خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اُس کے حکم سے بلاتا اور جگمگاتا سورج حضور کو ظاہر نام عطا فرمایا کہ اُس نے حضور کو تمام دینوں پر ظہور و غلبہ دیا اور حضور کی شریعت و فضیلت کو تمام اہل سموٰت پر و ارض پر ظاہر و آشکار کیا تو کوئی ایسا نہ رہا جس نے حضور پُرنور پر درود نہ بھیجے ہوں اللہ حضور پر درود بھیجے نزربک محمود و ربک الاول والاٰخر والظاہر والباطن وانت الاول والاٰخر والظاہر والباطن پس حضور کا رب محمود ہے اور حضور محمد۔ حضور کا رب اول و آخر و ظاہر و باطن ہے حضور اول و آخر۔ ظاہر و باطن ہین۔ سیّد عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا الحمد للہ الذی فضلنی علی جمیع النبیین حتے فی اسمی وصفتی سب خوبیان اللہ عزوجل کو کہ جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی یہان تک کہ میرے نام و صفت مین انتہےٰ

قول ۸ ۔ اس علم غیب کے باب میں دو فرقے ہو گئے جس سے عوام خلجان مین پڑ گئے ایک وہ گروہ جو پُرانے چال ڈھال پر جما ہوا ہے یعنی جنکا عقیدہ وسلف صالح کے موافق ہی وہ یہ کہتی ہین کہ علم غیب جس کا ایک تمہ اس راقم نے لکھا یہ علم بذاتہ تعالےٰ کے لئے مختص ہی۔ رہا دوسرا گروہ جن کو ایجاد و اختراع کی فرمتین ملین ان لوگون نے تیرہوین صدی مین اپنا خیال دگرگون ظاہر کیا یعنی سوائے رب العزت دوسرے کیلئے بھی علم غیب کے قائل ہوئے "

اقول ۔ مؤلف اعلاء کلمۃ الحق نے دونون فریقون کے اعتقاد بیان کرنے مین انصاف کا خون ناحق کیا ہی۔ پہلے فریق کا عقیدہ پورا ظاہر نہین کیا خیر اب میں دونوں فریقون کے اعتقاد بیان کرتا ہون۔ فریق اوّل یعنی۔ وہابی جس کو جانب مخالف یعنی مؤلف اعلاء کلمۃ الحق نے سلف صالح کے موافق بتایا ہی اسکا یہ عقیدہ ہی کہ نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا علم شیطان لعین کے علم سے بھی کم ہی (نعوذ باللہ من ذلک) چنانچہ براہین قاطعہ مین جو اس فریق کی مایۂ ناز کتاب ہی صفحہ ۴۷ میں موجود ہی۔ کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہی اے حضرت جانب مخالف صاحب آپ نے اپنے سلف صالح کے موافق گروہ کے عقیدہ میں اُس کی یہ تحریر بیان نہ کی اب ذرا انصاف تو فرمائیے کہ شیطان اور ملک الموت کے لئے یہ وسعت نص سے ثابت مان

علم غیب کے متعلق دونوں فریقوں کے اعتقاد

صاحب براہین کا شرک کو نص سے ثابت بتانا۔

لی اور فخر عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے اِس وسعت کا قائل ہونا شرک بتا دیا۔ اس کی
کیا معنی اگر بفرض محال یہ وسعت غیر خدا کے لئے تجویز کرنا اور مان لینا شرک ہی تو بھلا شیطان اور
ملک الموت کیلئے تسلیم کرنا کیون شرک نہین اور اسپر طرہ یہ کہ وہ نص سے ثابت کہہ رہا ہی یعنی اس کا مطلب
یہ ہی کہ شرک نص سے ثابت ہی معاذ اللہ) اب جانب مخالف سے سوال یہ ہے کہ کیا وہ اپنے اس سلف
صالح کے موافق کو مسلمان کہین گے جس نے نعوذ باللہ خدائی پاک اور قرآن مجید دونون کو شرک
گر بنا یا ظلم ہے کہ شرک نص سے ثابت بتایا۔ اگر سلف صالح کی موافقت اسیکا نام ہی اور آپ کے
سلف صالح ایسے ہی تھے تو خدا ہمکو اور سب مسلمانان کو اُن کی موافقت سے محفوظ رکھے دوسرے

جانب مخالف کے قول سے فخر عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا اعلم الخلائق ہونا۔

یہ کہ جانب مخالف نے اپنے رسالۂ اعلاء کلمۃ الحق کے صفہ ۶ مین لکھا ہی کہ حضرت محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم اعلم الخلائق ہین یعنی مخلوقات مین سب سے بڑھکر عالم ہین کیونکہ یہ بات اولاً
اجماع سے ثابت ہی **اقول** اب مین پوچھتا ہون کہ جانب مخالف صاحب کے نزدیک شیطان
اور ملک الموت مخلوقات مین ہین یا نہین اگر نہین کہئے تب تو کیا ٹھکانا ہی اور اگر کہئے کہ ہان
مخلوق ہین تو براہین قاطعہ کی عبارت مذکورہ کے اعتبار سے شرک ہی اس لئے کہ صاحب براہین
کے نزدیک شیطان اور ملک الموت کی برابر وسعت ثابت کرنا بھی شرک ہے اور یہ حضرت تو سب
خلق سے زیادہ وسعت ثابت کرتے ہین اور سب سے بڑھکے عالم بتاتے ہین تو اپنے سلف صالح کے
موافق گروہ کے نزدیک تو پکے مشرک ہوئے اب جانب مخالف سے یہ سوال ہی کہ وہ اپنی سلف
صالح کے موافق گروہ کے حکم کے بموجب اپنا مشرک ہونا تسلیم کرینگے یا اُن کے سلف صالح کے موافق
ہونیسے انکار۔ صاحبانِ انصاف ملاحظہ فرمائین کہ مؤلف اعلاء کلمۃ الحق کا فریق اول کو سلف صالح
کے موافق کہدینا اور **فریق ثانی** یعنی اہل سنت کو برا بتانا کیا انصاف کی گردن پر چھری پھیرنا نہین
ہے۔ ابھی اتنے ہی سے نہ گھبرائیے بلکہ اپنے سلف صالح کے سرغنہ اور پیشوا مولوی اسمٰعیل

صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک حضرت کے لئے علم ثابت کرنا خواہ ذاتی ہو یا عطائی ہر طرح شرک ہے اور اُس کا جواب۔

دہلوی کی خیر منائیے اور اُنکا قول انصاف کی میزان مین تولکر خود اپنے انصاف پر
آفرین کہئے کہ آپ کے گروہ کے معلم اول مولوی اسمٰعیل تقویۃ الایمان مین یہ لکھتے ہین پھر
خواہ یون سمجھئے کہ یہ بات اُن کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرضکہ اس عقیدہ
سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے از تقویۃ الایمان صفہ ۱ مطبوعہ مجتبائی۔

جناب رسالتمآب عدیم النظیر یعنی نبی علیم وخبیر کے عدیم المثل و بے نظیر ہونے کے انکار میں تو محالات تک تحت قدرت بتائیں۔ کذب جیسے قبیح امر کو خدائے پاک کیلئے جائز کہیں اہل سنت کو منکر قدرت قرار دیں۔ معاذ اللہ اور نبی کریم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے علم کے انکار میں اللہ جل شانہ کو تعلیم پر بھی قادر نہ جانیں اور آنکھیں بدلکر صاف کہہ جائیں کہ اللہ کی تعلیم سے بھی حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ علم نہیں ہو سکتا جس کے یہ معنی کہ یا تو وہ علام الغیوب تعلیم پر قادر نہیں نعوذ باللہ یا اس کی تعلیم ایسی ناقص کہ جسکو تعلیم کرے اُسے علم نہیں آسکتا معاذ اللہ ہمارے جانب مخالف صاحب کہ ان سب باتوں کو سلف صالح کے موافق بتا رہے ہیں ذرا دہ اپنے سلف صالح مولوی اسمٰعیل دہلوی کے قول کے بموجب یہ ثابت کر دیں کہ اللہ کے دینے سے بھی شرک ثابت ہوتا ہے یعنی اللہ کا تعلیم کرنا بھی شرک ہے یہ مسئلہ تو صاف بتا رہا ہے کہ صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک علم الٰہی بھی (نعوذ باللہ) عطائی یعنی کسی کی تعلیم سے ہے اس لئے کہ شرک تو جب ہی لازم آئے گا کہ اللہ جل شانہ کا علم بھی ذاتی نہ ہو ورنہ اتنا بڑا فرق ہونے پر کیسے شرک ہو سکتا ہے ابھی تو علم رسول اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم میں کلام تھا اور ہمارے جانب مخالف اپنے سلف صالح کی موافقت میں تنقیص علم نبوی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے درپے تھے کہ اُنکے سید الطائفہ سلف صالح مولوی اسمٰعیل دہلوی کے نزدیک اللہ جل شانہ کا علم بھی ذاتی نہ رہا (خدا کی پناہ) چنانچہ وہ تقویۃ الایمان میں یوں لکھتے ہیں سو اسطرح کا غیب کہ جبوقت چاہے معلوم کر لیجئے اللہ صاحب ہی کی شان ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالے کو بھی ہر وقت تمام چیزوں کا علم نہیں ہے بلکہ جب کبھی کسی چیز کا علم چاہتا ہے معلوم[1] کر لیتا ہے اب ذرا جانب مخالف غور کریں کہ اُنہوں نے انصاف کا خون کیا یا نہیں کہ جو۔

[1] معلوم کر لیتا ہے اللہ جلشانہ کس سے معلوم کر لیتا ہے اگر مولوی اسمٰعیل سے دریافت کیا جاتا تو شاید وہ یہی کہتے کہ میرے پیر سید احمد سے دریافت کر لیتا ہے انہی کیساتھ بہت خصوصیت ہے ہاتھ میں ہاتھ تھام کر کلام ہوتا ہے ایسے ہی دیوبندیوں نے براہین قاطعہ میں لکھا کہ رسول اللہ کو اُردو بولنا دیوبند کے مدرسے کے تعلق سے آگیا اُنہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو شاگرد بتا دیا اُن کے پیشوا نے خدائے تعالے کو بھی یہ کیسے گوارا ہو سکے کہ خدا و رسول کیلئے اپنے آپ سے زیادہ علم تسلیم کریں شاگردوں سے بھی علم میں کم قرار پائیں معاذ اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اہل اسلام ان بیہودہ باتوں پر نظر ڈالیں

مخالفین کے اقوال سے لازم آتا ہے کہ یا تو علام الغیوب تعلیم پر قادر نہیں یا اُسے طرز تعلیم نہیں آتا۔ معاذ اللہ۔

صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک علم الٰہی بھی ذاتی نہیں۔

صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک اللہ تعالے کو بھی تمام چیزوں کا ہر وقت علم نہیں۔

فریق اللہ جل شانہ کے علم کو بھی ناقص بتاتا ہے اُس کو سلف صالح کے موافق بتا دیا۔

علم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اہل سنت کا اعتقاد

فریق ثانی یعنی اہل سُنت کا اعتقاد یہ ہے کہ آنحضرت سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتعلیم الٰہی جمیع کائنات کا علم ہے اور وہ علم الٰہی کے دریائے عظیم کا ایک قطرہ ہے۔ چنانچہ یہ مضمون بار بار رسالون میں شائع ہو چکا ہے۔

فریق اول یعنی۔ وہابی۔ اس کو شرک کہتے ہین۔ جانب مخالف انصاف کرین کہ اس کو شرک کہنے کے یہ معنی ہین کہ یہ بعینہ صفت خاص خدا کی تھی جو بندہ مین ثابت کیگئی تو ضرور معترض یعنی وہابیہ کے نزدیک (معاذ اللہ) خدا کا علم بھی تعلیمی ہے اور خدا کا بھی کوئی نہ کوئی ضرور اُستاد ہے جس نے اس کو تعلیم کیا (استغفر اللہ) کیا جانب مخالف کے نزدیک فریق اول سلف صالح کے موافق ہے جو حضرت حق سُبحانہ تعالےٰ اور اُس کے حبیب معظم محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علم کا انکار کرتا ہے جس کے نزدیک خدا کے لئے شاگرد بن کر علم سیکھنا ضروری ہے۔ رسول کے لئے ہر طرح کا علم ثابت کرنا شرک ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ الٰہی جانب مخالف اور اس کے فریق کو ہدایت فرما۔

جانب مخالف کا غیب کی تعریف میں غلطی کرنا۔

قولہ۔ اور بعض اہل علم نے غیب کی یون تعریف کی ہے کہ غیب وہ ہے جو حواس یا عقل سے معلوم نہو سکے اور نہ حضرت حق سبحانہ نے کسی کو اس پر اطلاع دی ہو خاص رب العزت ہی کو معلوم ہو نہ غیر کو اقول آپ کی لیاقت علمی بھی قابل تعریف ہے۔ وہ بعضے اہل علم کونسے ہین جنہون نے غیب کے یہ معنی بیان کئے ہین کہ سوائے رب العزۃ کے اور کوئی اُس کو نہ جانے اور نہ حق سُبحانہ تعالےٰ نے کسی کو اُسپر اطلاع دی ہو غالباً یہ بعض اہل علم بھی ویسے ہی ہونگے جیسے وہ آپ کے سلف صالح کے موافق گروہ والے تھے اکثر جہلا یہ کہا کرتے ہین کہ جب اللہ نے تعلیم کیا تو وہ غیب کہاں رہا۔ یہ غلطی اسی باعث سے ہوئی کہ یہ لوگ غیب کے معنی سے ناواقف ہین۔

فتویٰ مولوی غلام محمد در کشف الغطاء اور نصیحۃ المسلمین اور والیعت کر اس قول کا رد کہ جو بتا دیا جائے اسے غیب نہیں کہتے۔

اب غیب کے معنی سنئے تفسیر بیضاوی میں ہے والمراد بہ الخفی الذی لا یدرکہ الحس ولا تقتضیہ بداھۃ العقل یعنی غیب اُس پوشیدہ چیز کا نام ہے جسکو حس ادراک نہین کر سکتی اور بداہۃ عقل پا نہیں سکتی یعنی اس مین یہ کہین ذکر نہین کہ اس کی تعلیم نہین ہو سکتی یا تعلیم سے غیب پر غیب کا اطلاق نہین ہوتا۔ یہ مخالف صاحب نے اپنی طرف سے بے ثبوت محض خلاف تصریحات مفسرین الکہدیا

اور کتب معتبرہ کی طرف اصلا التفات نہ کیا۔ افسوس ہر دینی مسائل مین یہ ہوا ہندیان اپنی طبیعت سے جو چاہا لکھدیا جسکا ثبوت فضلاء عالم میں۔ عقلاء علما کی نظر میں آپکا یہ طرز عمل آپکی کیا وقعت پیدا کریگا

تفسیر کبیر ملاحظہ ہو۔ آیۂ کریمہ یومنون بالغیب کے تحت مسطور ہے قول جمہور المفسرین ان الغیب ھو الذی یکون غائبا عن الحاسۃ ثم ھذا الغیب ینقسم الی ما علیہ دلیل والی ما لا دلیل علیہ یعنی جمہور مفسرین کا قول ہے کہ وہ غیب ہے جو حواس سے غائب ہو پھر اس غیب کی دو قسمین ہین۔ ایک وہ جسپر دلیل نہ ہو جس غیب کی دلیل نہ ہو وہ جناب حق سبحانہ تعالی کے ساتھ خاص ہی۔ رہا وہ غیب جسپر دلیل ہو وہ مخلوق کے ساتھ خاص ہی کیونکہ اللہ سبحانہ کا علم تو کسی دلیل یا تعلیم کا محتاج ہی نہین تو ضرور اس قسم کا غیب بندون کے ساتھ خاص ہوگا اب فرمائیے کہ جناب کا یہ قول کہ حق سبحانہ نے کسی کو اسپر اطلاع نہ دی ہو کتنا کھلا باطل و رکتب تفسیر اور جمہور مفسرین کے خلاف ہے کیا آپکے نزدیک خداوند عالم غیب کی تعلیم پر قادر نہین ہی اور اسپر کسیکو مطلع نہین فرما سکتا آپ تو حافظ ہین قرآن پاک سے دریافت کیجئے کہ اللہ سبحانہ اپنی بندونکو غیب پر اطلاع دیتا ہے یا نہین ارشاد فرماتا ہے وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء دیکھیے اس آیت میں کیسا صاف فرما دیا کہ مجتبی رسولون کو غیب پر مطلع فرماتا ہے اس مضمون کی آیتین لکھی جائین تو ذخیرہ ہو جائے مگر افسوس آپ ضد و تعصب کے جوش میں قرآن پاک کا خلاف کرتے چلے جاتے ہین۔ اور اتنا تو فرمائیے کہ غیب بتایا جاتا ہی یا نہین اللہ انصاف عطا فرمائے۔

قولہ ۔ چنانچہ اسی نفی غیر پر آیۂ کریمہ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ھو ناطق ہی

اقول جانب مخالف نے یہ آیت اس لئے نقل کی ہے تاکہ یہ ثابت کرے کہ سوائے خدا کے کوئی غیب کو نہین جانتا مگر ہم اوپر بوضاحت بیان کر چکے ہین کہ وہ غیب جسپر دلیل ہی اللہ جلشانہ کیساتھ خاص نہین۔ آیت بیشک حق ہی لیکن اس سے یہ ثابت کرنا سراسر باطل کہ حضرت حق سبحانہ تعالے نے کسی کو غیب کا علم تعلیم نہین فرمایا نہ آیت کا یہ ترجمہ ہے نہ مفاد بلکہ آیت میں اس غیب کی نفی ہے جسپر دلیل نہین اور جس کو علم ذاتی بھی کہہ سکتے ہین یعنی جو بے تعلیم خود بخود حاصل ہو اور اگر یہ مراد نہو بلکہ آیت کا یہ مطلب ہو کہ اللہ جل شانہ کے سوا کسی کو غیب کا علم تعلیم الٰہی سے بھی

غیب کی معنی کی تحقیق میں تفسیروں کی عبارتیں۔

نہین ہوسکتا تو اول تو اللہ جلشانہ کا عجز لازم آئے گا (نعوذ باللہ) اور ثانیاً آیہ وافی ہدایہ ما
کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء اور آیہ کریمہ عالم
الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول کے بالکل خلاف ہوگا اسلئے
کہ ان آیتون سے خوب ظاہر ہے کہ اللہ جلشانہ اپنے مجتبیٰ مرتضیٰ رسولونکو غیب پر مطلع فرما دیتا ہے
پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ہوگا کہ یہ علم تعلیم الٰہی سے بھی حاصل نہین بلکہ ضروری یہی مطلب ہوگا کہ خود
بخود اپنی ذات اور اٹکل سے کوئی غیب نہین جانتا البتہ بتعلیم الٰہی انبیاء علیہم السلام جانتے ہین
چنانچہ امام مناوی رحمہ الباری روض النضیر شرح جامع صغیر میں تحریر
فرماتے ہین فاما قولہ لا یعلمہا الا ہو فمفسر بانہ لا یعلمہا احد بذاتہ ومن ذاتہ
الا ہو لکن قد یعلم باعلام اللہ تعالیٰ فان ثم من یعلمہا وقد وجدنا ذلک
بغیر واحد کما رأینا جماعۃ علموا متی یموتون وعلموا ما فی الارحام حال حمل المرأۃ
وقبلہ یعنی آیہ وعندہ الآیہ کی تفسیر یہ ہے۔ مفاتح غیب کی کوئی خود بخود سوا خدائے تعالیٰ کے
نہین جانتا اور اسکی تعلیم سے یقیناً جان لیتا ہے اور ہمنے ایسی جماعتون کو دیکھا کہ جنہون نے یہ جان
لیا کہ کہان مرینگے اور حالت حمل میں اور اس سے پہلے یہ معلوم کر لیا کہ عورت کے پیٹ
مین کیا ہے لڑکا یا لڑکی۔ کہئے اب بھی آیت کے معنی معلوم ہوئے یا کچھ تردد باقی ہے آپکا آیت
کو سند بنانا آیت کے معنی تک نہ پہنچنے کا ثمرہ تھا پہلے ہی تحقیق کرکے معنی سمجھ لئے ہوتے تو اسوقت
شرمندگی نہ ہوتی لیکن خیال باطل کی تائید اور مذہب مردود کی حمایت آپ کو دیدہ و دانستہ
بھی ایسے اعتراض پیش کرنے پر مجبور کرے تو تعجب نہیں اس لئے مناسب ہے کہ مین آپ کو خوب
اطمینان دلاؤن ملاحظہ فرمائیے تفسیر احمدیہ اُس میں ہو ولک ان تقول ان علم ہذہ
الخمسۃ وان کان لا یعلمہا احد الا اللہ لکن یجوز ان یعلمہا من یشاء من
محبیہ و اولیائہ بقرینۃ قولہ تعالیٰ ان اللہ علیم خبیر بمعنی المخبر اس تفسیر سے بھی صاف
ظاہر ہے کہ اللہ جل شانہ اپنے محبین اور اولیا مین سے جس کو چاہے امور خمسہ کا علم بھی تعلیم فرماتے
الغرض جتنی آیتون مین یہ مذکور ہے کہ کوئی غیب کو نہین جانتا سب مین یہی مقصود ہے کہ خود بخود
بے تعلیم الٰہی نہین جانتا ملاحظہ ہو جمع النہایہ فی بدء الخیر والغایہ علامہ شنوانی رحمہ اللہ

غیب کا علم (اللہ جلشانہ کی تعلیم سے انبیا و اولیاء کو حاصل ہے۔

جتنی آیتون مین یہ مذکور ہے کہ کوئی غیب کو نہین جانتا ان سب مین یہی مقصود ہے کہ بے تعلیم نہین جانتا۔

تعالٰی فرماتے ہین لا یعلم متی تقوم الساعۃ الا اللہ فلا یعلم ذلک ملک مقرب ولا نبی مرسل قال بعض المفسرین لا یعلم ہذہ الخمس علما لدنیا ذاتیا بلا واسطۃ الا اللہ فالعلم بہذہ الصفۃ مما اختص اللہ تعالٰی بہا واما بواسطۃ فلا یختص بہ تعالٰی حاصل یہ کہ امور خمسہ کا علم ذاتی لدنی بے واسطہ اللہ جلشانہ کے سوا کسی کو نہین لیکن علم بواسطہ اللہ تعالٰی کیساتھ مختص نہین وہ سبحانہ جسے چاہے تعلیم فرمادے اور اُسنے جسے چاہا تعلیم فرمایا شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالٰی اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ میں تحریر فرماتے ہین۔ ومراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل ہیچکس اینہا را نداند انہا از امور غیب اند کہ جز خدا کسے آنرا نداند مگر آنکہ وے تعالٰی از نزد خود کسے را بوحی والہام بداناند تو بالکل پردہ اُٹھ گیا کہ مراد یہ ہے کہ بے تعلیم الٰہی کوئی شخص ان امور کو اٹکل اور قیاس سے نہین جانتا کہ یہ امور غیب ہین سوائے خدا کے کوئی اُسکا جاننے والا نہین مگر جس کو اللہ جلشانہ نے وحی والہام کے ذریعہ سے تعلیم فرمایا ہو۔ اب بخوبی ثابت ہوگیا کہ آیۂ شریفہ مین غیب کی نفی مطلق نہین بلکہ خود بخود اپنی عقل سے جاننے کے نفی ہی۔ جانب مخالف نے آیت کے معنے سمجھنے میں خطا کی اور غلط استدلال کیا۔ مذکورہ بالا جملہ روایات تفاسیر کا خلاف کیا اگر اُنپر نظر نہ تھی تو آیت سے استدلال کر نہین جرائت نہ کرنا چاہئیے تھا عجب ہے کہ مخالف اپنی غلط فہمی کو اپنے باطل مدعا کی دلیل بنانا چاہتا ہے قولہ اور اسی معنے کے اعتبار سے مُلا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح فقہ اکبر مین تحریر فرمایا ہے وذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالٰی قل لا یعلم من فی السموٰت والارض الغیب الا اللہ اقول علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالٰی اسی غیب پر حکم تکفیر نقل کرتے ہین کہ جسپر دلیل نہ ہو اور یہ ہمارا عقیدہ ہی کہ جس غیب پر دلیل نہ ہو وہ حضرت حق سبحانہ تعالٰی کے ساتھ خاص ہی جیسا کہ مذکور ہوچکا رہا وہ غیب جسپر دلیل ہی وہ حضرت حق سبحانہ تعالٰی نے اپنے حبیب پاک حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو مرحمت فرمایا ہو۔ لطف تو جب ہے کہ ہمیں اس مدعا پر خود علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالٰی ہی کی شہادت پیش کرون جن سے جانب مخالف نے استدلال کیا ہو ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالٰی شرح شفا جلد اول صفحہ ۰ مین فرماتے ہین (ما اطلع علیہ من الغیوب) ای الامور الغیبیۃ فی الحال (وما یکون) ای سیکون فی الاستقبال مطلب یہ ہے

شرح فقہ اکبر کی عبارت مین جانب مخالف اور صاحب کشف الغطاء و سیف الجبار و بقیہ کی غلط فہمی اور اس کا جواب۔

ملا علی قاری کی شرح شفا سے حضور کے لئے ما کان و ما یکون کے علم کا اثبات۔

کہ آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو امورِ غیبیہ یہ حال و استقبال پر مطلع فرمایا ہے۔ کیا یہی علامہ علی قاری خود اسی پر کفر کا فتوے بھی دیتے ہین۔ اے مخالف صاحب ذرا ہوش و خرد سے کام لیجئے آپکا خیال کہان ہے اور تماشہ دیکھئے پھر یہی علامہ رحمۃ اللہ تعالےٰ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف جلد پنجم صفحہ ۳۲ میں امام ابن حجر عسقلانی سے نقل کرتے ہین دل ذلک علی انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من المبدأ والمعاد والمعاش وتیسیر ایراد ذلک کلہ فی مجلس واحد من خوارق العادۃ امر عظیم یعنی حضور سید یوم النشور صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ نے ایک ہی مجلس مین مبدا اور معاش و معاد دنیا و آخرت سب کی خبر دی اور یہ خوارق عادت میں سے ایک بڑا امر ہے اور ابھی یہی نہین کہا جاسکتا کہ جناب مصطفے صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا علم اسی مین منحصر ہے بلکہ اس علم عظیم کی غایت کا درک ہماری قدرت سے باہر ہے اس سے وہی ذات پاک واقف ہے جس نے عطا فرمایا۔

اب فرمائیے۔ کہ یہی ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالےٰ جنکی عبارتین رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا علم عطائی نسبت امور غیب صاف ثابت کر رہی ہین اور اس وضاحت سے کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم دین اور دنیا کے سب امور سے واقف تھے بلکہ اسکی اطلاع بھی دی۔ کیا یہی علی قاری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اسی پر اعتقاد والے کو کافر بناتے ہین؟ مجھے مخالفین کی عقلوں پر تعجب آتا ہے کہ وہ کس قسم کے لوگ ہین جو اتنا نہین سمجھ سکتے کہ علامہ علی قاری رحمۃ الباری اپنے ہی اعتقاد پر کفر کا فتوےٰ دے سکتے ہین وہ عبارت جو جانب مخالف نے نقل کی اسمیں اسی غیب کے اعتقاد پر تکفیر کی ہے کہ جسپر دلیل نہین یعنی علامہ علی قاری رحمۃ اللہ نے کسی مخلوق کے بالذات و بے تعلیم الٰہی عالم ہونے کے اعتقاد پر تکفیر کا حکم نقل کیا اور یہ بالکل صحیح اور ہمارا مذہب ہے جانب مخالف کی خوش لیاقتی کہئے یا جوش تعصب سمجھئے کہ انہون نے مثبتین علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس عبارت سے حکم تکفیر لگا دیا اور یہ کہ پوری عبارت بھی نقل نہین کی جو مطلب واضح کر دیتی پوری عبارت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالےٰ کی یہ ہے ثم اعلم ان الانبیاء علیہم السلام لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما اعلمہم اللہ تعالےٰ وذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی علیہ السلام یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام غیب نہین جانتے مگر اسی قسم کا جو تعلیم الٰہی سے ہو اور حنفیہ نے اس اعتقاد پر تکفیر کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم خود بخود یعنی بے واسطہ تعلیم الٰہی کے عالم الغیب ہین اور یہ بالکل بجا ہے کسقدر صاف بات تھی جسکو عبارت کی قطع و برید سے پیچیدہ کرنا چاہا ہے

حضرت کا ایک مجلس میں جمیع احوال مخلوقات ابتداء دنیا تا آخرت کی خبر دینا ایک بڑا معجزہ ہے۔

قولہ ۔ پس اس بیان سے یہ امر خوب ظاہر ہو گیا کہ جناب رب العالمین مطلقاً علام الغیوب ہے اور خلائق کو باطلاعہ تعالےٰ بعض مغیبات کا علم عطا ہو گیا ہے (الی ان قال) تو مخلوق کا علم خالق رب الارباب کے علم کے مساوی اور برابر نہیں ہو سکتا۔ الخ

اقول اولاً۔ حافظہ نباشد کا مضمون ہے ابھی تو آپ یہ فرما چکے ہیں کہ غیب وہ ہے جو حواس یا عقل سے معلوم نہ ہو سکے اور نہ حضرت حق سبحانہ نے کسیکو اسپر اطلاع دی ہو خاص رب العزت کو معلوم ہو نہ غیر کو آپ اب یہ کیسے فرماتے ہیں کہ خلائق کو باطلاعہ تعالےٰ بعض مغیبات کا علم عطا ہو گیا ہے جب غیب کا علم خاص رب العزت کے سوا غیر کو ہوتا ہی نہیں اور حق سبحانہ کسیکو اسپر اطلاع نہیں دیتا تو مخلوق کو بعض مغیبات کا علم کسطرح عطا ہوا؟ یہ متناقض اقوال جناب نے کس مصلحت سے تحریر فرمائے ہیں اور ان دونوں میں سے جناب اپنے کس قول کو سچا اور کس کو جھوٹا قرار دیتے ہیں مگر بات یہ ہے کہ آپ کا یہ قول (کہ غیب وہ ہے جو کسی کو بتایا نہ جائے) اسدرجہ صریح البطلان اور پا در ہوا تھا کہ آپ خود بھی اسپر قایم نہ رہ سکے اور حق کے مقابل تعصب سے جب کام لیا جاتا ہے تو یہی انجام ہوتا ہے۔

ثانیاً ابھی آپ ملا علی قاری سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ کے غیب جاننے کے اعتقاد پر کفر کا حکم سنا چکے ہیں اور یہاں مخلوق کیلئے بعض مغیبات کے علم کے خود قائل ہوئے تو فرمائیے اس کفر میں جناب کا بھی حصہ ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس محرومی کی وجہ بیان کیجئے ؎

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں ۔ آج آپ اپنے دام میں صیاد پھنس گیا

اب فرمائیے علامہ علی قاری علم ذاتی کے اعتقاد پر تکفیر فرماتے ہیں یا عطائی کے ؎

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را ۔ چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کند

ثالثاً اگر درحقیقت آپ کا یہ عقیدہ ہوتا کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بعطائے الٰہی جملہ اشیا کا علم حاصل ہوا اور اسکو بعض مغیبات سے تعبیر کرتے ہیں اور علم الٰہی کے مقابلہ میں یہ بہت قلیل ہے اگرچہ بجائے خود تمام ملکوت سموات وارض تک وسیع ہو تو تسلیم تھا مگر مشکل تو یہ ہے کہ آپکا گروہ علم الٰہی کی عظمت سے بالکل ناواقف ہے جہاں حضور کیلئے جمیع اشیا کا علم ثابت کیا اور آپ لوگ گھبرائے کہ خدا کی برابر کر دیا تو بات یہ ہے کہ آپ خدائے پاک کا علم اسیقدر سمجھتے ہیں اگر آپکو یہ معلوم ہوتا

علم حق کے سامنے جمیع اشیاء کے علوم نہایت قلیل ہین توآپ کو حضور کیلئے انکے ثابت ہونیسے ایسا
تحیر اور وحشت نہوتی اور آپ اسکو علم الٰہی کے مساوی نہ کہتے لیکن آپ اس غلطی مین تو اپنی بے علمی
سے مبتلا ہین تفسیر خازن جلد ۳ صفحہ ۱۷۴ قال المفسرون لما نزلت بمکۃ۔ ویسئلونک عن الروح
الآیۃ وھاجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی المدینۃ اتاہ احبار الیھود وقالوا یا محمد
بلغنا انک تقول وما اوتیتم من العلم الا قلیلا اتعنینا ام قومک فقال علیہ الصلوٰۃ
والسلام کلا قد عنیت قالوا الست تتلو فیما جاءک انا اوتینا التورٰۃ فیھا علم کل
شیٔ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھی فی علم اللہ قلیل الخ یعنی مفسرین نے فرمایا
کہ جب آیہ کریمہ ویسئلونک عن الروح الآیۃ مکہ مکرمہ مین نازل ہوئی اور حضور سرور عالم علیہ
الصلوٰۃ والسّلام نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی آپ کی خدمت مین علمائے یہود نے حاضر
ہوکر عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمین خبر پہنچی ہے کہ آپ فرماتے ہین وما اوتیتم من العلم
الا قلیلا یعنی تم نہین دیئے گئے علم سے مگر تھوڑا کیا آپ ہمکو مراد لیتے ہین یا اپنی قوم کو حضور
نے فرمایا ہم میں سب کو مراد لیتا ہون انھوں نے عرض کیا کہ آپ کے پاس جو خدا کا کلام
آیا ہے اُسمیں آپ یہ نہیں پڑھتے کہ ہم کو توریت عطا ہوئی اُسمیں ہر چیز کا علم ہے حضور نے
فرمایا کہ وہ علم الٰہی کے حضور قلیل ہے فرمایا کیا اب بھی آپ اللہ سبحانہ کے علم سے نہایت کو
جمیع اشیاء میں محدود و منحصر سمجھکر حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے جمیع اشیاء کا علم ثابت کرنیوالے
کو یہ الزام دینگے کہ مخلوق کا علم خالق کی برابر کر دیا۔ کیا اب بھی علم الٰہی کی عظمت سے آنکھیں
بند کر لینگے علم الٰہی کو جمیع اشیاء کی چار دیواری میں محدود سمجھنا کسقدر نادانی ہے اور شبلینین
علم سرور عالم علیہ السّلام کو تساوی اور خدا کی برابر کرنے کا الزام دینا اُسی بناء فاسد پر مبنی لہذا
اہل سنت نے بحمد اللہ حضور کو خدا کی برابر نہ کہا مگر آپ نے علم الٰہی کو گھٹا کر خدا کو رسول کی برابر ٹھہرا دیا
بلکہ رسول سے بھی کم کر دیا کیونکہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا علم بھی اس حد میں محدود نہین
عنایت الٰہی سے آسمانوں اور زمینوں کے ملک بھی حضور کی وسعت علمی کے سامنے قلیل ہین
اور حضور کا علم اُنسے بھی اکثر و افضل ہے تفسیر خازن جلد ثالث صفحہ ۴۵ امین ہو قلت ملکوت السمٰوات
والارض من بعض آیات اللہ ایضا ولآیات اللہ افضل من ذلک واکثر الذی اراہ محمد صلی اللہ

کل اشیاء علم الٰہی کے حضور قلیل ہے۔

حضور کا علم ملکوت سماوات و ارض سے افضل ہے۔

علیہ وسلم من اٰیاتہ وعجائبہ تلک اللیلۃ کان افضل من ملکوت السمٰوٰت والارض
یعنی مین کہتا ہون کہ ملکوت سمٰوٰت وارض بھی آیات الٰہیہ مین سے بعض ہین اور بیشک آیات الٰہیہ اس سے افضل
ہے واکثر ہین اور شب معراج جو آیات و عجائب اللہ تعالےٰ نے حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معائنہ
کرائے وہ ملکوت سمٰوات و ارض سے افضل ہین اب انصاف کیجیے کہ ملکوت سمٰوٰت و ارض جب حضور کے علم کا
بعض ہوئی تو حضور کیلئے اُنکے ثابت کرنیکو یہ کہنا کہ خدائے تعالیٰ کی برابر کر دیا صاف یہ معنی رکھتا ہی کہ رب
اللہ سبحانہ کو اتنا ہی علم ہے مخالفین کسقدر غلطی مین مبتلا ہین سُنیون کو الزام دینے اور مساوات ثابت کرنیکے
شوق مین علم الٰہی کی عظمت گھٹانیکے درپے ہو رہے ہین اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے والیسی ضد اور ہٹ
سے پناہ میں رکھے۔ ملکوت سمٰوٰت وارض جس سے حضور انور کا علم بھی وسیع ہی اُس میں علم الٰہی کو منحصر
کر دینا کسقدر ظلم ہے۔ اب فرمائیے کہ حضور کیلئے ملکوت سمٰوٰت وارض کا علم ثابت کرنیسے خدا و رسول
کا برابر ہو جانا کس طرح ممکن ہی۔ اگر خداوند عالم کے علم کی عظمت کا کچھ پتہ ہو تو مخالفین حق تعالےٰ
اور اُس کے رسول علیہ السلام کے علم میں فرق کر سکین علماء اہل سنت نے اس فرق کی تصریحین فرمائین
خود اعلام الاذکیا کی صد ۲۶ پر اعلیحضرت مولانا مولوی احمد رضا خانصاحب دامت برکاتہم کی تقریظ موجود ہے
اُسمیں یہ جملہ بغور ملاحظہ کیجیے بصیرت کے اندھون کو اتنا نہین سوجھتا کہ علم الٰہی ذاتی علم خلق عطائی وہ
واجب یہ ممکن وہ قدیم یہ حادث۔ وہ نامخلوق یہ مخلوق۔ وہ نامقدور یہ مقدور وہ ضروری البقا
جائز الفنا وہ ممتنع التغیر یہ ممکن التبدل ان عظیم تفرقون کے بعد احتمال شرک نہو گا مگر کسی مجنون
کو۔ اب کہیے کہ باوجود اتنے تفرقون کے کوئی عاقل مساوی علم الٰہی کے کہہ سکتا ہی؟ ہرگز نہین پھر بھلا
کیا ضرورت تھی جو آپ نے ایک رسالہ لکھدیا اور بہت سا خون جگر کھایا مگر درحقیقت آپ کا اعتقاد تو یہ ہی
جو آپکی اور آپکے فریق کی تقریرون سے ظاہر ہی کہ سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گنتی کی دو چار چیزین
بتا دی گئین باقی انہین دیوار کے پیچھے کا بھی حال معلوم نہین چنانچہ براہین قاطعہ مطبوعہ ہاشمی پریس صد ۴۶
مین لکھتے ہین اور شیخ عبد الحق روایت کرتے ہین کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہین ہا وجودیکہ حضرت شیخ مدارج
شریف میں فرماتے ہین وایں سخن اصلے ندارد وروایت بداں صحیح نشدہ یعنی نہ اس بات کی کچھ اصل نہ روایت
اسکے ساتھ صحیح مگر باوجود اس کے حضور علیہ الصلوٰۃ کے علم کی تنقیص کے لئے شیخ پر اتہام یہ ہے
آپ کا عقیدہ حضور کے علم کی نسبت اور یہ ہے آپ کی دیانت کا نمونہ کہ شیخ جس بات کو باطل و

بے اصل بتائیں آپ شیخ ہی کو اُس کا تہمت بنائیں اور آپ کا یہ قول کہ وہ علم محیط نہیں رکھتے جس معنی پر کہ آپ گمان کرتے ہیں بالکل باطل ہے اور اس مدعا پر جو استدلال آپ نے شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ سے کیا ہے وہ آپ کی بے احتیاطی اور بیجا تصرف کا نمونہ ہے بے احتیاطی تو یہ کہ شاہ صاحب کی عبارت فارسی ہے آپ نے اُردو لکھی اور نسبت شاہ صاحب کی طرف کر دی اور بیجا تصرف یہ کہ بے موقع نقل کی اُس سے مراد غلط سمجھی شاہ صاحب کی مراد یہ ہے کہ علم الٰہی کو کسی مخلوق کا علم محیط نہیں ورنہ رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علم پر محیط کا اطلاق درست ہے چنانچہ تفسیر روح البیان جلد سادس صفحہ ۴۴ مطبوعہ مصر میں ہے وکذا صار علمہ محیطا بجمیع المعلومات الغیبیۃ الملکوتیۃ کما جاء فی حدیث اختصام الملٰئکۃ انہ قال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمت علم الاولین والاخرین وفی روایۃ علم ما کان وما سیکون حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا علم تمام مغیبات ملکوتیہ پر محیط ہوا چنانچہ حدیث اختصام ملائکہ میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ پروردگار نے اپنا کف دست فیض و رحمت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اُس کے وصول فیض کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی پس مجھے علم اولین و آخرین حاصل ہوگیا اور ایک روایت میں ہے کہ گذشتہ و آئندہ کا تمام علم حاصل ہوگیا مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف جلد پنجم صہ ۱۲۳ پر تحت حدیث انی لاعرف اسماءھم واسماء اٰباءھم والوان خیولھم مسطور ہے فیہ مع کونہ من المعجزات دلالۃ علی ان علمہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محیط بالکلیات والجزئیات من الکائنات وغیرھا یعنی آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے اس خبر دینے میں باوجود معجزہ ہونے کے اسپر بھی دلالت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا علم کائنات وغیرہا کے کلیات و جزئیات پر محیط ہے شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں حدیث اختصام ملائکہ کے جملہ فعلمت ما فی السمٰوٰت والارض کی شرح میں فرماتے ہیں پس دانستم ہرچہ در آسمانہا و ہرچہ در زمین بود

حضرت کے علم پر محیط کا اطلاق درست ہے

حضور کا علم کائنات کی کلیات و جزئیات پر محیط ہے

عبارت است از حصول تمامۂ علوم جزوی و کلی و احاطۂ آن اور مدارج شریف کے خطبہ مین فرماتے

ہین و وے صلی اللہ علیہ وسلم داناست بر ہمہ چیز از شیونات ذات وصفات حق و اسماء و افعال

و آثار و بجمیع علوم ظاہر و باطن و اول و آخر احاطہ نمودہ است ومصداق فوق کل ذی

علم علیم شدہ منصف کے لئے یہ چار گواہ کم نہین وہ سمجھ سکتا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ

تعالےٰ علیہ وسلم کو حضرت حق تعالےٰ نے کائنات وغیرہا کے تمام علوم ظاہر اور باطن اول و

آخر جزوی اور کلی پر محیط کر دیا ہے مگر جس کے دل مین انصاف اور حق طلبی کا مادہ ہی نہ ہو اُسکے

لئے ہزار بھی کم ہین ۔ آپ نے جو آیۃ شریفہ ولا یحیطون بشئ من علمہ الا بما

شاء نقل فرمائی وہ بالکل حق ہے مگر فہم نصیب اعدا آپ نے اُس کا ترجمہ

تک غور سے نہیں دیکھا ۔ آیت بصراحت فرمارہی ہے کہ وہ علم الٰہی کا احاطہ نہیں کر سکتے

اور جو عبارت تفسیر کبیر سے جانب مخالف نے نقل کی ہے اسمین بھی ھوان یعلمھم

سے ظاہر ہے کہ نفی احاطۂ علم باری سبحنہ تعالےٰ کی ہے یہ عین ہمارا مذہب ہے کہ علم الٰہی

محیط ہے محاط نہین ۔ رہا آپ کا یہ فرمانا کہ مخلوق کا علم قلیل ہے یہ بیان ہو چکا کہ جناب باری

عز اسمہ کے سامنے تمام مخلوقات کا علم قلیل ہے ۔ اور وہ نسبت بھی نہین رکھتا ہے جو

ذرہ کو آفتاب اور قطرہ کو سمندر کے ساتھ ہے جیسا کہ آپ نے آیہ شریفہ وما اوتیتم من

العلم الا قلیلا نقل فرمائی ہے اور نیز عبارتین نقل کی ہین اور بخاری شریف میں ہے

وقع عصفور علی حرف السفینۃ فغمس منقارہ فی البحر فقال الخضر لموسیٰ ما

علمک وعلمی وعلم الخلائق فی علم اللہ تعالیٰ الا مقدار ما غمس ھذا العصفور

منقارہ الحدیث حاصل یہ کہ کشتی کے کنارہ پر ایک چڑیا نے بیٹھکر اپنی چونچ دریا میں

ترکی تو حضرت خضر علیہ السلام نے موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ میرا اور تمہارا اور

تمام مخلوق کا علم جناب باری تعالےٰ کے علم کے سامنے ایسا ہی ہے جیسا کہ دریا کے مقابلہ

مین اس چڑیا کا چونچ تر کر لینا امام محمد غزالی رحمہ اللہ کیمیائے سعادت میں لکھتے ہین وہیچ

سلیم دل نبود کہ اینقدر نداند کہ علم فرشتگان و آدمیان در جنب علم حق ناچیز است بدہمہ را گفتہ

کہ ما اوتیتم من العلم الا قلیلا اور تمام غیوب آسمانون اور زمین کے اللہ جلشانہ

آیہ ولا یحیطون بشئ سے مخالف کی غلط فہمی اور اس کا جواب

کے دریائے علم کا ایک قطرہ ہین چنانچہ علامہ خفاجی حواشی بیضاوی مین طیبی سے نقل فرماتے ہین ان معلومات اللہ تعالیٰ لا نہایۃ لہا و غیب السموات والارض وما یبدونہ وما یکتمون نقطۃ منہا بمقابلہ علم آلہی تمام غیوب سموات و ارض کو قلیل کہا جائے تو بیشک بجا ہے لیکن ان غیوب کو بجائے خود قلیل کہنا کثرتہ مانتا جنون یا نابینائی ہے۔ رسول اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو علم آلہی سے ایک قطرہ عطا ہوا اور خفاجی کی عبارت سے معلوم ہوا کہ غیب سموات و ارض علم آلہی کا ایک قطرہ ہین پھر اس جاہل پر افسوس ہو جو اب بھی علم نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو علم آلہی کے مساوی سمجھے تمام غیوب سموات و ارض کا عالم ہو کر بھی کوئی خدائے تعالے جل شانہ کے علم کی برابر نہین ہوسکتا بلکہ وہ نسبت بھی نہین رکھتا ہے جو قطرہ کو سمندر کے ساتھ ہے تفسیر روح البیان مین ہو وقد قال صلے اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج قطرت فی حلقی قطرۃ فعلمت ماکان وما سیکون در احادیث معراجیہ آمدہ است کہ در زیر عرش قطرہ در حلق من ریختند فعلمت ماکان وما سیکون۔ ان عبارتون کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وعلے آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میرے حلق مین ایک قطرہ ٹپکایا گیا اس کے فیضان سے مجھے ماکان وسیکون کا علم حاصل ہوگیا۔ اب یہ معلوم ہونا چاہئیے کہ ماکان اور ما سیکون کا علم بھی علم آلہی سے ایک قطرہ ہے اور اس معنی سے اسکو بعض یا قلیل کہہ سکتے ہین پس جہان کہین تفاسیر وغیرہا مین بعض یا قلیل کا لفظ یا اس کا ہم معنی استعمال ہوا ہے اس سے یہی مراد ہے کہ علم جناب باری تعالے کے سامنے تمام مخلوقات کا علم گو کتنا ہی ہو قلیل ہے اور قلیل کے لفظ سے ان کے جمیع اشیاء کے عالم ہونے کا انکار کرنا جہالت و سفاہت ہے افسوس ہمارے ابنائے نوع جنھون نے آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے جمیع اشیاء کے عالم ہونیکے اعتقاد پر کفر شرک کا فتوے دیدیا اور یہ خیال کر لیا کہ احاطہ خدا ہی کو ہے انھون نے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے ہی علم مین نقصان نہین ثابت کیا بلکہ خدا کی طرف بھی یہ قصور عائد کر دیا (نعوذ باللہ من ذلک) اور اس کے علم عظیم کو اتنا ہی سمجھ بیٹھے۔ حالانکہ علوم ماکان ومایکون

آسمان اور زمینون کے تمام غیوب دریائی علم آلہی کا قطرہ ہین

مخالفین نے علم باریتعالے کو بھی تھوڑا ہی سمجھ لیا ہے

علم باری تعالے کے سامنے تمام مخلوقات کے علوم قلیل ہین حتے کہ جمیع اشیاء کا علم بھی قلیل ہے۔

اور غیوب سموات وارض رب کے سب اُس کی علم عظیم کا ایک قطرہ ہو جیسا کہ فقیر کی منقولہ عبارت سے ثابت ہوا۔ کاش یہ حضرت بھی توجہ فرمائیں اور ان عبارات پر غور کریں تو ہرگز مسلمانوں پر شرک کا فتوے دیکر مشرک نہ بنائیں خدایا ہم کو اور ہمارے بنی نوع کو اپنے سیدھے راستے پر چلنے کی ہدایت کر اور توفیق مرحمت فرما۔

اس تقریر کے بعد مؤلف اعلاء کلمۃ الحق نے توحید کے معنی بیان کئے ہین اور علوم شرعی وغیر شرعی کا بیان بقدر اپنی لیاقت کے لکھا ہو اور حضرت مولنا شاہ سلامت اللہ صاحب مؤلف اعلام [illegible] کی نسبت حسب عادت اپنی ہمت کے موافق کلمات کہے ہین ہم کو اُن سے بحث نہین البتہ اُنھون نے صفحہ ۵۱ پر یہ بحث کی ہو کہ آن حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کو حضرت حق سبحانہ تعالے نے علم شعر عطا نہین کیا۔ اِس مدعا پر آیہ کریمہ وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ سے استدلال کیا ہو۔ اور ملا کمال الدین کاشفی کی تفسیر سے یہ نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی زبان مبارک وزن شعر کے ساتھ موافقت نہ کرتی تھی اسی صفحہ کے آخر مین اپنی اجتہاد خانہ زاد سے قیاس ایجاد کیا ہے قولہ بھلا جو علم کے سراسر بُرے ہین اُنکی قباحت اور بُرائی شرع شریف میں ثابت ہے جیسے علم سحر اور طلسم اور کہانت وغیرہ اُن علوم کے ساتھ آنحضرت علیہ الصلوۃ قدس صفات کیونکر متصف ہو سکتے ہین بس جن لوگون نے یہ دعوا کیا ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) جمیع اشیا اور غیوب کے عالم ہین۔ کیا نا عاقبت اندیشی سے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو اُن علوم کے ساتھ متصف کرنا چاہتے ہین کہ جو شان نبوت کے بالکل منافی بلکہ نفس ایمان کے بھی ضد ہین۔

علم شعری کی نفی میں بحث

اقول جانب مخالف اپنی کتاب کے صفحہ ۱۵ امر مین خود فرما چکے ہین کہ ہر کس و ناکس ناحق شناس کا قیاس اصول دین مین سے نہین ہو سکتا پھر کس طرح اُن کا اجتہاد تسلیم کر لیا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علم سحر و کہانت سے غافل ہین لہذا ہم اُنہی سے دریافت کرتے ہین کہ کیا اُنکا یہ قیاس قابل قبول ہو؟ اگر ہے تو کیون؟ کیا مجتہد ہونیکا یہ دعوے ہے علاوہ برین زبان مبارک کا وزن شعر کے ساتھ موافقت نہ فرمانا اُنھون نے کس طرح مین

نقل کیا ہے۔ آیا یہ خیال ہے کہ یہ فن شعر کی عدم واقفیت پر دلیل و برہان ہو جائیگا۔ اگر ایسا ہے تو خیال باطل ہے کتنے عروض و قوافی کے جاننے والے فن شعر کے ماہر ایسے ہین کہ وزن شعر کے صحیح ادا کرنے پر قادر نہین اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اُنھین شعر کے ردی و جید مین تمیز نہ ہو فن کے قواعد و مصطلحات سے بیخبر ہون۔ ہان شعر گوئی کا ملکہ نہین علم سے بہت مرتبہ ملکہ مراد ہوتا ہے ہمارے روزمرہ کے محاورے ہین کہ فلان عالم لکھنا نہین جانتا۔ اس کے یہ معنی نہین کہ املا یا رسم الخط یا حروف کی صورت و ہیئت اور قواعد کی اُس کو خبر نہین۔ سب کچھ جانتا ہے مگر لکھنے کا ملکہ نہین آپ روٹی پکانا نہین جانتے اس کے یہی معنی ہین کہ پکانیکا ملکہ نہین ورنہ جانتے خوب ہین کہ کس طرح پکتی ہے زید کہتا ہو کہ مین تیراندازی جانتا ہون آپ تیر کمان دیکر کہئے کہ نشانہ لگائے اور کسی طرح نشانہ نہ لگا سکے تو یہی کہا جائے گا کہ نہین جانتا گو کہ وہ تیراندازی کے مفہوم و معنی کا خوب واقف ہے لیکن یہان مُراد تو علم سے ملکہ ہے کچھ ہمارے ہی محاورات پر منحصر نہین ہر ملک اور ہر زبان مین علم بمعنی ملکہ بکثرت مستعمل ہے تلویح میں ہے ولا نسلم ان لا دلالۃ للفظ العلم علی التھیؤ المخصوص فان معناہ ملکۃ یقتدر بہا علی ادراک جزئیات الاحکام واطلاق العلم علیہا شائع فی العرف کقولہم فی تعریف العلوم علم کذا فان المحققین علی ان المراد بہذہ الملکۃ ویقال لہا الصناعۃ ایضا لا نفس الادراک مسلم الثبوت مین ہو والجیب بانہ لا یضر لا ادری لان المراد الملکۃ مولانا عبدالحق خیرآبادی اور مُلا محمد مبین رحمۃ اللہ علیہما اپنی اپنی شرحون مین فرماتے ہین لان المراد بالعلم الملکۃ عمدۃ المخالفین مولوی بشیر الدین اپنی شرح کشف المبہم مین لکھتے ہین لان المراد بالعلم فی قولہ العلم باحکام الملکۃ تو آپ کو معلوم ہوا ہو گا کہ علم بمعنی ملکہ کے شائع و ذائع ہے۔ احادیث مین بکثرت علم بمعنی ملکہ آیا ہو مسند الفردوس مین بکر بن عبداللہ بن ربیع سے مروی ہو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم علموا اولادکم السباحۃ والرمایۃ دیلمی نے جابر بن عبداللہ سے باین الفاظ روایت کی علموا بنیکم الرمی فانہ نکایۃ العدو حضور نے اولاد کو تیراندازی اور شناوری تعلیم کرنیکا حکم فرمایا

اس پر حضور کا شعر کے جید ورد ی اور موزوں وغیر موزون مین تمیز فرمانا دلالت کرتا ہے اور
جو تمیز ہو کیوں کر الہیات و حکم مین نظم پر قادر نہ ہوگا لیکن قادر ہونا فعل یعنی شعر گوئی کرنیکو مستلزم
نہین تاکہ لفظ شعر اور شاعر کے اطلاق سے امن ہو۔ کیونکہ یہ لفظ تخییل و کذب کا موہم ہے
اور بیشک عرب آپ کی فصاحت و بلاغت اور پاکیزگیِ الفاظ اور شیرین گفتاری اور
خوبی روش کے عارف تھے اور حاصل یہ ہے کہ ہر کمال آپ ہی سے ماخوذ ہے۔ مخالفین
اب خاموش ہونگے تفسیر روح البیان نے شعر کا علم در کنار کلام موزوں پر حضرت کی قدرت
کتنے صریح الفاظ مین ثابت کی اگر مخالفین آیت پیش کرنے سے پہلے تفاسیر دیکھکر کلام پاک
کا مطلب سمجھ لیتے تو انھین ہرگز اس آیت کے پیش کرنے کی جرات نہ ہوتی جو کسی طرح ان کے
مدعا کو ثابت نہین کرتی **اب دوسرے طریق پر کلام کرون** وہ یہ کہ شعر
دو معنی مین مستعمل ہے اول کلام موزون جس مین وزن کا قصد کیا گیا ہو تفسیر کبیر مین
ہے الشعر ھو الکلام الموزون الذی قصد الی وزنہ یہ تو معنی عرفی ہین دوسرے
معنی منطقی۔ قدما رحکماء کے نزدیک وزن و قافیہ شعر کا رکن نہین ہے بلکہ رکن شعر
صرف مقدمات مخیلہ کا ایراد ہے تو جو قیاس کہ مقدمات مخیلہ سے مرکب ہو اُس کو شعر کہتے
ہین اور بعض علماء شعر منطقی اُسکو کہتے ہین جو مقدمات کاذبہ سے مرکب ہو تفسیر روح البیان
جلد ثالث صـ ۴۹۱ مین ہے والشعر عند الحکماء القدماء لیس علی وزن و قافیۃ ولا الوزن
والقافیۃ رکن فی الشعر عندھم بل الرکن فی الشعر ایراد المقدمات المخیلۃ فحسب و فیہ
ایضا قال بعضھم الشعر اما منطقی وھو المولف من المقدمات الکاذبۃ۔ اب سمجھنا چاہیے
کہ قرآن پاک مین جو لفظ شعر وارد ہے اس سے منطقی معنی ہی مراد ہین کیوں کہ قرآن پاک
کا اسلوب شعر و شاعری سے پاک اور علحدہ ہونا ایسا بیّن و ظاہر ہے کہ اُس مین کسی
بے زبان عجمی کو بھی تردد نہین ہوسکتا چہ جائے کہ عرب کے بلغا اور فن شاعری کے ماہر اسکو
اس معنی مین کہہ سکیں یہ کسی طرح معقول نہین تو لامحالہ شعر سے اُس کے معنی منطقی مراد
ہوئے اور کفار عناداً شاعر بمعنی کاذب کہتے تھے اُسی کی قرآن پاک نے نفی فرمائی۔ تو آیت
کا مطلب یہ ہوا کہ ہم نے اپنے حبیب کو شعر یعنی کذب نہیں سکھایا نہ یہ اُن کی شان کے

شایاں اور منصب کے لائق۔ ابتو مخالفین کو بہت حیرانی ہو گی۔ مگر بات یہ ہے کہ فہم قرآن اُنسے بہت دور ہو۔ آیت کے ظاہر الفاظ دیکھکر جو معنے خیال میں آئے اُن سے استدلال کر لیا تفاسیر پر نظر ڈالنے کی تکلیف کون برداشت کرتا۔ میں دکھاتا ہوں ملاحظہ فرمائیے تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۲۸۱ والمراد بالشعر الواقع فی القرآن الشعر المنطقی سواءً کان مجرداً عن الوزن ام لا والشعر المنطقی اکثر ما یروج بالاصطلاح قال الراغب قال بعض الکفار للنبی علیہ السلام انہ شاعر فقیل لما وقع فی القرآن من الکلمات الموزونۃ والقوافی وقال بعض المحصلین اراد بہ انہ کاذب لان ظاہر القرآن لیس علی اسالیب الشعر ولا یخفی ذلک علی الاغتم من العجم فضلا عن بلغاء العرب فانما رموہ بالکذب لان اکثر ما یأتی بہ الشاعر کذب ومن ثم سموا الادلۃ الکاذبۃ شعرا علاوہ بریں مفسرین نے اس آیت کے یہ معنے بھی بیان فرمائے ہیں کہ قرآن شریف شاعروں کے اقوال نہیں جو ہم نے اپنے حبیب محمد مصطفٰے صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو تعلیم کئے ہوں بلکہ یہ قرآن معجز بیان کلام الٰہی ہے کہ ایسا کلام بنانا مخلوق کی قدرت سے باہر ہے یا یہ کہ ہم نے آن سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قرآن میں شعر تعلیم نہ فرمایا قرآن پاک تعلیم شعر نہیں ہے چنانچہ تفسیر مدارک التنزیل صفحہ ۱۴۲ میں ہو (وما علمناہ الشعر) ای وما علمنا النبی علیہ السلام قول الشعراء او وما علمناہ بتعلیم القرآن الشعر علی معنی ان القرآن لیس بشعر تفسیر روح البیان جلد ثالث صفحہ ۲۸۱ میں ہو والمعنی وما علمنا محمدا الشعر بتعلیم القرآن علی معنی ان القرآن لیس بشعر فان الشعر کلام متکلف موضوع ومقال مزخرف مصنوع منسوج علی منوال الوزن والقافیۃ مبنی علی خیالات واوہام واہیۃ فاین ذلک من التنزیل العظیم الخطر المنزہ عن مماثلۃ کلام البشر الخ ان عبارات سے بھی صاف ظاہر ہے کہ یہ آیہ وما علمناہ الآیہ کا یہ مطلب ہو کہ قرآن پاک سچی آسمانی کتاب ہو شاعروں کی من گھڑت اور آفریدہ وہم و خیال نہیں جو قابل اعتبار نہ ہو۔ چونکہ شعرا علی الاغلب والاکثر لغو و بے اصل باتیں جھوٹے قصے فرضی اور بے حقیقت واقعے نظم کیا کرتے ہیں اور انکا

کلام وہمیات و اکاذیب سے خالی نہین ہوتا چنانچہ عرب مین مشہور ہے حسن الشعر اکذبہ
اس لئے حق سبحانہ نے فرمایا کہ یہ کلام پاک کچھ شاعرون کی منگھڑت اور یاوہ گوئی نہین بلکہ
یہ آسمانی سچی کتاب ہے۔ اس سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ کے قواعد شعر سے ناواقف ہونے
پر استدلال کرنا جانب مخالف کی سادہ لوحی و نادانی ہے حضرت شیخ اکبر قدس سرہ الاطہر
اس آیت کی تفسیر مین فرماتے ہین کہ شعر اجمال اور معما پہلو داربات اور رمز و اشارہ
کا محل ہوتا ہے احتمال رہتا ہے کہ مخاطب اس کی مراد کو نہ سمجھے یا کچھ کا کچھ سمجھ جائے اللہ
سبحانہ فرماتا ہے کہ ہم نے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے رمز و لغز نفرمایا جو فرمایا ان
کیلئے واضح فرمایا۔ اس طرح ارشاد نہ کیا کہ (حضور) نہ سمجھین یا کچھ کا کچھ سمجھ جائین تفسیر روح
البیان جلد ثالث صفحہ ۲۹۲ مین ہے قال الشیخ الاکبر قدس سرہ الاطہر فی قولہ تعالےٰ
{وما علمناہ الشعر} اعلم ان الشعر محل للاجمال واللغز والتوریۃ {وما رمزنا
لمحمد صلے اللہ علیہ وسلم شیئا} ولا الغزنا ولا خاطبناہ لشیٔ ونحن نرید شیئا
ولا اجملنا لہ الخطاب حیث لم یفھم انتہی اس سے تو حضور کا اور کمال علم معلوم
ہوتا ہے کہ قرآن پاک جس مین تمام علوم ہین اور جو ہر چیز کا بیان واضح ہے {ونزلنا
علیک الکتاب تبیانا لکل شیٔ} اس کو اللہ سبحنہ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ کیلئے لغز و معما
رمز و اجمال نہ کیا کہ فہم مین نہ آتا ایسا واضح کیا کہ حضور پر اس کے علوم یقینی طور پر منکشف ہوئے
یعنی تعلیم قرآن شعر کے انداز پر نہین ہے کہ جمیع اشیاء کے علوم کا بیان اسمین بر سبیل اجمال
ومعما ہو اور دشمنان مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کو یہ کہنے کا موقع لے گا اگرچہ قرآن پاک جملہ علوم
اور ہر چیز کا بیان ہے لیکن ہے تو رمز و معما مین ممکن کہ کوئی بات سمجھ مین نہ آئی ہو یا کچھ سمجھی گئی
ہو۔ اس انکار کی گردن یہ فرما کر قطع کردی کہ ہم نے قرآن کی تعلیم معما اور اجمال کے پیرایہ
مین شاعرانہ طریق پر نہ فرمائی بلکہ علوم قرآنیہ کو حضور کیلئے واضح اور بے حجاب کردیا کہ ہر شے
پر آنسرور علیہ التحیۃ والسّلام کو علم یقینی حاصل ہوگیا والحمد للہ علی ذلک۔ شیخ اکبر تو اس
آیت سے یہ سمجھے اور مخالفین یہ کہ حضور کو شعر کا علم نہ تھا۔ ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا
حق ہے یضل بہ کثیرا و یھدی بہ کثیرا۔ رہا جانب مخالف کا یہ وہم

کہ علم سحر شان نبوت کے خلاف بلکہ نفس ایمان کی بھی ضد ہے اور نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم ہرگز اس کے عالم نہین اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کے اس انکار کا باعث یہ ہو کہ آپ کے تزدیک وہ علم نہایت درجہ کی خباثت رکھتا ہے اور اپنی خباثت کی وجہ سے ذات پاک نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے لائق نہین اور یہی آپ کی تقریر سے ظاہر ہے۔ اب مین آپ سے دریافت کرتا ہون کہ علم سحر جو نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی ذات پاک کے لائق نہین تو باوجود اس خباثت کے ذات پاک حضرت حق سبحانہ تعالے کے لائق بھی ہو یا نہین؟ اگر ہے تو بتاؤ کہ وہ ذات پاک ایسے خبیث علم کے ساتھ کیسے متصف ہوئی کہ جو شان نبی کے بھی لائق نہ تھا بر تقدیر ثانی کیا علم الٰہی کا بھی ایسا ہی صاف انکار کیجے گا کیا دُنیا سے انصاف مٹ ہی گیا رسول اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے علم کے انکار مین تو سحر کا عالم ہونا عیب قرار دیا جائے اور خدائے پاک کے لئے یہ عیب ثابت کرتے ہوئے شرم نہ آئی استغفر اللہ العلی العظیم دوم آپ کا یہ خیال کہ علم فی نفسہ مذموم ہے قطعاً غلط اس لئے کہ کوئی علم فی نفسہ مذموم نہین خواہ کسی طرح کا ہو۔ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دھلوی رحمہ اللہ تفسیر فتح العزیز پارہ اول صفحہ ۳۸۹ مین فرماتے ہین۔ و در ینجا باید دانست کہ علم فی نفسہ مذموم نیست ہر چند کہ باشد البتہ علم کے ضرر کا سبب کم استعدادی اور نا قابلیت ہی یہی شاہ صاحب موصوف اسی تفسیر مین صفحہ ۳۸۱ پر فرماتے ہین۔ دوم آنکہ آن علم اگر چہ فی نفسہ ضررے ندارد لیکن این کس بسبب قصور استعداد خود وقائق آن علم را نمی تواند دریافت و چون بحقائق آن نرسید در جہل مرکب گرفتار شد یہ خوب ظاہر اور مسلم ہے کہ قصور استعداد اور نا قابلیت اور جہل مرکب ہمارے حضرت کے لئے نا ممکن تو حضرت کے لئے اس علم کا عالم ہونا نہ شان نبوت کے خلاف نہ خلاف واقع جیسا کہ جانب مخالف کا مزعوم ہے تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۴۲۶ مین ہو المسئلۃ الخامسۃ فی ان العلم بالسحر غیر قبیح ولا محظور اتفق المحققون علے ذلک لان العلم لذاتہ شریف وایضاً لعموم قولہ تعالٰی هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ولان السحر لو لم یکن یعلم لما امکن الفرق بین المعجز والعلم بکون المعجز معجزا واجب وما یتوقف الواجب علیہ فھو واجب فھذا یقتضی ان یکون تحصیل

العلم بالسحر واجبا وما یکون واجبا کیف یکون حراما وقبیحا حاصل یہ کہ علم سحر نہ قبیح ہے نہ ممنوع اسپر تمام محققین کا اتفاق ہے کیونکہ علم لذاتہ شریف ہے نیز آیہ ھل یستوی الذین الآیہ کا عموم بھی اس کی دلیل ہے نیز یہ بھی ہے کہ اگر سحر معلوم ہی نہ ہو تو سحر و معجزہ مین فرق کرنا بھی ممکن ہو اور معجزے ہونیکا جاننا واجب ہے اور واجب کا موقوف علیہ بھی واجب ہوتا ہے تو یہ مقتضی ہے کہ علم سحر کی تحصیل بھی واجب ہو اور جو چیز واجب ہو وہ حرام و قبیح کس طرح ہو سکتی ہے جناب مخالف علم سحر کو اپنی رائے سے قبیح اور اسکا جاننا منافی ایمان بتاتے تھے اُن کا مدعا ان عبارات نے باطل کر دیا اور ثابت ہو گیا کہ نفس علم خواہ سحر کا ہو یا اور کسی چیز کا ہرگز قبیح و ممنوع نہین ہے انسان کی اس میں کوئی خوبی نہین کہ علم تو نہو مگر اُسپر تبرا بھیجے اور بُرا کہتے پھرین بلکہ خوبی یہ ہے کہ باوجود علم کے ناجائز امور سے بچین اس لئے کہ جس کو علم سحر حاصل ہی نہین اسکو اُسپر عمل کرنے کی قدرت بھی نہین پھر اُس کا عمل ناجائز سے بچنا کیا کمال ہے ہاں کمال یہ ہے کہ عالم ہو عمل پر قدرت ہو پھر بچے تو معلوم ہو کہ باوجود قدرت ہونیکے اس کام کو نہ کیا۔ اللہ جل شانہ کی رضا چاہی۔ نابینا آدمی کا نامحرم کو نہ دیکھنا کوئی کمال نہین کہ وہ دیکھنے پر قادر ہی نہین البتہ بینا کا نامحرم کے دیکھنے سے باز رہنا کمال ہے شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ اسی تفسیر کے صفحہ ۲۶۲ مین فرماتے ہین ونیز چون شخصے قواعد سحر را دانستہ از استعمال او در محل ناپسندیدہ احتراز نماید مستحق مزید ثواب گردد کہ باوجود قدرت از گناہ باز ماند۔ اب جانب مخالف کا انکار کرنا گویا نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ایک فضیلت کا انکار ہے اسمیں شک نہین انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس علم سے واقف ہین مگر احکام شرعی کی طرح اسکی تعلیم نہین فرماتے۔ پھر یہی شاہ صاحب رحمہ اللہ اسی تفسیر کے صفحہ ۲۷۳ مین تحریر فرماتے ہین۔ علم سحر نیز از علوم الٰہیہ است بقائے آن علم در نوع انسان منظور نظر خداوندی بود و شان انبیا نیست کہ این قسم علوم ضارہ را کہ بسبب آن علوم اعتقاد تاثیرات مخلوقات و غفلت از تاثیر خالق جلّ جلالہ تبلیغ نمایند مانند علوم فلسفہ از ریاضیات و طبعیات کہ ضرر آنہا بیشتر از نفع آنہاست نیز انبیا علیہم السلام بیان نمی کنند واز ان دیدہ و دانستہ سکوت میفرمایند خلاصہ یہ ہے کہ علم سحر یعنی جادو بھی علوم الٰہیہ مین سے ہے اور نوع انسان میں اسکا باقی رکھنا اللہ جل شانہ کو منظور

شاہ صاحب کی اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیا علیہم السلام ریاضیات و طبیعیات وغیرہ علوم فلسفہ کے بھی عالم ہیں

انبیار کی شان نہین کہ اس قسم کے علوم کی تبلیغ فرمائین اور لوگون کو سکھائین۔ اس لئے کہ کم ظرف اور کم استعداد والون کے لئے یہ علوم ضارہ ہین کہ اُنکو انکی وجہ سے مخلوقات یعنی کواکب وغیرہا کی تاثیرات کا اعتقاد اور خالق جل شانہ کی تاثیر سے غفلت ہوگی۔ اِس صورت میں مثل علوم فلسفہ ریاضی طبعیات کے اُن علوم کا ضرر ان کے نفع سے زیادہ ہوگا۔ اسی وجہ سے انبیاء علیہم السلام دیدہُ ودانستہ باوجود جاننے اور عالم ہونے کے ان علوم سے سکوت فرماتے ہین اور لوگون کو نہین سکھاتے ہین ؎

قول۔ زید نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے واسطے استغراق علم کا دعوےٰ کیا جو صفت خاص جناب رب العالمین کی ہے کہ یہ توحید کے خلاف ہی۔

اقول۔ زید کے جو الفاظ آنحضرت سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہین اور جانب مخالف نے خود بھی نقل کئے ہین اُنسے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبلیغ الٰہی بدر الخلق یعنی ابتدا آفرینش سے لیکر جنت اور دوزخ میں داخل ہونیوالون کے داخل ہونے تک کا احوال بخوبی جانتے اور بالتفصیل پہچانتے ہین اور زید اس دعوے پر دلائل لاتا ہے جنکے جواب سے عاجز ہوکر جانب مخالف نے اپنے رسالے کے ص ۲۱ میں اسپر زور دیا ہی کہ قرآن شریف سے استدلال کرنا مجتہد کا کام ہے تو گویا مدعا یہ ہے کہ کلام اللہ سے استدلال کرنا غیر مجتہد کے لئے جائز نہین اور یہ بالکل غلط اس واسطے کہ غیر مجتہد جو کلام اللہ کی تفسیر جانتا ہو وہ صریح آیتون اور حدیثوں سے استدلال کرسکتا ہی اور کہین اس کی ممانعت نہین طحطاوی مین ہے واما فہم الاحکام من نحو الظاھر والنص والمفسر فلیس مختصا بہ (ای بالمجتہد) بل یقدر علیہ العلماء الاعلام مسلم الثبوت میں ہی وایضا شاع وذاع احتجاجھم سلفا وخلفا بالعمومات من غیر نکیر رہا آپ کا فاسئلوا اھل الذکر نقل فرمانا وہ دیانت کے خلاف اس وجہ سے ہے کہ آپ نے اُس کا ایک جزو جو آپ کے مدعا کے خلاف تھا چھوڑ دیا اور وہ ان کنتم لا تعلمون ہی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سوال نہ جاننے کی حالت میں ہوتا ہے مخبر صادق صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انما شفاء العی السوال آیت کا یہ مطلب نہین ہی

عالم غیر مجتہد کو صریح آیتون اور حدیثون سے استدلال جائز ہے

کہ صریح آیتوں سے بھی استدلال نکرو۔ جیسا کہ آپ نے سمجھا اور حسب مضمون "دروغ گو را حافظہ نباشد" خود آپ ہی اس علت میں مبتلا ہو گئے جس زید کے لئے ناروا بنا رہے تھے چنانچہ آیۂ شریفہ وما علمناہ الخ سے استدلال کیا اور بے سمجھے جیسا کہ ظاہر ہو چکا۔

قولہ وعلمك مالم تكن تعلم کے معنے اس کے مدعا کے موافق تسلیم کر لئے جاویں تو لازم آتا ہے کہ دوسری آیت وعلم الانسان مالم یعلم سے تمام مرد و زن صغیر و کبیر برنا و پیر۔ عالم ہو یا جاہل شہرستانی ہو یا دہقانی۔ ہر ایک علوم غیر متناہیہ کے ساتھ موصوف ہو جائے اور ہر کس و ناکس کا علم جناب رسول اکرم سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کے مساوی و برابر ہو جائے۔

آیۂ وعلمک مالم تکن تعلم سے مخالفین کے اعتراض کا جواب۔

اقول افسوس کہ آپ نے کچھ بھی غور نہ فرمایا اور یہ خیال نہ کیا کہ انسان علّم الانسان مین معرف باللام ہے اس سے فرد کامل شخص معین مراد ہے پس اس تقدیر پر حسب مقتضائے دیگر آیات قرآنیہ اس لفظ سے آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہی مراد ہین **تفسیر معالم التنزیل مین** آیہ وعلم الانسان مالم یعلم کے تحت میں ایک قول یہ بھی لکھا ہے وقیل الانسان ھٰھنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم دبیانہ وعلمك مالم تكن تعلم یعنی کہا گیا ہی کہ یہاں انسان سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہین اور اسکا بیان آیۂ شریفہ وعلمک مالم تکن تعلم ہے اور ایسے ہی آیۂ شریفہ خلق الانسان علمہ البیان مین بھی انسان سے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہین چنانچہ امام بغوی نے **تفسیر معالم التنزیل مین** اس آیت کے تحت میں فرمایا ہے قال بن کیسان خلق الانسان یعنی محمدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم علمہ البیان یعنی بیان ما کان وما یکون تفسیر حسینی مین ہی یا بوجود آورد محمد را و بیاموزانید وے را بیان آنچہ بود و ہست و باشد ثابت ہو گیا کہ آیہ کریمہ وعلم الانسان مالم یعلم مین انسان سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہین پس وہ اعتراض جو جانب مخالف نے کیا وارد نہین ہو سکتا اور نہ آیۂ شریفہ وعلمک مالم تکن تعلم سے معارضہ ہوتا ہی بلکہ یہ دونوں آیتین ایک ہی مضمون کی ہین جیسا کہ اوپر تفسیر معالم التنزیل سے ظاہر ہوا۔

آیۂ وعلم الانسان مالم یعلم مین انسان سے حضور مراد ہین۔

ایک نئے مہربان کا نیا شبہہ

شبہہ قرآن شریف میں سرور اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی نسبت وارد ہے ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون ۔ یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمکو تمام وہ چیزیں تعلیم فرماتے ہیں جنکو تم نہیں جانتے تھے۔ اس آیت میں بھی آیہ وعلمک مالم تکن تعلم کی طرح کلمہ ما عام ہے تو یہ ثابت ہوا کہ سب لوگ عالم الغیب ہیں ۔

جواب قطع نظر اس سے کہ آیت میں مخاطب کون ہے یہ آیت ہمارے مدعا کو ہرگز مخل نہیں نہ اس سے یہ ثابت ہو سکے کہ سب عالم الغیب ہیں البتہ اگر یہ منظور کر لیں کہ ہمارے سرکار عالم جمیع اشیا حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام حاضرین کو جو کچھ وہ نہ جانتے تھے بتایا اور قیامت تک کا احوال بتایا تو بھی کوئی حرج نہیں بلکہ یہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر جو کچھ قیامت تک ہونیوالا تھا سب بتایا مگر جسکو یاد رہا یاد رہا جو بھول گیا بھول گیا۔ پھر بھی سب ایک سے نہیں جس کو زیادہ یاد ہے وہ بڑا عالم ہے جو بھولگیا وہ تو بھول ہی چکا۔ یہ حدیث (مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن) کی فصل اوّل صفحہ ۴۶۱ میں بخاری اور مسلم سے مروی ہے عن حذیفۃ قال قام فینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مقاماً ما ترک شیئاً ما یکون فی مقامہ ذٰلک الی قیام الساعۃ الا حدث به حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ انتہٰی بقدر الحاجۃ قولہ تعالٰی وانزل اللہ علیک الکتاب ای القراٰن والحکمۃ ای ما فی القراٰن من الاحکام وعرفک الحلال والحرام وعلمک ما یوحی من الغیب وخفیات الامور مالم تکن تعلم ذٰلک الی وقت التعلیم اس تفسیر میں دو جگہ من ہے۔ پہلا بیان کے واسطے اور دوسرا تبعیضیہ ہے تو مطلب یہ ہوا کہ حق تعالٰے نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قرآن اور جو قرآن میں احکام نازل کئے ہیں اور بعضے غیب اور امور مخفیہ جو ابھی تک آپکو معلوم نہ تھے تعلیم فرمائے ۔

اقول ۔ وباللہ التوفیق روح البیان کی اس عبارت کے نقل کرنے سے جانب مخالف کا یہ مدعا ہے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو ابتدائے آفرینش سے

لیکن جنت اور دوزخ مین داخل ہونے تک سب کا علم نہ تھا جسکا زید دعوے کرتا ہے اور یہ
بات تفسیر روح البیان سے ثابت نہین بلکہ زید کا مدعا بخوبی ثابت ہی۔ جب جانب مخالف
کو کوئی مفر نہ ملا تو انھون نے بقول شخصے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہے من کو پکڑ لیا اور
اس بیچارہ کو تبعیضیہ بتا دیا۔ ذرا اس ذی ہوش سے کوئی یہ پوچھے کہ پہلے من کے بیانیہ ہونے
پر کونسا قرینہ قایم تھا جو یہان نہین پھر وہان بیانیہ مانکر تبعیضیہ کہدینا بالکل دانائی ہی دانائی
ہے۔ اگر جانب مخالف کو زیادہ جوش آجائے تو وہ پہلے من کو بھی تبعیضیہ بنا کر یہ کہنے لگے
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام احکام شرعیہ کا بھی علم نہ تھا (نعوذ باللہ) تو کون انکی
قلم اور زبان کو پکڑ لے گا مگر اب ہم اس روح البیان کے من کا تبعیضیہ یا بیانیہ ہونا روح
البیان ہی کے قرینہ پر موقوف کرتے ہین کہ وہ دوسرے مقام پر کیا کہہ رہے ہین ملاحظہ
ہو روح البیان جلد ۴ صفحہ ۳۴۴ و کذا صار علمہ محیطا بجمیع المعلومات الغیبیۃ
الملکوتیۃ کما جاء فی حدیث اختصام الملائکۃ انہ قال فوضع کفہ بین کتفی
فوجدت بردہ بین ثدیی فعلمت علم الاولین والآخرین وفی روایۃ علم ماکان
وما سیکون یعنی جناب رسالتمآب صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا علم تمام معلومات غیبیہ
ملکوتیہ پر محیط ہے جیسا کہ حدیث اختصام الملائکہ میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالے
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جناب رب العزت نے اپنا کف دست فیض و رحمت میرے دونون
شانون کے درمیان رکھا مَیں نے اُس فیض کی سردی اپنی چھاتیون کے درمیان
میں پائی پس مجھے علم اولین و آخرین حاصل ہوگیا اور ایک روایت مین ہی کہ علم ماکان اور
مایکون روشن اور ہویدا ہوگیا۔ اب خوب ظاہر ہوگیا کہ صاحب روح البیان سید انس و جان
صلے اللہ تعالے علیہ و علی آلہ واصحابہ وسلم کو تمام معلومات غیبیہ ملکوتیہ کا عالم بتعلیم الٰہی
جانتے ہین لہذا اُن کی عبارت مین ہرگز من تبعیضیہ نہین جو کوتاہی علم عالم ماکان و یکون صلی
اللہ تعالے علیہ و آلہ واصحابہ وسلم پر دلالت کریگا یہ آپکا فہم و اجتہاد نہین بلکہ وہم ہے جو آپنے ایسا سمجھ لیا
آیۂ شریفہ کا مطلب تو یہ ہی کہ اے محمد صلی اللہ تعالے علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم اللہ جل شانہ نے آپ پر کتاب یعنی
قرآن شریف اور حکمت یعنی جو احکام کہ قرآن شریف مین نازل فرمائے اور حلال و حرام

سرورِ اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا علم تمام معلوماتِ غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہے۔

کی معرفت کرا دی اور ما یوحی کی کہ وہ غیب ورا ایسے مخفی امور ہین جنکو آپ ابتک نہ جانتے تھے تعلیم فرما دی۔ اب فرمائیے کہ اس عبارت کو جانب مخالف کے مُدعا سے کیا مناسبت ہے اور اُس کے منشار کو اس سے کیا لگاؤ؟ یہ تو مثبتین علم نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی موید ہے نہ مخالف ذی ہوش کی جنکو ابھی تک یہ خبر نہین کہ اس عبارت میں نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علم کے سوا انکار کا حرف تک نہین۔ اگر جانب مخالف کی عاجزی پر رحم کر کے ہم یہ فرض بھی کر لیں کہ من تبعیضیہ ہے تو بھی ہمارا مدعا ثابت ہوگا اور جانب مخالف کو بشرط حیا داری ندامت کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا اس لئے کہ من تبعیضیہ ہونے کی حالت میں اس عبارت سے موجبہ جزئیہ نکلیگا اور وہی ہمارا مطلوب[۱] ہے جیسا کہ ابتدائے رسالہ مین ظاہر ہو چکا کہ علم جناب باری کے سامنے جمیع مخلوقات کے علم کو وہ نسبت بھی نہین جو سمندر کے سامنے قطرے کو ہے۔ مخالف پر یہ لازم ہے کہ سالبہ کلیہ[۲] پیش کرے اس لئے کہ موجبہ جزئیہ کی نقیض سالبہ کلیہ ہوتا ہے نہ موجبہ جزئیہ اور اگر جانب مخالف نے یہ سمجھا کہ اہل سنت و جماعت آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے جمیع اشیار کا علم ثابت کرتے ہین کہ اس صورت میں اُنکا دعوےٰ موجبہ کلیہ[۳] ہوا تو بھی موجبہ جزئیہ[۴] پیش کرنا اسکو کیا مفید اور خصم کو کیا مضر۔ موجبہ جزئیہ کا صدق موجبہ کلیہ کے صدق کا منافی نہین بعض الانسان ناطق کا صدق کل انسان ناطق کے کذب کو مستلزم نہین۔ بہر حال تہذیب پڑھنے والا بچہ بھی ایسی غلطی نہ کرتا جیسی جانب مخالف نے کی۔ جانب مخالف کو ہنوز یہ خبر نہین کہ ثبوت شے نفی ماعدا کو مستلزم نہین رد المحتار ص۵۸ مین ہے و فی شرح التحریر عن شمس الائمۃ الکردری ان تخصیص الشئ بالذکر لا یدل علی نفی الحکم عما عداہ

قولہ اور تفسیر کبیر میں اس آیت کو دو وجہون کے لئے محتمل کیا ہے ایک یہ کہ مراد اس سے

[۱] کہ ہم بعض معلومات اللہ تعالےٰ معلوم لنبینا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کہتے ہین ۱۲

[۲] لا شئ من معلومات اللہ تعالےٰ بمعلوم لنبینا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ۱۲

[۳] یعنی کل شئ معلوم لنبینا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ۱۲

[۴] بعض الاشیا معلوم لنبینا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ۱۲

مخالفین کا عذر کہ آیت سے علوم دینیہ مراد ہیں اور اس کا جواب۔

دین کے امور ہیں یعنی کتاب اور حکمت اور اُن کے اسرار و حقائق اور دوسرے یہ کہ وعلمک
ما لم تکن تعلم سے اولین کے اخبار مُراد ہیں اور منافقین کے مکر اور حیلوں پر اطلاع
اقول آپ کی یہ تقریر آپ کے مدعا کو ثابت نہیں کرتی اسی تفسیر کبیر اور اسکے سوا اور کتب
کثیرہ میں علما اور زرقانی شرح مواہب وغیرہ میں تصریحا بتایا ہی کہ قرآن عظیم ذی وجوہ ہی
اور ہر وجہ پر محتج بہ ہی یہ دو وجہیں کہ قفال نے اپنے دل سے نکالین یہ بھی محتمل ہین اور
اسی محال اطلاق میں داخل ہین جیسے ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا
عذاب النار کی تین سو تفسیریں کی گیئن اور وہ سب اسی اطلاق لفظ حسنہ میں داخل ہین ایک دوسرے
کی منافی نہ اسقدر زیادت کی نافی مگر لطف تو یہ ہی کہ آپ کا اس عبارت سے استدلال بے مصادرہ
علی المطلوب کے پورا نہ ہوگا تعجب تو کیجیے گا کہ یہ کیونکر۔ ہان ہم سے سنیے یہ اس لئے کہ آپ لفظ
علم امور دینیہ سے علم ماکان و مایکون کی نفی چاہتے ہین اور یہ جبھی صحیح ہو گی کہ ماکان و مایکون کا علم
نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو نہ دیا گیا ہو کہ اگر حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ
وسلم کو یہ علم دیا گیا تو یہ حضور کے فضائل جلیلہ سے ایک فضیلت ہوئی اور حضور کے معجزات
جمیلہ سے ایک معجزہ اور حضور کے فضائل و معجزات قطعاً اعظم امور دینیہ سے ہین اور اُنکا
علم بیشک امور دینیہ کا علم ہے اور امور دینیہ کا علم تم خود تسلیم کرتے ہو تو ضرور حضور اقدس
صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو یہ علم بھی دیا گیا کہ حضور کو ماکان و مایکون کا علم ہی ہان اگر یہ ثابت ہو لے
کہ معاذ اللہ حضور کو علم ماکان و مایکون نہیں تو البتہ اُس کا علم امور دینیہ سے نہ ہو تاکہ اس عبارت
سے استناد صحیح ہونے کے لئے آپ کو اپنے اصل دعوے سے استمداد کی حاجت ہو گی اور
یہی مصادرہ علی المطلوب ہی اور فضول و لغو کہ دعوے اگر خارج سے ثابت ہی تو اس
عبارت کی کیا حاجت اور ثابت نہیں تو یہ عبارت بھی محض بیکار و اجنبی تعجب خیز امر تو یہ ہے
کہ آپ خود تحریر فرماتے ہین کہ مراد اس سے دین کے امور ہین اور پھر جا بجا انکار کرتے
جاتے ہین کہ حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو جمیع اشیاء کا علم نہ تھا آپ نے جسطرح
علم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کم سمجھ لیا ہی اسی طرح دین کے امور کو بھی چھوٹا سا فرض کر لیا ہی
ابھی آپ کو اتنی تمیز بھی نہیں کہ معجزہ دین کے امور میں سے ہی تو آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ

واصحابہ وسلم کو جمیع معلومات غیبیہ ملکوتیہ کا علم عطا فرمانا بالطریق معجزہ کے دین ہی کے امور مین سے ہے چنانچہ اس سے قبل مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف جلد پنجم سے نقل ہو چکا اِنہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من المبداء والمعاش والمعاد وتیسیر ایراد ذلک کلہ فی مجلس واحد من خوارق العادۃ امر عظیم اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس مین مبداء اور معاش اور معاد یعنی دُنیا و آخرت سب کی خبر دی اور یہ خوارق عادۃ میں سے ایک امر عظیم ہے بخاری شریف کی ایک حدیث جو مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۵ میں بروایت ابوہریرہ مروی ہے جس کا یہ مضمون ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ ایک مرتبہ سرور اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے مجکو صدقہ فطر کی نگہبانی پر مامور فرمایا مین اُس طعام صدقہ کی نگہبانی کرتا تھا کہ ایک شخص آکر اُس کھانے مین سے لپ بھر کر لیجانے لگا مین نے اُسکو پکڑ لیا تو اُس نے مجھ سے کہا کہ مین محتاج اور عیالدار سخت حاجتمند ہون مین نے اُسکو چھوڑ دیا اور صبح کو خدمت اقدس نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم مین حاضر ہوا حضور نے فرمایا کہ اے ابوہریرہ رات تمھارے قیدی نے کیا کیا مین نے عرض کیا کہ حضور اُس نے کثرت عیال اور شدت احتیاج کی شکایت کی مجھے رحم آیا مین نے اُسکو چھوڑ دیا حضور سراپا نور صلی اللہ تعالے علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اُس نے تم سے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئیگا ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ مین نے سمجھ لیا کہ بیشک پھر آئے گا اس لئے کہ حضور نے فرما دیا ہو قصہ مختصر اسی حدیث کے تحت مین علامہ علی قاری رحمہ اللہ مرقاۃ میں تحریر فرماتے ہین فیہ اخبار النبی بالغیب معجزۃ لہ۔ اب ثابت ہوا کہ علم بالغیب نبی کریم علیہ وعلی آلہ واصحابہ الصلوٰۃ والتسلیم کا معجزہ ہے اب جانب مخالف اپنے دل مین انصاف کرین کہ معجزہ امور دین مین سے ہے اور امور دین کا علم جانب مخالف کو بھی تسلیم ہے۔ رہا آپ کا یہ فقرہ یعنی کتاب او حکمت اور اُنکے اسرار و حقائق اس مین بھی تمام علوم آگئے اس لئے کہ جناب حق سبحانہ تعالے کلام اللہ کی شان مین ارشاد فرماتا ہے ونزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شیٔ یعنی اے محمد صلے اللہ تعالے علیہ وسلم ہم نے تمپر کتاب کو نازل فرمایا کہ جو ہر چیز کا بیان واضح ہے پس جبکہ آپکے

سرورِ عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا دنیا و آخرت کے جمیع احوال کی اگلی پچھلی خبر دینا۔

علم بالغیب حضور کا معجزہ ہے۔

نزدیک بھی سید عالم اعلم المخلوقات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو کتاب اور حکمت اور اُن کے اسرار و حقائق تعلیم فرمائے گئے تو احاطۂ علم نبوی سے کونسی شے باہر رہگئی نہ معلوم آپ نے تفسیر کبیر کی عبا[رت] کیون نقل فرمائی۔

قولہ اور اس تفسیر کے ضمن مین اور دُو فائدے حاصل ہوئے ایک علم کی غایت درجہ کی فضیلت دوسرے یہ کہ حق تعالےٰ نے کسی مخلوق کو سوائے قدر قلیل علم کے نہین عطا فرمایا۔

اقول تسلیم کہ کسی مخلوق کو حق تعالےٰ نے قدر قلیل علم کے سوا نہین عنایت فرمایا جیسا کہ آیۂ کرمیہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا اسپر دال ہی اور سب کا علم جناب باری تعالےٰ کے علم کے سامنے قلیل ہے جیسا کہ ابتدائے رسالۂ ہذا مین مذکور ہوچکا لیکن علم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اگرچہ بمقابلہ علم الٰہی کے قلیل ہو مگر بجائے خود ایسا وسیع ہو کہ کوئی شے اُس کے احاطہ سے خارج نہین۔ چنانچہ اسی تفسیر کبیر کی اُس عبارت میں جو آپ نے نقل کی ہے اسطرف اشارہ ہے وسمی جمیع الدنیا قلیلا حیث قال قل متاع الدنیا قلیل اس سے ظاہر کہ نعیم آخرۃ کے سامنے تمام دُنیا کی متاع بھی قلیل ہے اسی طرح جناب حق سبحانہ کے علم کے سامنے تمام مخلوقات کا علم قلیل ہے لیکن جسطرح کہ ہم اپنے نزدیک تمام دُنیا کو قلیل نہیں پاتے اسی طرح تمام مخلوقات کا علم بھی ہمارے نزدیک قلیل نہین اگر ہم اُس کو فی نفسہٖ قلیل جانین تو بڑی حماقت ہی۔ اس کی مثال یون سمجھیے کہ ایک بادشاہ نے اپنے وزیر کو خوش ہوکر ہزار گاؤں عطا کئے تو بادشاہ کی سلطنت اور دولت کے سامنے تو کچھ نہین یہ سب گاؤن نہایت ہی قلیل ہین مگر مفلس تہیدست سے پوچھیے جس نے پیسون کے سوا کبھی روپیہ دیکھا ہی نہین وہ تو ہزار گاؤں کو متاع سلطنت سمجھے گا اور تعجب سے کہیگا کہ بادشاہ نے ہرگز وزیر کو ہزار گاؤں نہ دیئے ہونگے ورنہ وزیر بادشاہ سے کس بات میں کم رہا اُسی ہرچند سمجھائیے کہ بادشاہ کے سامنے ہزار گاؤن کیا چیز ہین اور وزیر کو ہزار گاؤن ملنے سے بادشاہ کی ہمسری نہین ہوئی آخر اُسی نے تو دیئے ہین وہی تو معطی ہے نہ خیال کرنا چاہیئے کہ اگر اللہ تعالیٰ اجل شانہ نے رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء کے علوم تعلیم فرمائے تو باقی کیا رہگیا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اللہ جل شانہ برابر ہوگئے معاذ اللہ جملہ اشیاء

کے علوم اور تمام آسمانوں اور زمینوں کے غیوب اللہ جل شانہ کے علم کے سمندر کا ایک قطرہ ہین علامہ شہاب الدین خفاجی حواشی بیضاوی مین طیبی سے ناقل ہین ان معلوماتِ اللہ تعالیٰ لا نہایۃ لہا وغیب السمٰوات والارض وما یبدونہ وما یکتمونہ قطرۃ منہا یعنی اللہ جل شانہ کے معلومات کی کوئی نہایت نہین اور آسمانون اور زمینون کے غیب اور جو ظاہر کرتے اور چھپاتے ہین یہ سب تو علم الٰہی کا ایک قطرہ ہین ہمارے مخالفین یہ سمجھتے ہین کہ اگر اتنا اللہ تعالےٰ نے کسی کو تعلیم فرما دیا تو وہ اللہ تعالےٰ کی برابر ہوگیا۔ برابر کیا معنے یہ تو اس کے علم کے سمندر کا ایک قطرہ ہے ابھی تک علم الٰہی کی وسعت بھی معلوم نہ تھی اب ذرا آنکھین کھلین گی پھر ان عقلمندون سے پوچھو کہ اگر اللہ جل شانہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو تمام آسمانوں اور زمینون کے غیوب تعلیم فرمادے تو یہ اسکے علم کا ایک قطرہ ہو اس کے علم کے سامنے قلیل ہو یا نہین لیکن بجائے خود ہرگز قلیل نہین تفسیر مدارک التنزیل میں ہے ان حی بن اخطب قال فی کتابکم ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا ثم تقرؤن وما اوتیتم من العلم الا قلیلا فنزلت قل لو کان البحر مدادا لکلمٰت ربی الآیۃ یعنی ان ذلک خیر کثیر ولکنہ قطرۃ من بحر کلمات اللہ تعالیٰ الخ حیی ابن اخطب نے کہا کہ تمہاری کتاب یعنی قرآن پاک مین ہے کہ جسکو حکمت دی گئی خیر کثیر دی گئی پھر تم یہ بھی پڑھتے ہو کہ تمہین علم نہ دیا گیا مگر تھوڑا تو یہ آیت نازل ہوئی قل لو کان البحر مدادا لکلمٰت ربی لنفد البحر الآیۃ خلاصہ یہ کہ یہ خیر کثیر تو بیشک ہے لیکن اللہ جل شانہ کے کلمات کے سمندر کا ایک قطرہ ہے اب خوب ظاہر ہوگیا کہ یہ علم بیشک کثیر اور اللہ جل شانہ نے خود کثیر فرما دیا لیکن اللہ جل شانہ کے علم کا ایک قطرہ ہے اور اس کے سامنے قلیل تفسیر روح البیان ص ۳۰۵ میں ہے قال شیخنا العلامۃ ابقاہ اللہ بالسلامۃ فی الرسالۃ الرحمانیۃ فی بیان الکلمۃ العرفانیۃ علم الاولیاء من علم الانبیاء بمنزلۃ قطرۃ من سبعۃ ابحر وعلم الانبیاء من علم نبینا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہذہ المنزلۃ وعلم نبینا من علم الحق سبحانہ بہذہ المنزلۃ انتہی ہمارے شیخ علامہ نے رسالۂ رحمانیہ مین فرمایا کہ اولیا کا علم انبیاء کے علم سے وہ نسبت

رکھتا ہے جو ایک قطرہ کو سات سمندروں سے ہوتی ہے اور انبیاء کا علم ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم کے علم سے یہی نسبت رکھتا ہے الغرض تمام مخلوقات کے علوم کا بمقابلہ باری تعالیٰ قلیل
ہونا مسلم اور فریق مخالف کو اس سے کچھ فائدہ نہیں اس لئے کہ وہ قلیل بھی کثیر ہو کر اس کے
مدعائے باطل کا خون کرنے میں دریغ نہیں کرتا پس اگرچہ علم سرور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
علم الٰہی کے سامنے قلیل ہے مگر قطع نظر اس تقابل کے وہ علم عظیم ہے اور تمام ماکان ومایکون
الی یوم القیمۃ کو حاوی۔ جانب مخالف نے تفسیر کبیر کے بعض الفاظ کا خلاصہ نہ لکھا جو ان کو
مضر تھا دیانت سے بعید ہے اب اس آیت کی تفسیریں نقل کرتا ہوں تاکہ خوب واضح ہو جائے
کہ معترض کسقدر خلاف صواب ہیں تفسیر بیضاوی من خفیات الامور او من امور
الدین والشرائع تفسیر مدارک (وعلمک ما لم تکن تعلم) من امور الدین والشرائع
ومن خفیات الامور وضمائر القلوب تفسیر خازن (وعلمک ما لم تکن تعلم)
یعنی من احکام الشرائع وامور الدین وقیل علمک من علم الغیب ما لم تکن
تعلم وقیل معناہ وعلمک من خفیات الامور واطلعک علی ضمائر القلوب و
علمک من احوال المنافقین وکیدهم ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک
عظیما یعنی ولم یزل فضل اللہ علیک یا محمد عظیما ان عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ
سرور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جناب حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے فیض عظیم سے احکام
شرع اور امور دین اور علوم غیب اور خفیات امور اور ضمائر قلوب وغیرہا جنکو اب تک حضرت محمد مصطفیٰ
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نہیں جانتے تھے تعلیم فرمائے اور یہ اس کا فضل
ہے اور ہمارے پیارے محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اس کا فضل ہمیشہ رہے گا۔

تفسیر حسینی میں ہے وعلمک ما لم تکن تعلم آنچہ نبودی کہ بخود بدانی از خفیات امور و مکنونات
ضمائر و جمہور گفتہ اند کہ آن علم است بربوبیت حق سبحانہ وجلال او و شناختن عبودیت نفس و قدر
حال او و در بحر الحقائق میفرماید کہ آں علم ماکان ومایکون است کہ حق سبحانہ تعالیٰ در شب اسریٰ
بدان حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرمودہ چنانچہ در احادیث معراجیہ آمدہ است کہ در زیر عرش
قطرہ در حلق من ریختند فعلمت ماکان ومایکون پس دانستم آنچہ بود و آنچہ خواہد بود حاصل یہ کہ خفیات امور

مکنونات ضمائر جو تم نہ جانتے تھے ہمنے تعلیم فرمائے اور جمہور مفسرین نے کہا ہی کہ وہ ربوبیت وجلال حق کا جاننا اور اپنے نفس کی عبودیت اور اس کی قدر حال کا پہچاننا ہے اور بحر الحقائق مین فرماتے ہین کہ وہ علم ماکان اور مایکون کا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے شب معراج مین آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کو عطا فرمایا۔ چنانچہ احادیث معراجیہ میں آیا ہے کہ عرش کے نیچے ایک قطرہ میرے حلق میں ٹپکایا گیا کہ اس کے وفور فیضان سے ماکان اور مایکون یعنی گذشتہ اور آئندہ کے سب امور کا عالم ہوگیا۔ اس کے بعد جانب مخالف نے کریمہ وکذٰلک جعلناکم امتہ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا کہ جس سے امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قیامت میں دوسری امتوں پر گواہ ہونا ثابت ہی اور مفسرین نے وسعت علم نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم اس کے تحت مین بیان کی ہے اسکی نسبت یہ لکھا ہی

قولہ اگر اس آیہ کریمہ کا وہی مطلب ہی جو زید کا اجتہاد ہی تو لازم آتا ہی کہ زید جس نے آیت کے ترجمہ میں ایک زمانہ خامہ فرسائی کی مگر نصیب نے یاوری نہ کی علام الغیوب ہو جائے **قولہ** جانب مخالف کا یہ منشاء ہی کہ اگر شہید کا لفظ رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی وسعت علمی پر دال ہو تو یہی لفظ لتکونوا شہداء میں تمام امتیان مصطفے صلے اللہ تعالے علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے لئے استعمال کیا گیا ہی۔ وہاں بھی اگر تمام امتیوں کے وسعت علم پر دال ہو تو لازم آئیگا کہ سب عالم ماکان ومایکون ہون۔ جانب مخالف کی اس شبہہ کا **جواب یہ ہی** کہ یہ جانب مخالف کا قیاس ہی اور قیاس اس زمانے والون کا خود جانب مخالف کی نزدیک ناقابل اعتبار نہ آیت کا یہ مطلب نہ مفسر کا قول سب سے پہلے تفسیر قرآن ہاتھ میں لیجیے اور اس سے دریافت کر لیجیے کہ اس آیہ مین وسعت علم نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم پر دلالت ہی یا نہین ملاحظہ ہو تفسیر معالم التنزیل کہ اسمیں محی السنہ امام بغوی رحمۃ اللہ نے اس آیت کے تحت مین یہ حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کی ہو قال قام فینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوما بعد العصر فما ترک شیئا الی یوم القیمۃ الا ذکرہ فی مقامہ ذٰلک حتی اذا کانت الشمس علی رؤس النخل واطراف الحیطان قال اما انہ لم یبق من الدنیا فیما مضی منہا

ماکان ومایکون کا علم نبی پر جانب مخالف کا اعتراض اور اس کا جواب

ماکان ومایکون علم نبی کی بحث

الا کما بقی من یومکم ھذا الحدیث خلاصہ یہ ہی کہ ابو سعید رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ
حضرت نے ایکبار روز عصر کے بعد ہم مین کھڑے ہوکر قیامت تک ہونیوالی چیزین سب ہی
بیان کردین اور کوئی چیز چھوڑ ندی یہانتک کہ جب دھوپ کھجورون کی چوٹیوں اور دیوارون
کے کنارون پر پہنچی تو فرمایا کہ دنیا کے احوال مین سے صرف اسقدر باقی رہگیا جتنا دن باقی رہ گیا
ہی امام بغوی رحمہ اللہ کا اس حدیث شریف کو اس آیۂ شریفہ کے تحت میں لانا صاف بتارہا ہی
کہ آیۂ شریفہ میں نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی وسعت علمی مذکور ہے جب تفسیر سے یہ ثابت ہوا کہ
یہ آیت علم نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم پر دال ہے تو ایک ایسے شخص کے قیاس پر کیا توجہ کیجائے
جو آیت کی تفسیر سے غافل ہی۔ غرضکہ جب ہمارا مدعا آیت سے اور تفسیر حدیث سے ثابت پھر کسی منکر کا
اعتراض قابل سماعت نہین لیکن پھر بھی ہم اسکی طرف توجہ کرتے ہین جاننا چاہئے کہ صحت
شہادت کے لئے شاہد کو مشہود علیہ پر علم یقینی ہونا چاہئے اور یہ بواسطہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم
کے امت کو حاصل اور اس جناب کی بدولت انکا یقین کامل۔ یہی جواب جو جانب مخالف
پر پیش کیا گیا انشاء اللہ العزیز روز شہادت ان امتوں پر پیش کیا جاویگا جو تبلیغ انبیا کا انکار
کرینگی چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے تفسیر عزیزی مین تحریر فرمایا ہی۔ ولہذا
چوں امم دیگر در مقام رد شہادت ایشاں خواہند گفت کہ شما از چہ رو شہادت مید ہید حال آنکہ
در وقت ما نبودید و حاضر واقعہ نشدید ایشان جواب خواہند گفت کہ ما را خبر خدا بوساطت پیغمبر
خود رسید نزد ما در افادۂ یقین بہتر از دیدن و حاضر شدن گردید و در شہادت علم یقینی بمشہود
علیہ می باید بہر طریق کہ حاصل شود تعجب ہی کہ جناب مخالف نے آنحضرت سراپا رحمت صلی اللہ تعالے
علیہ وسلم کو جملہ امت محمدیہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی برابر سمجھ لیا اور کچھ فرق نہ کیا شہادت کا
لفظ جب امت کی طرف منسوب دیکھا اور پھر اسی کو صاحب امت کی صفت پایا فوراً مرتبہ
برابر سمجھ لیا اور یہ کچھ خیال نہ کیا کہ امت کا علم تعلیم نبی کریم سے ہے اور نبی صلے اللہ تعالے
علیہ وسلم کا علم تعلیم الٰہی سے پھر منصب رسالت کے لائق کہ جس سے تمام عالم کا نظام متعلق اور
یہ رتبہ عبدیت کے موافق جو فقط اپنی اصلاح کے لئے ہے اس شہادت پر پھر نبی کریم صلی اللہ
تعالے علیہ وسلم کی شہادت ضروری جیسا کہ ارشاد ہوا۔ ویکون الرسول علیکم شہیدا یہ شہادت

خود ہی کافی جو اور کسی دوسری شہادت کی محتاج نہین۔ ان سب سے قطع نظر کیجیے اور یہ غور فرمائیے
کہ ایک ہی لفظ کے معنی ہر شخص کی نسبت سے ایک ہی ہونے ضرور نہین بلکہ کبھی ایک لفظ کے معنے
ایک شخص کی نسبت سے کچھ ہوتے ہین اور دوسرے کی نسبت سے کچھ اور چنانچہ صلوٰۃ اور ہدایت
وغیرہ بالفاظ مختلف ہو تو بیز مختلف معانی ہین مستعمل ہوتے ہین اور اُنکی بھی کوئی تخصیص نہین بلکہ
تمام الفاظ مختلف مواقع پر مختلف معانی ہیں مستعمل ہوتے ہین۔ کریمہ و مکر اللّٰہ میں ایک
ہی لفظ مکر ہے جو ایک جگہ کفّار کے لئے اور دوسری جگہ حق تعالےٰ کے لئے استعمال کیا گیا
ہے اور ایک جگہ معنی کچھ ہین اور دوسری جگہ کچھ اور حضرت یونس علیہ السّلام اور حضرت آدم
علیہ السّلام کی نسبت کلام اللّٰہ مین لفظ ظلم وارد ہے فرمایا لا الٰہ الا انت سبحانک انی
کنت من الظالمین وقولہ تعالیٰ ربنا ظلمنا انفسنا ان دونون مقامون مین ظلم
بمعنی ترک اولیٰ ہو شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اپنی تفسیر مین فرماتے ہین۔ مذاق جمہور اہل تفسیر
آنست کہ ظلمی کہ این ہر دو بزرگ بخود نسبت فرمودہ اند ظلم حقیقی نبود بلکہ ترک اولیٰ۔ دوسری آیت
لاینال عہدی الظالمین میں ظلم کے معنی حقیقی جو فسق ہین مُراد ہین چنانچہ یہی شاہ صاحب
رحمہ اللّٰہ اسی تفسیر مین آیہ لاینال عہدی الظالمین کی نسبت فرماتے ہین در آیت مراد ظلم حقیقی
است کہ فسق است غرضکہ ایک جگہ ایک لفظ سے کچھ مراد ہوتی ہے اور دوسری جگہ کچھ اور
اسی لفظ شہادت کو نہ دیکھ لیجیے کہ یہان اُمّت کے لئے بمعنی گواہی مستعمل ہوا اور واللّٰہ
علےٰ کل شیٔ شہید مین بمعنی علیم کے۔ اگر جانب مخالف کے قاعدہ کے بموجب لفظ شہید بمعنی علیم
ہو ہی نہ سکے تو اس آیت سے اللّٰہ جل شانہ کا علیم ہونا بھی ثابت نہ ہوسکیگا معاذ اللّٰہ تعلیم
پس جانب مخالف کو یہ خیال کر لینا تھا کہ جائز ہے کہ اُمّت کی نسبت جو لفظ شہادت مستعمل ہوا
وہ اور معنی مین ہوا اور سرور اکرم کی نسبت جو مستعمل ہوا وہ علم کے معنی میں ہو جیساکہ مفسرین نے
فرمایا ہے حضرت مولانا مولوی شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی جنکو جانب مخالف معتبر
اور بزرگ سمجھتے ہین اسی آیت کی تفسیر مین فرماتے ہین بلکہ بدیشان گفت کہ شہادت درینجا بمعنی
گواہی نیست بلکہ بمعنی اطلاع و نگہبانی است تا از جادۂ حق بیرون نروید چنانچہ واللّٰہ علیٰ کل شیٔ
شہید و در مقولہ حضرت عیسیٰ کہ کنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب

علیھم وانت علی کل شیٔ شہید تو وچون این نگہبانی واطلاع طریق تحمل شہادت است وتحمل
شہادت برائ ادائے شہادت میباشد ودر احادیث این شہادت را بگواہی روز قیامت

تفسیر فرمودہ اند بیانا للحاصل المعنے لا تفسیر اللفظ پس اب بخوبی ظاہر ہوگیا کہ لفظ
شہادت جو اُمت مرحومہ کے لئے استعمال فرمایا گیا ہے گواہی کے معنی میں ہی جیسا کہ اوپر تفسیر سے
نقل کیا گیا ہی اور اس موقع پر کہ جناب سالتماب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی نسبت ارشاد
ہوا ہی اطلاع اور نگہبانی کے معنی میں ہے چنانچہ واللہ علے کل شیٔ شہید اور کنت علیھم شہیدا
مین کلام اللہ مین بھی اسی معنی مین استعمال ہوا ہے چونکہ نگہبانی اور اطلاع طریق تحمل شہادت
کو روز قیامت کی گواہی سے تعبیر فرمایا اور یہ حاصل معنی کا بیان ہی اور نہ الفاظ کی تفسیر پس
زید کا مدعا بخوبی ثابت ہوگیا اور جانب مخالف کو کوئی محل اعتراض نہ رہا۔

ثانیاً۔ جانب مخالف کو یہ بھی معلوم نہین کہ مفسرین نے آیۂ شریفہ وکذلک
جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علے الناس ویکون الرسول علیکم
شہیدا سے کیا مراد لی ہے اس لئے کہ اُن کا یہ خیال ہے کہ شہید دونون جگہ
ایک ہی معنی مین ہے اور جہان اُمت کے لئے ارشاد ہوا ہے اُس سے تمام اُمت مراد ہے
پس اگر ہم اس موقع پر جانب مخالف کے فرمانے کے بموجب فرض بھی کرلین کہ لفظ شہید
دونوں ایک ہی معنی کے لئے ہے تو بھی اُن کا مقصود ثابت نہ ہوسکیگا اس لئے کہ تمام
اُمت اول سے آخر تک سب کا گواہ ہونا مراد نہین ہے جو جانب مخالف یہ اعتراض کرسکے
کہ سب کے لئے علم غیب کا ثبوت لازم آئیگا بلکہ یہان اُمت سے مہاجرین اولین
اور انصار سابقین یا علماء مجتہدین مراد ہین کہ جن کا اجماع خطا پر ممکن نہین وہ حضور رب
العالمین مین شہادت کے لئے منظور فرمائے گئے ہین اللّٰھم ارزقنا اتباعھم واحشرنا
معھم چنانچہ شاہ صاحب موصوف اسی تفسیر میں فرماتے ہین۔ ودراینجا تفسیرے

است بغایت دلچسپ کہ از بعضے قدمائے مفسرین منقول شدہ واز اکثر اشکالات مذکورہ
نجات میدہد حاصلش آنکہ در وکذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا
مخاطب کسانے اند کہ نماز بسوئے قبلتین گذاردہ اند یعنی مہاجرین اولین وانصار سابقین کہ درجۂ علو

اجماع امت خطا پر ممکن نہین۔

جیسا کہ پیغمبر معصوم کا حکم واجب القبول ہے ویسا ہی مومنین کے اجماع کا حکم واجب القبول ہے۔

لیکن اگر درانجا تمام امّت را از اول تا آخر اعتبار کنیم فائدہ تکلیف برہم میگردد۔ زیرا کہ بعد از انقضائے تمام امّت ہیچکس باقی نخواہد ماند کہ قول ایشان بر دیگرے حجت تواند شد پس معلوم شد کہ مراد اہل ہر زمانہ اند وچون اہل ہر زمانہ مخلوط می باشند عالم وجاہل وصالح وفاسق ہمہ در آنہا موجود می شوند بقرائن عقلیہ معلوم شد کہ اعتبار بہ گفتہ علمائے مجتہدان متدین است نہ غیر ایشان بہرحال اجماع ایشان بر خطا ممکن نیست والا این امت خیانۃ عدول نباشد ودرمیان ایشان داخل دیگر فرقے نماند واین شرفے است عظیم کہ این امّت را بہ تخمینا اجماعیہ حکم پیغمبر دادہ اند چنانچہ حکم پیغمبر معصوم از خطا واجب القبول است ہمچنان حکم اے امّت باجماع معصوم از خطا واجب القبول

اس عبارت سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ تمام امّت اوّل سے آخر تک مراد نہیں بلکہ کبرائے امّت مراد ہیں پس ہمکو تسلیم کہ کبرائے امّت کو بھی امور غیب پر اطلاع فرمائی جاتی ہے اور یہی عقیدہ اہل سنت کا ہے البتہ معتزلی انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سوائے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی ولی کو علم حاصل نہیں زرقانی شرح مواہب لدنیہ جلد ۷ صفحہ ۲۲۸ میں ہے قال فی لطائف المنن اطلاع العبد علی غیب من غیوب اللہ تعالیٰ بنور منہ بدلیل خبر اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ لا یستغرب وھو معنی کنت بصرہ الذی یبصر بہ فمن کان الحق بصرہ فاطلاع علی غیب اللہ لا یستغرب واقعی امر یہ ہے کہ حسب مضمون حدیث شریف پروردگار جس کی بینائی ہو اُس کا غیب پر مطلع ہونا کیا بعید ہے شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ زبدۃ الاسرار میں حضرت محبوب سبحانی سید عبد القادر جیلانی رح کا ارشاد نقل فرماتے ہیں قال رضی اللہ عنہ یا ابطال یا اطفال معلموا وخذوا عن البحر الذی لا ساحل لہ وعزۃ ربی ان السعداء والاشقیاء یعرضون علی وان بوبوءۃ عینی فی اللوح المحفوظ انا غائص فی بحار علم اللہ اب بنہ تعالیٰ وکرم اس عبارت سے ثابت ہوگیا کہ سعدا اور اشقیا اولیا پر پیش کئے جاتے ہیں اور اُن کی آنکھ کی پتلی لوح محفوظ میں رہتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے علم کے دریا میں غوطہ زن رہتے ہیں مولانا جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس میں حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ سے نقل فرماتے ہیں۔

حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ والرضوان سیگفتہ اند کہ زمین در نظر این طائفہ چون سفرہ ایست

وما میگوئیم چون روئے ناخنے است ہیچ چیز از نظر ایشان غائب نیست یعنی حضرت عزیزان رحمۃ اللہ تعالےٰ یہ فرماتے ہین کہ زمین اولیاء کے گروہ کے سامنے ایک دسترخوان کی شکل ہی اور حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند فرماتے ہین کہ ہم کہتے ہین کہ روئے ناخن کی شکل ہے اور کوئی چیز انکی نظر سے غائب نہین امام انام حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فقہ اکبر مین اور شیخ جلال الدین سیوطی نے جامع کبیر میں حارث بن مالک اور حارثہ بن نعمان انصاری سی اور طبری اور ابو نعیم نے حارث ابن مالک انصاری سے روایت کی ہی۔ قال مررت بالنبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال کیف اصبحت یا حارث قال اصبحت مومنا حقا فقال انظر ما تقول فان لکل شیٔ حقیقۃ فما حقیقۃ ایمانک قلت قد عرفت نفسی عن الدنیا واسہرت لذلک لیلی واظماءت نہاری وکانی انظر الی عرش ربی بارزا وکانی انظر الی اہل الجنۃ یتزاورون فیہا وکانی انظر الی اہل النار یتضاغون وفی روایۃ یتعاوون فیہا فقال یا حارث عرفت فالزم قالہا ثلثا وفی روایۃ ابن عساکر قال علیہ السلام مؤمن نور اللہ قلبہ عرفت فالزم اور اسی قصہ کو مولانا **جلال الدین** رومی رحمۃ اللہ نے **مثنوی معنوی** مین نظم فرمایا ہے جو بطریق اختصار اس مختصر مین نقل کیا جاتا ہی۔ وھو ھذا۔

گفت پیغمبر صباحے زید را کیف اصبحت اے رفیق باصفا

گفت عبداً مومنا باز وشش گفت کو نشان از باغ ایمان گر شگفت

گفت تشنہ بودہ ام من روزہا شب نخفتم من ز عشق و سوزہا

تا ز روز و شب جدا گشتم چنان کہ ز اسپر بگذرد نوک سنان

کہ ازان سو جملہ ملت یکے ست صد ہزاران سال و یکساعت یکیست

ہست ازل را و ابد را اتحاد عقل را رہ نیست الا افتقاد

ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من ہست پیدا ہمچو بت پیش شمن

یک بیک وا می شناسم خلق را ہمچو گندم من ز جو در آسیا

کہ بہشتی کہ و بیگانہ کی ست پیش من پیدا چو مور و ماہی است

من بگویم یا فرو بندم نفس لب گزیدش مصطفےٰ یعنی کہ بس

اولیاء کے سامنے زمین ایسی ہے جیسے ناخن ۔

ابن عساکر صاحب کی روایت کہ حضرت نے فرمایا کہ میں عرش الٰہی کو دیکھتا ہوں اور جنتی اور دوزخی میری نظر کے سامنے ہیں ۔

اب ثابت ہوا کہ اطلاع غیب سوائے انبیاء کے اکابر اُمت کو بھی عنایت الٰہی سے میسر ہوتی ہے چنانچہ جب سید کائنات سرور موجودات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اے زید تمنے کس حال مین صبح کی۔ عرض کیا کہ اس حال مین کہ عبد مومن تھا فرمایا حقیقۃً ایمان کا کیا نشان رکھتے ہو عرض کیا کہ مین نے اپنے نفس کو دُنیا سے پھیر لیا راتوں عشق مین جاگا دنوں بھوکا پیاسا رہا اب گویا کہ مین اپنے رب کے عرش کو ظاہر دیکھتا ہون اور اہل جنت اور اہل دوزخ کو پہچانتا ہون اور یہی مولانائے رومیؒ اپنی مثنوی میں فرماتے ہین ؎

لوحِ محفوظ است پیشِ اولیاء   از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

اور امام شعرانی کبریت احمر مین فرماتے ہین۔ واما شیخنا السید علی الخواص رضی اللہ تعالےٰ عنہ فسمعتہ یقول لا یکمل الرجل عندنا حتی یعلم حرکات مریدہ فی انتقالہ فی الاصلاب وھو نطفۃ من یوم الست بربکم الی استقرارہ فی الجنۃ او فی النار یعنی ہمارے شیخ سید علی خواص رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک تو آدمی جب تک کامل نہین ہوتا جبتک اُسکو اپنے مرید کی حرکتین اس کے آبا کی پیٹھ میں نہ معلوم ہون یعنی جب تک یہ نہ معلوم نہ کرے کہ یوم الست سے کس کس کی پیٹھ مین ٹھہرا اور اُس نے کس کس وقت حرکت کی یہانتک کہ اُس کے جنت یا دوزخ میں قرار پکڑنے تک کے حالات جانے قصیدۂ غوثیہ میں حضرت پیران پیر دستگیر حضرت محبوب سبحانی سیدنا الشیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہین۔ ؎

نظرت الی بلاد اللہ جمیعا   کخردلۃ علی حکم اتصال

جب اللہ کے اولیاء کو تمام بلاد اللہ مثل رائی کے دانے کے معلوم ہون تو اگر جانب مخالف کا قول تھوڑی دیر کے لئے تسلیم بھی کر لیا جائے اور لفظ شہادت کے دونون جگہ ایک ہی معنی میں لیا جائے تو بھی کچھ مضائقہ نہین اس لئے کہ جب کبرائے اُمت گواہ ٹھہرے اور اُنکو یہ اطلاع غیب بعطائے عالم حقیقی میسر تو اگر شہادت کا لفظ ان حضرات کے لئے بھی ثبوت علم ہوگا تو بیشک حق اور بجا ہی۔ اب جانب مخالف کو ذرا چون وچرا کا موقع نہین بتسلیم کرین یا خاموش رہین اس کے بعد جانب مخالف نے کریمہ وما ھو علی الغیب بضنین کی طرف توجہ

؎ یعنی یہ قول کہ اگر لفظ شہادت سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو ثابت کرتا ہی تو اُمت کے علم کو بھی ثابت کریگا۔ ۱۲۔

فرمائی ہے اور اسمیں اختلاف قرار اور اختلاف مرجع ضمیر ہو کو محض بے فائدہ نقل کیا ہی یہ ہم کو قطعاً مضر نہیں۔ نہ اس سے انکا مدعا ثابت نہ ہمارے مدعا کو نقصان بلکہ وہ ہمارے مؤید ہے اس لئے کہ اگر جانب مخالف کی مرضی کے موافق ظنین ظا سے مان لیں تو جانب مخالف کے نزدیک آیت کے یہ معنی ہونگے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم غیب کی بات بتانے پر متہم نہیں کہ بغیر علم کہدیں کہ مجھکو یہ علم ہے۔ یہ تہمت کسی کی آپ پر نہیں لگ سکتی پس جانب مخالف کی اس تقریر سے یہ ہرگز نہیں ثابت ہو سکتا کہ آنحضرت کو امور غیب کا علم اللہ نے مرحمت نہ فرمایا تھا۔ بلکہ اس سے یہی ظاہر ہے کہ آپ کو علم تھا اور اسی وجہ سے آپ پر بغیر علم کہدینے کی تہمت نہیں لگ سکتی اور اگر جانب مخالف کی رائے کے موافق ہو کا مرجع قرآن ہو تو بھی کچھ مضر نہیں بلکہ ہمارا ہی مدعا ثابت ہی اس لئے کہ کلام اللہ میں جمیع اشیاء کا علم ہے چنانچہ ارشاد فرمایا و نزلنا علیك الكتاب تبیانا لکل شیٔ یعنی اے محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہم نے تمپر کتاب نازل فرمائی جو ہر چیز کا بیان واضح ہے اور یہ مسلم کہ حضرت اس کے عالم تو بیشک جمیع اشیاء کے عالم ہوئے نہ معلوم کہ اس آیہ کے متعلق جانب مخالف نے کیوں بحث کی جبکہ وہ اس سے اپنے مدعا کے موافق ایک حرف نہ ثابت کر سکے البتہ اپنے خلاف مدعا کو تائید کی ہم انکی اس عنایت کے ممنون ہیں۔ ایسے ہی جانب مخالف نے آیہ شریف وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء کے متعلق بھی وہ بیفائدہ تقریر کی ہے جس سے انکے مدعا کو کچھ ربط نہیں بلکہ خلاف مدعا ثابت ہوتا ہے۔ کسی مفسر کا یہ کہدینا کہ فیوحی الیہ ویخبرہ ببعض المغیبات نقص علم آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر ہرگز دال نہیں اس لئے کہ جائز ہے کہ ایام نزول وحی میں وقتاً فوقتاً بعض بعض مغیبات پر مطلع فرمایا جاتا ہو اور جب تمام کلام اللہ نازل ہو چکا تو تمام اشیاء پر اطلاع ہو گئی ہو چنانچہ تبیانا لکل شیٔ تمام کلام اللہ کی صفت ہی نہ بعض کی پس جائز ہے کہ ایام نزول قرآن شریف میں بعض بعض مغیبات کا حسب کلام اللہ اترتا تھا علم ہوتا ہو۔ اس سے یہ لازم نہیں کہ تمام کلام اللہ کے نزول کے بعد بھی آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء کا علم نہ ہوا ایک۔ دوسرے یہ کہ تفسیر میں نفی کا کونسا لفظ

وما کان اللہ لیطلعکم کی بحث

یا جانب مخالف ثبوت شے کو نفی ما عدا جانتے ہین اہل علم کے نزدیک کسی طرح اس عبارت
سے حضور کے عدم علم یا نقص علم پر استدلال ممکن نہین مگر جانب مخالف تو بحکم الغریق یتشبث
بالحشیش تنکے کا سہارا ڈھونڈتے ہین اور عبارات اثبات کو نفی کی برہان سمجھتے ہین ؎
کچھ ایسی سمائی ہے آنکھون مین اُن کی جدہر دیکھتے ہین نفی ہی نفی ہے ع
آنچہ پیدا می شود از دور پندار د نفی است علاوہ برین جمیع اشیاء بے شبہ غیوب کا بعض ہین
تو جبکو حق تعالے جمیع اشیاء کا علم مرحمت فرمائے کہہ سکتے ہین کہ اُس کو بعض غیوب کا علم ہے
سلیقہ بھی تو درکار ہے تاکہ یہ سمجھہ مین آسکے کہ بعض غیوب جمیع اشیاء کے منافی نہین ؎
ہنوز طفلی و از نوش و نیش بیخبری ز علم غیر چہ از جہل خویش بے خبری
ہنوز جناب کو یہ خبر نہین کہ بعض غیوب جمیع اشیاء سے وسیع ہو سکتے ہین کیونکہ جمیع اشیاء
متناہی اور غیوب غیر متناہی اور نیز ہم خوب اچھی طرح ثابت کر آئے ہین کہ مفسرین کا نبی صلے
اللہ تعالے علیہ وسلم کی نسبت بعض غیب یا اُس کی مثل اور کوئی لفظ لکھنا اس عظمت کو منافی
نہین اس لئے کہ وہ بہ نسبت علم الٰہی کے لکھتے ہین اور بیشک تمام آسمانون اور زمینوں کے
غیوب جناب باری عز اسمہ کے علم کا ایک قطرہ ہین اور تمام مخلوق کا علم اُس کے مقابلہ مین
قلیل چنانچہ ارشاد ہوا وما اوتیتم من العلم الا قلیلا چونکہ ابتداء رسالہ ہذا مین اس مطلب
پر کافی بحث کر چکا ہون۔ اس لئے یہان چھوڑتا ہون یہی صاحب روح البیان جن سے آپ
نے بعض کا لفظ نقل کر کے اپنے مدعا کو جو اس سے کوسون دور ہے ثابت کرنا چاہا ہے اسی
تفسیر روح البیان کی جلد سادس صفحہ ۳۴۰ مین فرماتے ہین وکذا احاط علمہ محیط بجمیع
المعلومات الغیبیۃ الملکوتیۃ کما جاء فی حدیث اختصام الملئکۃ اس عبارت سے مصرح
ہے کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا علم جمیع معلومات غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہے پھر کیا انہی صاحب روح البیان
نے اس علم سے انکار کیا ہے۔ نہین نہین۔ ہرگز نہین۔ آپ سے اُس عبارت کے سمجھنے مین خطا
ہوئی۔ اب یہ بھی ملحوظ رہے کہ اسی آیۂ ما کان اللہ کے شان نزول مین محی السنۃ امام
بغوی نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا
کہ مجھ پر میری اُمت کی صورتین پیش کی گئین جیسے کہ آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھیں۔ اور

مجھے معلوم ہوگیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا جب یہ خبر منافقین کو پہنچی تو وہ تمسخر سے
کہنے لگے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو گمان ہے کہ وہ جانتے ہین کہ کون اُنپر ایمان لائیگا اور کون کفر کریگا
اُن لوگوں مین سے جو ابھی نہین پیدا ہوئے اور آیندہ پیدا کیے جائینگے یہ تو بڑی بات ہے ہم
تو اب موجود ہین وہ بتائین کہ ہم مین سے کون مومن اور کون کافر ہے یہ خبر سُنکر آنحضرت
صلے اللہ تعالے علیہ وسلم منبر پر تشریف لیگئے اور اللہ کی حمد وثنا کر کے فرمانے لگے کہ اُن لوگوں کا
کیا حال ہے جنہون نے میرے علم مین طعن کیا آج سے قیامت تک کوئی شے ایسی نہین
جسکو مجھ سے تم دریافت کرو اور مین تمہین نہ بتا سکون اب سے قیامت کی جس چیز کو چاہو
مجھ سے دریافت کرو مین تمہین اس کی خبر دونگا۔ پس عبد اللہ بن حذافہ نے کھڑے ہو کر
کہا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے فرمایا حذافہ۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے
ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ہم اللہ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے قرآن کے
امام ہونے آپ کے نبی ہونے پر راضی ہوئے پس ہماری تقصیر معاف فرمایئے چنانچہ
وہ حدیث یہ ہے قال السدی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرضت علی
امتی فی صورھا فی الطین کما عرضت علی آدم واعلمت من یومن بی ومن یکفر بی فبلغ ذلک المنافقین
قالوا استھزاء زعم محمد صلے اللہ علیہ وسلم انہ یعلم من یومن بہ ومن یکفر ممن لم یخلق
بعد ونحن معہ وما یعرفنا فبلغ ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقام علی المنبر فحمد اللہ
واثنی علیہ ثم قال ما بال اقوام طعنوا فی علمی لا تسألونی عن شیء فیما بینکم وبین
الساعۃ الا انباتکم بہ فقام عبد اللہ بن حذافۃ السہمی فقال من ابی یا رسول اللہ
قال حذافۃ فقام عمر فقال یا رسول اللہ رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا وبالقرآن
اماما وبک نبیا فاعف عنا عفا اللہ عنک فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فھل انتم
منتھون ثم نزل عن المنبر۔ مخالف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۸ پر آیہ شریفہ قل لا اقول لکم عندی خزائن
اللہ ولا اعلم الغیب نقل کر کے آنحضرت سراپا برکت (صلی اللہ تعالے علیہ وسلم) سے علم
غیب کی نفی کرنا چاہی ہے اور یہ محض اُنکا خیال ہے آیت سے اس مدعا پر استدلال محال ہے
یہان جو نفی ہے وہ غیب ذاتی کی ہے یا تواضعاً نفی کی گئی تفسیر خازن مین ہے انما نفی عن نفسہ

حضور کو اپنی امت کے مومن و کافر کی اطلاع

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دعویٰ ہے کہ آج سے قیامت تک جو چاہو سوال کرو

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قیامت تک کے علوم کا دعویٰ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سوال

مجموعۃ الفتاوی مطبوعہ لاہور اور رسالہ عیدیہ اور تقویۃ الایمان وغیرہ رسائل مخالفین میں بھی یہی شبہ پیش کیا گیا ہے یہان اسکا جواب کافی دیا گیا ہے حضرات بغور ملاحظہ فرمالین ۱۲

مخالف کے اقوال کا رد — مخالفین کا شبہ اور اس کا جواب

له یہ حدیث تفسیر خازن جلد اول صفحہ ۳۴۳ مین بھی موجود ہے ۱۲

الشریفۃ ھذہ الاشیاء تواضعا للہ تعالیٰ واعترافا بالعبودیۃ تفسیر عرائس البیان میں ہے (ولا اعلم الغیب) وتواضع حین اقام نفسہ مقام الانسانیۃ بعد ان کان اشرف عن خلق اللہ من العرش الی الثریٰ واطھر من الکروبیین والروحانیین خضع الجبروت وخشع فی ابواب ملکوتہ ان عبارتون سے آفتاب کی طرح روشن ہے کہ آیت میں نفی بطریق تواضع ہے اس لئے استدلال کرنا اور اسکو حجت وسند بنا کر پیش کرنا نہایت عجیب وغریب ہے۔ تمام علمار کا دستور ہے کہ وہ اپنے لئے ہیچمیرز اور ہیچمدان اور اسی قسم کے انکسار کے الفاظ تحریر فرمایا کرتے ہین ان الفاظ سے استدلال کر کے جو شخص اُنکے علم کا انکار کرے لایعقل نہین تو کون ہے تفاسیر مین صاف فرمایا کہ حضور نے تواضعا نفی فرمائی اُسکو حضور کے عدم علم کی دلیل بنانا کیسی دون ہمتی اور فرومایگی ہے۔ علاوہ برین آیت مین علم غیب کی نفی ہی کب ہے نفی ہے تو قول و دعوے کی۔ یہی تو فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرما دیجئے کہ مین تم سے یہ نہین کہتا اور دعوےٰ نہین کرتا کہ میرے پاس خزائن الٰہیہ ہین اور مین غیب کا عالم ہون۔ تفسیر علامہ ابوالسعود مین ہے ولا اعلم الغیب عطف علی محل عندی خزائن اللہ ای ولا ادعی ایضا انی اعلم الغیب الخ (کذا فی روح البیان) ان تفاسیر سے صاف معلوم ہو گیا کہ حضور نے دعوےٰ کی نفی فرمائی دعوے کی نفی علم کی نفی کو کب مستلزم ہے مین دعوےٰ نہین کرتا کہ مین غیب کا عالم ہون اس کے یہ معنی کس طرح ہو سکتے ہین کہ مجھے غیب کا علم ہی نہین۔ بلکہ مطلقاً دعوے کی بھی نفی نہین ہے جس کی طرف لکم مشیر ہے۔ خطاب کفار و مشرکین سے ہے تفسیر خازن مین ہے قل یا محمد لھؤلاء المشرکین لا اقول لکم تو مطلب آیہ کا یہ ہوا کہ فرما دیجئے اے حبیب مکرم علیہ الصلوٰۃ ان کفار و مشرکین سے کہ مین تم سے یہ دعوےٰ نہین کرتا کہ میرے پاس خزائن الٰہیہ ہین اور نہ یہ کہ مین غیب جانتا ہون اور فے الواقع نااہل کب اس قابل ہین کہ اُنکے سامنے ایسے دعوے کئے جائین دکیا دا ہیہ بھی اپنے آپ کو اُن ہی نااہلون مین سے سمجھتے ہین ؟) علامہ نیشاپوری تفسیر رغائب القرآن مین فرماتے ہین۔ (قل لا اقول لکم) لم یقل لیس عندی خزائن

اللہ لیعلم ان خزائن اللہ وھی العلم بحقائق الاشیاء وماھیاتھا عندہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولکنہ یکلم الناس علی قدر عقولہم ولا اعلم الغیب ای لا اقول لکم ھذا مع انہ قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علمت ماکان وما سیکون یعنی اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب مکرم آپ کفار ومشرکین سے فرما دیجئے کہ اے کفار نابکار میں تم سے یہ دعوے نہیں کرتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں یہ نہیں فرمایا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے نہیں (بلکہ یہ فرمایا کہ میں تم سے نہیں کہتا) تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کے خزانے حضور کے پاس ہیں۔ لیکن حضور لوگوں سے بقدر انکے عقل وفہم کے کلام فرماتے ہیں اور وہ خزانے تمام چیزوں کی حقیقت وماہیت کا علم ہے اس کے بعد ارشاد ہوا، ولا اعلم الغیب یعنی میں تم سے یہ دعوے نہیں کرتا کہ مجھے غیب کا علم ہے باوجودیکہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ خود فرماتے ہیں کہ جو کچھ ہوچکا ہونیوالا ہے سب کا علم مجھے عطا ہوا۔ اب ان تفاسیر کی عبارات پر غور فرماکر انصاف فرمائیے کہ جانب مخالف نے ان آیات سے حضور کے علم کے انکار پر استدلال کرنے میں کیسا ظلم صریح کیا ہے۔ توضیح کو عدم علم کی دلیل بنانا اور عدم دعوے سے عدم علم پر استدلال کرنا کس درجہ کی انتہائی جہالت ہے۔

باب ہشتم: مخالف کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بدء الخلق سے قیامت تک کے ماکان وما یکون کے علم کا اقرار ہے۔

قولہ علمت ماکان وماسیکون میں جو لفظ کان ماضی کا صیغہ ہے یہ باعتبار اپنے حدوثی معنی کے زمانۂ گذشتہ پر دلالت کرتا ہے اس سے گذشتہ زمانہ میں ان چیزوں کا تحقق ثابت ہوتا ہے اگر علم انہی چیزوں کے ساتھ متعلق ہوا ہے جیسا کہ علمت ماکان وماسیکون سے واضح ہے تو وہ علم ازلی نہیں کیونکہ نہ خود زمانہ ہے نہ زمانیات کا ظرف الخ

اقول

لطیفہ: ماکان اور ما سیکون کی بحث

اس موقع پر جانب مخالف کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے علم سے جو زمانہ سے متعلق ہے۔ یعنی بدء الخلق سے قیامت تک جس کا زید کو دعوے ہے انکار نہیں اور نہ باوجود اس صراحت کے انکار ہو سکتا ہے مگر اسی رسالہ میں انہی حضرت کی تقاریر سے انکار بھی ملیگا۔ یہ اک جیرتناک قصہ ہے رہا اس موقع پر جناب کا کان کے معنی میں حدث طبع کو صرف فرمانا اسکو

بھی ملاحظہ فرمائیے کہ عجب سے خالی نہ ہوگا۔ چونکہ اس موقع پر عربیت سے بحث کرنے میں طول ہوتا ہے اس لئے اس سے درگذر کر کے یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر جانب مخالف کے فرمانیکے بموجب تسلیم کر لیا جائے کہ لفظ کان زمانہ گذشتہ پر ہی دلالت کرتا ہے اور اُس سے گذشتہ زمانہ میں زمانی چیزوں کا ثبوت ہوتا ہے تو آیہ شریفہ ویخافون یوما کان شرہ مستطیرا میں کیوں کر لفظ کان زمانہ گذشتہ پر دلالت کرے گا کہ یہاں تو استقبال پر دال ہے اور آیہ کریمہ کیف نکلم من کان فی المھد صبیا میں اگر جانب مخالف کے فرمانے کے بموجب کان سے زمانہ گذشتہ مراد لیا جاوے تو حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کا معجزہ ثابت ہو سکے اس لئے حضرت مریم نے حضرت عیسےٰ (علیہم السّلام) کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ان سے دریافت کر لو تو یہودیوں نے کہا کہ ہم کیوں کر ایسے شخص سے دریافت کریں کہ جو اپنے ہنڈولے میں بچّہ ہے یہاں وہی لفظ کان ہے ذرا جانب مخالف صاحب اب ماضی کا صیغہ فرما کر مطلب تو کہیں اور آیہ شریف وکان اللہ بکل شیئ علیما میں بھی اگر حسب رائے جانب مخالف کے کان زمانہ ماضی میں زمانی چیزوں کے ثبوت کے لئے ہو تو نعوذ باللہ خدائے کریم کے اوصاف علم وغیرہ بھی زمانی ہو جائیں گے بلکہ بعض مواضع میں کان کو اس معنی پر محمول کرنے سے وجود الٰہی کو بھی ایسا ہی کہنا پڑے گا چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کان اللہ ولم یکن معہ شیئا اب اس حقیر کا التماس ہے کہ مؤلف رسالہ اعلاء کلمۃ الحق توبہ کریں کہ اُنھوں نے اعتراض کرنیکے شوق میں ایک ایسی ناز یبا تقریر کی جس سے ازلیت صفات الٰہی کا اور معجزہ نبی کا بلکہ خود وجود الٰہی کا انکار لازم آتا ہے۔ ایسی دقتیں جب ہی پیش آتی ہیں جبکہ آدمی باوجود علم نہ ہونے کے محض طباعی سے مسائل دینیہ میں دخل دے اور اسی لئے سرور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا اتا نیا یہ کہ محدثین کے نزدیک یہی متقرر و مشہور ہے اور جمہور کا یہی مذہب ہے کہ لفظ کان دوام و استمرار کے معنی میں آتا ہے۔ چنانچہ یہی شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالےٰ اشعۃ اللمعات شرح مشکواۃ شریف جلد اول صفحہ ۱۲۰ میں فرماتے ہیں۔ در لفظ کان محدثان را سخن است مقرر و مشہور

درمیان جمہور آنست کہ افادۂ دوام واستمرار میکند۔ بس جناب نے کس طرح سے علم نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے موقع پر کان کا زمانی ہونا ضروری سمجھ لیا ہے حضرت محض ایجاد سے کام نہ لیجے کہ دین کے مسائل مین نہایت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ فقیر اس موقع پر اس بحث کو اختصار کے لئے چھوڑتا ہے کہ مقربان بارگاہ زمانہ مین فرق نہین کرتے جیسا کہ احادیث سے ثابت اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے مصرح ہے رہا جانب مخالف کا سیکون کو سین کی وجہ سے استقبال قریب کے لئے بتانا تو یہ خود ظاہر ہے کہ جب یکون کو زمانہ سے تعلق کامل ضرور نہین تو سین اُسپر داخل ہوکر اپنا پورا اثر کرے یہ بھی کچھ ضرور نہین پھر نہ معلوم کہ جانب مخالف کے نزدیک سین کیا معنی دیتا ہے اور کس موقع پر کسطرح اپنے معنی بتاتا ہے۔ بہ تقدیر استقبال قریب مراد ہونے کے اُس کے قرب کی کیا حد ہے۔ آیا ایک دن یا دو دن یا چھ مہینے قریب اور اُس سے زیادہ زمانہ بعید ہے یا کیا پہلے قرب اور بعد کی مقدار سمجھانی ضرور ہے تاکہ دریافت ہوجائے کہ اس سے بر تقدیر لحاظ معنی قرب کے کتنا زمانہ مفہوم ہوتا ہے۔ شاید آپنے کبھی سُنا ہو کہ رب العزۃ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا اقتربت الساعۃ وانشق القمر قریب آئی قیامت اور پھٹ گیا چاند اور فرمایا یرونہ بعیدا ونراہ قریبا کفار قیامت کو دور سمجھ رہے ہین اور ہم قریب جان رہے ہین بلکہ فرمایا اقترب للناس حسابھم وھم فی غفلۃ معرضون قریب آیا اُن کے لئے اُنکا حساب اور وہ غفلت میں روگردان پڑے ہین دیکھیے کہ رب العزۃ ساعۃ و حساب کو قریب بتا رہا ہے اور زید کا دعوے اسی قدر تھا کہ بدء الخلق سے یوم آخر تک کا کام تمام ماکان و مایکون حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو عطا ہوا ہے پھر اس کے قرب سے اُس کے دعوے مین کیا بعد پیدا کیا۔ شاید جانب مخالف کہ نہایت ذہین ہین اپنی کمال ذہانت سے یہ وہم تراش لین کہ لفظ قرب جو خاص نزدیکی کے معنی کے لئے وضع کیا گیا ہے اتنی وسعت رکھتا ہے کہ قیامت و حساب تک کے لئے اطلاق کیا جائے مگر سین اسپر دلالت کرتا ہے کہ ہرگز قیامت تک کی وسعت نہین بلکہ وہ زمانہ جسپر بعض مدخول سین دلالت کرتا ہے ایک دو دن سے زیادہ نہین۔ اس لئے ہین دو ایک مثالین اس کی بھی پیش کرون کہ جس فعل پر سین داخل ہوا

جانب مخالف کی خوش فہمی -

سیکون مین سین کے قریب پر دلالت کرنیکی بحث -

اُس میں بھی قیام قیامت تک تو داخل ہی بلکہ اُس سے بھی زیادہ چنانچہ پروردگار عالم نے
ان لوگوں کے بارے میں کہ جو ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں ارشاد فرمایا ان الذین
یاکلون اموال الیتٰمٰی ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا وسیصلون سعیرا
یعنی بے شبہہ جو لوگ یتیموں کے مال ناحق کھاتے ہیں جز این نیست کہ وہ کھاتے ہیں اپنے پیٹوں
میں آگ اور قریب ہی کہ وہ داخل ہونگے آگ میں **دوسری آیت** ساُرھقہ صعودا
یعنی اب چڑھاؤنگا اُسے بُری چڑھائی اور ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ صعود آگ کا ایک پہاڑ ہی اُس پر ستر برس چڑھایا جاتا ہے پھر گرایا جاتا ہے
تیسری آیت ساُصلیہ سقر یعنی قریب ہے کہ داخل کرونگا میں اُسکو سقر میں اور
سقر جہنم کا نام ہے اِن تینوں آیتوں میں جو وعید فرمائی ہی اُن میں مضارع کے صیغہ پر سین
داخل ہی جو جانب مخالف کے نزدیک قریب معنی کے لئے آتا ہی اِس سے معلوم ہوتا ہی کہ اُس
قرب میں بھی اتنا بُعد ہے کہ اُسکا تحقق بعد قیام قیامت کے ہوگا غرضکہ جب سین کی داخل
ہونے کے بعد بھی اُسمیں اتنا قرب نہ پیدا ہوا کہ جس سے علم الی یوم القیٰمۃ کی نفی ہو سکتی تو
زید کے قول کا کیا رد ہوا۔ اس کے علاوہ اور بہت سی تحقیقات اس مسئلہ سین کے متعلق
تھی جو بنظر اختصار چھوڑ دی گئی۔

قولہ علمت ما کان وما سیکون کے یہ معنی ہوئے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے فرمایا جان لیا میں نے جو کچھ زمانہ گذشتہ میں ہوگیا اور جو عنقریب زمانہ آئندہ میں
ہوگا۔ وہ حدیث ہی اور یہ معنی ہیں۔ **اقول** ذرا تو انصاف فرمایئے جب زید کا بھی یہی مدعا ہی
کہ آنحضرت سراپا برکت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو اللہ جل جلالہٗ نے دُنیا میں جو کچھ ہوا اُسکا یا جو کچھ
آئندہ ہوگا حتّٰی کہ بدء الخلق یعنی ابتدائے آفرینش یعنی مخلوق کے پیدا ہونیکے وقت سے لیکر جنت اور
دوزخ میں داخل ہونے تک تمام احوال اور اُمت کا سب خیر وشر تعلیم فرمایا اور آپ بھی اس
وقت بھی تسلیم فرما رہے ہیں۔ پھر کیا ضرورت رسالہ تحریر کرنے کی ہوئی کہ بیفائدہ کاغذ
سیاہ کئے چند مسئلہ غلط لکھکر اُن کا بار گردن پر لیا علماء کی جناب میں گستاخیاں کیں
تیسرا آپ تسلیم فرماتے ہو۔ اب ہی اپنی تمام گذشتہ حرکتوں سے توبہ کرو۔

صیغہ مضارع پر سین کیا معنی دیتا ہے

وہم جانب مخالف جانب مخالف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۴ پر جو وہم کیا ہے اُس کا حاصل یہ ہو کہ آیہ شریفہ وعلمک مالم تکن تعلم کے نزول کے بعد بھی وحی نازل ہوئی تو اگر اس آیہ شریفہ ہی سے جمیع اشیاء کا علم آن حضرت سراپا برکت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے لئے ثابت ہو تو نزول وحی اس آیہ شریفہ کے نزول کے بعد کیوں ہوا۔ اور اُس کا کیا فائدہ ہو؟ اللہ اللہ کیا عجب تقریر ہے بھلا ان حضرات کو ابھی تک خبر نہیں کہ کلام اللہ میں احکام مکرر نازل ہوئے ہیں آیتیں مکرر آئیں کئی سورتوں کا نزول علماء نے مکرر بتایا ہی پھر کیا اور جو شبہ بیان کر کے علم نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا انکار کیا ہو وہی شبہ ان آیتوں میں کر کے ان کے کلام اللہ ہونیکا انکار کرنا ممکن ہے خدا محفوظ رکھے ایسے تعصب سے کہ جو حق اور ناحق میں تمیز نہ ہونے دے ایسی خرافات تو کب اس قابل تھی جس کی طرف توجہ کی جاتی مگر صرف اس نظر سے کہ لوگ دھوکہ نہ کھائیں ایک عبارت لکھی جاتی ہے جس سے معلوم ہو جائے گا کہ آیات کے نزول میں بھی تکرار ہوتی ہے اور کیوں اور کس لئے مشکوٰۃ شریف کی حدیث معراج کے جملہ فاعطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوٰۃ الخمس واعطی خواتیم سورۃ البقرۃ کی شرح میں علا علی قاری رحمہ الباری اپنی کتاب مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں تحریر فرماتی ہیں یشکل ھکذا ایکون سورۃ البقرۃ مدینۃ وقصۃ المعراج بالاتفاق مکیۃ یعنی معراج میں خواتیم سورہ بقر دیتے جانے پر یہ اشکال آتا ہو کہ سورہ بقر مدنی ہے مدینہ میں نازل ہوئی اور قصہ معراج بالاتفاق مکی ہے کہ معراج مکہ سی ہوئی تو جب خواتیم سورہ بقر معراج میں عطا ہو چکی تھی تو پھر مدینہ میں انکا نزول کیوں ہوا اور اس کی کیا فائدہ یہ اعتراض بعینہ جانب مخالف کا سا اعتراض ہے اس کے جواب میں مُلا علی قاری رح یہی فرماتے ہیں کہ حاصلہ انہ ما وقع تکرار الوحی فیہ تعظیما لہ واھتماما بشانہ فاوحی اللہ الیہ فی تلک اللیلۃ بلا واسطۃ جبریل وھذا یتوان جمیع القرآن نزل بواسطۃ جبریل اب ثابت ہوا کہ اول شب معراج میں بلا واسطہ وحی ہوئی پھر بواسطہ جبریل علیہ السلام کے تعظیم اور اہتمام شان حضور

اعتراض اور اس کا جواب وعلمک مالم تکن تعلم ربی المفین کا

سہم الغیب والازالۃ الخفار رسائل جو مخالفین کے ہیں ان میں یہ شبہہ لکھا ہو یہاں سب کا جواب دیا گیا ہو۔

نزول وحی کے لئے یہ ضرور نہیں کہ اس سے پہلے اسکا علم نہ ہو۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے وحی نازل ہوئی۔ پس صاحب عقل دریافت کرسکتا ہے کہ ایسے اعتراض پر بنا تعصب و عناد ہیں۔ تفسیر مدارک التنزیل مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲ میں ہے (فاتحۃ الکتاب) مکیۃ وقیل مدنیۃ والاصح انہا مکیۃ ومدنیۃ نزلت بمکۃ حین فرضت الصلوٰۃ ثم نزلت بالمدینۃ حین حولت القبلۃ الی الکعبۃ۔ اب جانب مخالف سے استفسار ہے کہ سورۂ فاتحہ دوسری مرتبہ جب مدینہ میں نازل ہوئی تو اس کے نزول سے کچھ فائدہ ہوا یا نہیں فما ھو جوابکم فھو جوابنا۔ علاوہ بریں قرآن عظیم وحی دایم مستمر اور الی یوم القیمۃ اس کا ایک ایک لفظ امت مرحومہ کے لئے قراءۃً وسماعۃً وکتابۃً وحفظاً ونظراً وفکراً بیشمار برکات کا مثمر اور ائمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا استنباط احکام میں پہلا مرجع ومفزع اور جسقدر سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علوم حاصل ہوئے مجتہدین واولیاء وعلما کو بھی اسی قدر کافی ہونا اور اپنی استعداد کے لائق قرآن عظیم سے اخذ علوم کے لئے زیادہ کی حاجت نہ پڑنا محض باطل وممنوع علاوہ بریں یہ اس تقدیر پر ہے کہ علم تمامی تعلیم کو زمانہ نزول آیہ سے پہلے منقضی ہوجانے پر دلالت کرے حالانکہ یہ ممنوع نہیں خود قرآن پاک میں ارشاد ہوا۔ نزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ جسوقت یہ آیت اتری تمام کتاب نازل ہوچکی تھی اس کے بعد کچھ نہ اترا ولکن النجدیۃ قوم یجہلون جانب **مخالف** نے یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ظہار کے مسئلہ میں بعد کفارہ کے عود کا جائز ہونا معلوم نہیں تھا یہ اعتراض جانب مخالف ہی کے قول سے رد ہوتا ہے چنانچہ وہ اپنے رسالہ اعلاء کلمۃ الحق کے صفحہ ۳۶ میں تفسیر خازن سے یہ عبارت نقل کرکے فرماتے ہیں (وعلمک مالم تکن تعلم یعنی من احکام الشرع و امور الدین) تو ہمارے شرع کے احکام اور دین کے کام مراد ہوئے انتہےٰ بلفظہٖ اب فرمایئے کہ جب آپکے نزدیک بھی اس آیۂ شریفہ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے شرع کے احکام کا علم ثابت ہے تو پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعد کفارہ کے عود کا جائز ہونا ایک شرعی حکم ہے کیوں معلوم نہ تھا۔ جانب مخالف اسی رسالہ کے صفحہ ۳۸ میں فرماتے ہیں۔

مسئلہ ۹ ظہار کے متعلق جانب مخالف کا اعتراض اور اس کا جواب

علمك ما لم تكن تعلم میں ما سے وہی امور حقہ اور کلمات حکمیہ اور احکام شرعیہ اور علوم کمالیہ جو شان مصطفوی کے شایان اور ختم رسالت کے سزاوار ہیں مراد ہیں اِس سے بھی معلوم ہوا کہ آیۂ شریفہ (علمك ما لم تكن تعلم) سے ثابت ہی کہ آن حضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو تمام احکام شرعیہ کی تعلیم ہوئی اس لئے کوئی حکم شرعی ایسا نہین ہی جو شان مصطفوی کے شایان[1] نہ ہو پس لامحالہ تمام احکام شرعی کا علم آن حضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو ہونا جانب مخالف کو بھی مسلم اور اُن کے نزدیک اس آیۂ شریفہ سے ثابت لیکن تعجب ہی کہ پھر یہ کہدیا کہ بعض احکام شرعیہ کا علم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس آیۂ کے نزول تک نہ تھا اب صاحبان عقل انصاف فرمائیں کہ ایک جگہ اس آیت نے تمام احکام شرعیہ کا علم سرور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے تسلیم کرلیا اور پھر اُسی کا انکار کرجانا کسی ذی ہوش کا کام ہے اور لیجئے جانب مخالف کو یہ وہم ہوا کہ کوئی عام ایسا نہیں ہی جو خاص نہ کرلیا گیا ہو اور امام شافعی رحمہ اللہ کا مقولہ (ما من عام الا وقد خص منه البعض) استدلال میں پیش کیا اس سے معلوم ہوا کہ مستدل صاحب کو کتب دینیہ کے دیکھنے کا کبھی اتفاق نہین ہوا۔ اور اگر ہوا بھی تو تعصب نے سمجھنے سے محروم رکھا اسلئے کہ کتب اُصول فقہ میں جہاں یہ قاعدہ مذکور ہی وہین اسکا رد بھی ہی اور یہ مصرح ہے کہ حنفیونکے نزدیک یہ قاعدہ معتبر نہین اور نہ شافعیون کے نزدیک اُس کی کلیۃ صحیح اسلئے کہ اگر ہر عام خاص ہوجائے تو وضع کیا معتبر اور لغت کیا قابل اعتبار رہے جس صیغہ کو واضع نے عموم کیلئے وضع کیا وہ اگر کبھی عموم کے لئے استعمال نہ کیا جائے تو واضع کی وضع کس کام آئے تمام صحابہ اور تابعین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین عمومات قرآن سے استدلال کرتے آئے ہین ذرا نور الانوار صـ ۶۸ ملاحظہ ہو (وقوله قطعا رد على الشافعي حيث ذهب الى ان العام ظني لانه ما من عام الا وقد خص منه البعض فيحتمل ان يكون مخصوصا منه البعض وان لم نقف عليه فيوجب العمل لا العلم كخبر الواحد والقياس) نقول لهذا

مخالفین کا یہ قول کہ عام مخصوص البعض ظنی ہے اور اس کا جواب۔

یہ شبہہ مولوی محمد ادریس صاحب نے رسالہ تحقیق الحق میں اور مولوی عبدالحمید بریلوی نے سہام الغیب میں اور دیگر حضرات نے بھی اپنی تصانیف مین کیا ہے۔

[1] مگر معترض کی فہم سے کچھ بعید نہین جو یہ کہہ بیٹھے کہ بعض احکام شرعیہ شان مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شایان نہین

احتمال ناش بلا دلیل وھو لا یعتبر واذا خص عند البعض کان احتمالا ناشیا
عن دلیل فیکون معتبرا فعندنا العام قطعی فیکون مساویا للخاص اور قمر الاقمار
میں مسطور ہے (قولہ وھذا الاحتمال الخ) توضیحہ ان دلالۃ صیغ العموم علی
العموم بحسب الوضع فانہ قد تواتر ان الصحابۃ رضوان اللہ علیھم یستدلون
بالعمومات ولا یحتاجون الی القرائن فلو لم یکن تلک الالفاظ موضوعۃ
للعموم لاحتیج فی فھم العموم الی القرائن ودلالۃ اللفظ علی المعنی بدون
ظھور القرینۃ الصارفۃ قطعی وما ھذا الا احتمال الانصراف عن
المعنی الموضوع لہ فھو ناش بلا دلیل فلا یعتبر والا یلزم ان
لا یقطع بمطلوب فی جمیع العقود والفسوخ وان یرتفع الامان
عن اللغۃ والحس فیقال لا یجوز اکل ما فی بیتک لاحتمال ان یکون
غیر ملکک ولا یحکم علی شیء بشیء لاحتمال ان یکون ھو غیرہ وما
ابصرناہ یحتمل ان یکون غیر مبصر لنا وھذا کلہ سفسطۃ فاحتمال التخصیص فی
کل خاص ثم اذا لم یضر ھذا فی قطعیۃ الخاص کما مر لم یضر ذلک فی قطعیۃ
العام ایضا اور توضیح مطبوعہ مطبع نولکشور کے صہ۱۷ میں مسطور ہے ای عندنا
ھو قطعی مساو للخاص وسیجیئ معنی القطع فلا یجوز تخصیصہ بواحد
منھما مالم یخص بقطعی لان اللفظ متی وضع لمعنی کان ذلک المعنی
لازما لہ الا ان تدل القرینۃ علی خلافہ فلو جاز ارادۃ البعض بلا
قرینۃ لارتفع الامان عن اللغۃ والشرع بالکلیۃ لان خطابات الشرع
عامۃ و الاحتمال الغیر الناشی عن دلیل لا یعتبر فاحتمال الخصوص
ھٰھنا کاحتمال المجاز فی الخاص فالتاکید یجعلہ محکما اور اس کے تحت تلویح
میں مسطور ہے ھذا جواب عما قال الواقفیۃ انہ یؤکد بکل واجمع وایضا
عما قال الشافعی انہ یحتمل التخصیص فنقول نحن لا ندعی ان العام لا احتمال
فیہ اصلا فاحتمال التخصیص فیہ کاحتمال المجاز فی الخاص فاذا اکد یصیر محکما

ای لا یبقٰی فیہ احتمال اصلاً لا ناش عن دلیل ولا غیر ناش فان قیل احتمال
المجاز الذی فی الخاص ثابت فی العام مع احتمال اٰخر وھو احتمال التخصیص فیکون
الخاص کالنص والعام کالظاھر قلنا لما کان العام موضوعاً للکل کان
ارادۃ البعض دون البعض بطریق المجاز وکثرۃ احتمالات المجاز لا اعتبار
بھا الخ اور تلویح کے صد۲ میں موجود ہے قولہٖ لکن عند الشافعیؒ قد سبق
ان القائلین بان العام یوجب الحکم فیما تناولہ منھم من ذھب الی ان
موجبہ ظنی ومنھم من ذھب الی انہ قطعی بمعنی انہ لا یحتمل الخصوص احتمالاً
ناشیاً عن الدلیل تمسک الفریق الاول بان کل عام یحتمل التخصیص و
التخصیص شائع فیہ کثیراً بمعنی ان العام لا یخرج عنہ الا قلیلاً بمعونۃ القرائن
کقولہٖ تعالٰی ان اللّٰہ بکل شیئٍ علیم و اللّٰہ ما فی السمٰوٰت والارض
حتی صار بمنزلۃ المثل انہ ما من عام الا وقد خص منہ البعض وکفٰی بھذا
دلیلاً علی الاحتمال وھذا بخلاف احتمال الخاص المجاز فانہ لیس بشائع
فی الخاص شیوع التخصیص فی العام حتی ینشأ عنہ احتمال المجاز فی کل
خاص فان قیل بل لا معنی لاحتمال المجاز عند عدم القرینۃ لان وجود القرینۃ
المانعۃ عن ارادۃ الموضوع لہ ماخوذ فی تعریف المجاز قلنا احتمال القرینۃ کان
فی احتمال المجاز وھو قائم اذ لا سبیل للقطع بعدم القرینۃ الا نادراً ولما
کان المختار عند المص ان موجب العام قطعی استدل علی اثباتہ اولاً وعلی
بطلان مذھب المخالف ثانیاً واجاب عن تمسکہ ثالثاً اما الاول فتقریرہ ان
اللفظ اذا وضع لمعنی کان ذلک المعنی لازماً ثابتاً بذلک اللفظ عند اطلاقہ حتی
یقوم الدلیل علی خلافہ والعموم مما وضع لہ اللفظ فکان لازماً قطعاً حتی
یقوم دلیل الخصوص کالخاص یثبت مسماہ قطعاً حتی یقوم دلیل المجاز
واما الثانی فتقریرہ انہ لو جاز ارادۃ بعض مسمیات العام من غیر قرینۃ
لارتفع الامان عن اللغۃ لان کل ما وقع فی کلام العرب من الالفاظ

العامۃ تحتمل الخصوص فلا یستقیم ما یفہم السامعون من العموم وعن الشرع لان عامۃ خطابات الشرع عامۃ فلو جوزنا ارادۃ البعض من غیر قرینۃ لما صح فہم الاحکام لصیغۃ العموم الخ اور تلویح کے حاشیہ صہ ۴۲ میں مسطور ہے ۵۴ قولہ ما من عام الا وقد خص منہ البعض قیل ہذا المثال لا یخلو اما ان یکون مخصصا اولا فعلی الاول لا یکون حجۃ وعلی الثانی یکون مناقضا واجیب عنہ باختیار الشق الاول لانہ مخصص بعدم التخصیص مع انہ مخصص من بین العموم بانہ لا تخصیص بخلاف سائر الفاظ العموم وہو مردود بان ہذا المثال ایضا مخصص بالمخرج مثل قولہ تعالیٰ ان اللہ بکل شیئ علیم وقولہ تعالیٰ وللہ ما فی السموٰت والارض عن عمومہ والحق فی الجواب ان یقال انہ محمول علی المبالغۃ والحاق القلیل بالعدم فیصح مو صل الدلیل وان لم یصلح للاستدلال بالاستدلال اور مسلم الثبوت میں ہے قد اشتہر ما من عام الا وقد خص منہ البعض وقد خص بنحو واللہ بکل شیئ علیم اور اسی مسلم الثبوت میں قطعیت عام کی بحث میں مسطور ہے لنا انہ موضوع للعموم قطعا فہو مدلولہ وثابت بہ قطعا کالخاص الا بدلیل واستدل ولو جاز ارادۃ البعض بلا دلیل لارتفع الامان عن اللغۃ والشرع الخ اور شرح مسلم الثبوت میں علامہ بحر العلوم عبارت اول کے متعلق یہ فرماتے ہیں قد اشتہر ما من عام الا وقد خص منہ البعض وقد خص ہذا العام بنحو قولہ تعالیٰ ان اللہ بکل شیئ علیم حتی صار مثلا فالعموم مغلوب والخصوص غالب والمغلوب ہو المجاز فالعموم مجاز وقولہ وقد خص فع لما یتوہم التشکیک بان ہذہ القضیۃ مبطلۃ لنفسہا فانہا ایضا مشتملۃ علی العموم ووجہ الدفع ان ہذا عام مخصوص فلا یبطل اور یہی علامہ عبد العلی بحر العلوم عبارت دوم کی شرح میں فرماتے ہیں لنا انہ موضوع للعموم قطعا للدلائل القطعیۃ التی مرت فہو ای العموم مدلولہ وثابت بہ قطعا لان اللفظ لا یحتمل غیر الموضوع لہ کالخاص الا بدلیل

صادق عنه وح لا نزاع فی الخصوص اعتراض علیه ان ثبوت المدلول للفظ
قطعاً مطلقاً عموداً نما یثبت لو لم یحتمل الانصراف عنه بدلیل وههنا قد دل
کثرة التخصیص حتے صار ما من عام الا وقد خص منه البعض مثلاً علی ان احتمال
التخصیص قائم فی کل عام عام ان ارید ان الدلالة علی العموم لا زمة
قطعاً فلا کلام فیه انما الکلام فی الارادة ولیست لازمة قطعاً للکثرة المذکورة
والجواب عنه ان من ضروریات العربیة اللفظ المجرد عن القرینة الصارفة انظام
یتبادر منه الموضوع له ولا یحتمل غیره فی العرف والمحاورة ومن اراد منه غیر
الموضوع له ینسب الی المکروه واما کثرة وقوع التخصیص بالانواع المختلفة
حسب اقتضاء القرائن الصارفة لا یورث الاحتمال فی العام المجرد اصلاً والکلام
ههنا فی العام المجرد عن القرائن فلا مجال للاحتمال کالخاص فان قلت کثرة
وقوع التخصیص قرینة علی احتماله قلنا انما یصح الکثرة لو کانت بحیث یکون
کثیر الاستعمال فی بعض معین بحیث نفهم مع عدم الصارف کما اذا صارت
الحقیقة مهجورة او المجاز متعارفاً ولیس الامر ههنا کذلك فان کثرة
التخصیص فی العام لیست الا بان یراد فی استعمال بعض بالقرینة وفی بعض آخر
بقرینة اخری فلا یکون هذه الغلبة قرینة وهل هذا الا ما یکون للفظ خاص
معان مجازیة یستعمل فی کل منها مع قرینة ولا یصلح هذه الکثرة قرینة وایضاً
نقول لو کان الکثرة قرینة للتخصیص لما صح ارادة العموم اصلاً فی عام وهذا
خلاف رائکم ایضاً فاحفظ هذا فانه بالحفظ حقیق اور بعد ایک تقریر طویل کے
لکھتے ہیں وثالثاً ان غایة ما لزم منه ان بقاء العموم مغلوب من المخصص والمغلوب
انما یحمل علی الاغلب اذا کان مشکوکاً ولیس العام الواقع فی الاستعمال المجرد
عن القرینة الصارفة مشکوکاً فی عمومه کیف وقد دلت الادلة القاطعة علی
انه موضوع للعموم والضرورة العربیة شهدت بان اللفظ المجرد عن القرینة
یتبادر منه الموضوع له ولا یخطر بالبال معناه المجازی البتة فتامل فانه دقیق

لا یتجاوز الحق عنہ اور غایۃ التحقیق شرح حسامی کے ص۱۱ میں مسطور ہے ثم صیغۃ العموم موضوعۃ لہ وحقیقۃ فیہ فکان معنی العموم ثابتا بہا قطعا حتی یقوم الدلیل علی خلافہ۔ یہ تو حنفیون کی تقریرین تھین جن سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ عام اپنے عموم پر رہیگا جب تک کہ دلیل اس کے خلاف پر قایم نہ ہو۔ اب شافعیوں سے سنیئے کہ وہ بھی اس امر کو تسلیم نہین کرتے کہ ہر عام مین تخصیص کا احتمال ہے بلکہ انھون نے اس بارہ میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ قاعدہ احکام فرعیہ کے بارہ میں ہے اور احکام فرعیہ کی سوا ہر جگہ یہ قاعدہ جاری نہین ہوتا چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رح نے اتقان کے صفحہ ۲۴۴ میں فرمایا العام علی ثلثۃ اقسام الاول الباقی علی عمومہ قال القاضی جلال الدین البلقینی ومثالہ عزیز اذ ما من عام الا ویتخیل فیہ التخصیص فقولہ تعالیٰ یا ایہا الناس اتقوا ربکم قد یخص منہ غیر المکلف وحرمت علیکم المیتۃ خص منہ حالۃ الاضطرار ومیتۃ السمک والجراد وحرم الربا خص منہ العرایا وذکر الزرکشی فی البرہان انہ کثیر فی القرآن واورد منہ واللہ بکل شیء علیم وان اللہ لا یظلم الناس شیئا ولا یظلم ربک احدا واللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم اللہ الذی خلقکم من تراب ثم من نطفۃ اللہ الذی جعل لکم الارض قرارا قلت ہذہ الآیات کلہا فی غیر الاحکام الفرعیۃ فالظاہر ان مراد البلقینی انہ عزیز فی الاحکام الفرعیۃ وقد استخرجت من القرآن بعد تفکر آیۃ فیہا وہی قولہ حرمت علیکم امہاتکم الآیۃ فانہ لا خصوص فیہا اب روشن ہوگیا کہ قاعدہ وما من عام الا وقد خص منہ البعض جس سے جانب مخالف نے کریمہ وعلمک ما لم تکن تعلم کے ما کے عام مخصوص البعض ہونے پر تمسک کیا ہے نہ علمائے حنفیہ کے نزدیک درست ہے نہ شافعیہ کے نزدیک حتے کہ یہ قاعدہ احکام فرعیہ مین بھی کلیہ نہین جیسا کہ اوپر کی عبارت سے ظاہر ہے پس اس موقع پر کہ یہ آیۃ شریفہ علم نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی مثبت ہے اور اس

قاعدہ ما من عام الخ نہ علماء حنفیہ کے نزدیک درست نہ شافعیہ کے نزدیک صحیح

آیہ سے وہ مسئلہ دریافت ہوتا ہی جو احکام فرعیہ کا غیر ہے تو یہان اس میں شافعیون کے نزدیک بھی احتمال تخصیص کا نہین ہے بلکہ اوپر کی عبارت سے ثابت ہوا کہ عام افادہ عموم میں قطعی ہے اس لئے اس آیۂ شریفہ سے آنحضرت سراپا رحمت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے لئے جمیع اشیاء کا علم قطعی طور پر ثابت ہوا اب ضرور ہوا کہ جانب مخالف اس آیت کا ناسخ لائے مگر نہ لاسکے گا اور ہرگز نہ لاسکے گا اس لئے کہ اخبار کا نسخ ناممکن ہے۔ اب ذرا غور فرمائیے کہ جانب مخالف اپنے اس قاعدہ و مامن عام الخ پر کہانتک جمتا ہی جس سے آیت کو خاص کر کے تنقیص علم نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کرتا تھا۔ ہان ذرا کوئی سنے تو مردمیدان قرآن شریف میں ہی لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ یعنی خدا ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینون میں ہے کیا جانب مخالف کو جرأت ہے کہ یہاں بھی ما کو اپنے قاعدہ مامن الخ سے خاص کر کے کہدے کہ بعض چیزیں اللہ کی ہین بعض نہین (نعوذ باللہ من ذلک) کیا ہمت ہے کہ ان اللہ بکل شیء علیم کو بھی اسی قاعدہ سے خاص کر کے لکھ ڈالے کہ اللہ کو بھی بعض چیزونکا علم نہین (معاذ اللہ) پس جب قرآن شریف مین وہی ما کا کلمہ اس قاعدہ سے خاص نہین کیا جاسکتا تو آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم سے کیا دشمنی ہی کہ اُن کا علم گھٹانے کو وہی کلمۂ ما اُسی قرآن شریف میں اسی مردود قاعدہ سے خاص کیا جاتا ہے جو بالکل نامعتبر ہے اور جس کی کلیت کسی طرح ٹھیک نہین جو خود باطل ہے جس کو قرآن شریف ہی مین جاری نہین کیا جاتا۔ رہا آیہ وما علمناہ الشعر الآیہ کو قرینۂ تخصیص بنانا یہ صحیح نہین اسلئے کہ یہ آیت نافی علم نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہین ہے جیسا کہ پہلے مذکور ہوچکا ہی۔ اب جانب مخالف کا یہ کہنا کہ آنحضرت علوم ضارہ کے ساتھ کیونکر متصف ہوسکتے ہین۔ اس کا جواب بھی گذرچکا اور جانب مخالف نے اپنی کتاب کے صـ۳۹ پر لکھا ہے۔ **قولہ** آنحضرت علی الصلوٰۃ والسلام نے خود زبان فیض ترجمان سے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ دُنیا کے امور مین تم مجھ سے زیادہ جاننے والے ہو۔

اقول یہ کسی حدیث مین نہین بلکہ جانب مخالف نے اپنی طبیعت کے زور سے

(جانب مخالف کے قاعدہ مامن الخ سے لازم آتا ہو کہ بعض چیزیں اللہ کی ہوں اور بعض غیر کی اور اللہ تعالیٰ کو بعض اشیاء کا علم ہو بعض کا نہ ہو (معاذ اللہ))

ایجاد کر دیا غالباً حدیث تلقیح کے ترجمہ میں تصرف بیجا کیا۔ اب مین وضاحت کے لئے اس حدیث کو مع شرح ملا علی قاری رحمہ اللہ کے نقل کرتا ہون شرح شفا قاضی عیاض کے صفحہ ۲۰ جلد اول میں علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے روشن معجزات میں سے یہ ہی کہ اللہ تعالے نے آپکے واسطے معارف جزئیہ اور علوم کلیہ اور مدرکات ظنیہ اور یقینیہ اور اسرار باطنہ اور انوار ظاہرہ جمع کئے اور آپ کو دنیا و دین کی تمام مصلحتوں پر اطلاع علیکم خاص کیا اسپر یہ اشکال وارد ہوسکتا ہی۔ ایک مرتبہ حضرت نے ملاخطہ فرمایا کہ انصار تلقیح نخل کر رہے تھے یعنی خرما کی نر کی کلی کو مادہ کی کلی میں رکھتے تھے تاکہ وہ حاملہ ہو اور پھل زیادہ آئے آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر ایسا نہ کرتے تو شاید بہتر ہوتا لوگون نے چھوڑ دیا بس پھل نہ آئے یا کم اور خراب آئے تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے دینوی کامون کو خوب جانتے ہو اس اشکال کے جواب میں کہا گیا کہ آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے خود گمان فرمالیا تھا اور کوئی وحی اس بارہ میں نازل نہ ہوئی تھی شیخ سنوسی رح نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے انکو خرق وخلاف عوائد پر برانگیختہ کرنے اور باب توکل کی طرف پہنچانے کا ارادہ کیا تھا انہون نے اطاعت نہ کی اور جلدی کی تو حضرت نے فرمادیا کہ تم اپنے دنیا کے کام کو خود ہی جانو۔ اگر وہ سال دو سال اطاعت کرتے اور تلقیح نہ کرتے اور امر نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا امتثال کرتے تو انھیں تلقیح کی محنت نہ اٹھانی پڑتی چنانچہ وہ عبارت یہ ہی (ومن معجزاته الباهرة اى اياته الظاهرة (ما جمعه الله له من المعارف) اى الجزئية (والعلوم) اى الكلية والمدركات الظنية واليقينية والاسرار الباطنة والانوار الظاهرة (وخصه) من الاطلاع على جميع مصالح الدنيا والدين) اى ما يتعلق باصلاح الامور الدنيوية والاخروية واستشكل بانه صلے الله تعالے عليه وسلم وجد الانصار يلقحون النخل فقال لو تركتموه فتركوه فلم يخرج شيئا او خرج شيصا فقال انتم اعلم بامور دنياكم واجيب بانه كان ظنا منه

حدیث تلقیح پر مخالفین کا شبہ اور اس کا جواب

حضور کو دنیا و دین کا علم عطا ہوا۔

لا وحیاد قال الشیخ سیدی محمد السنوسی اراد ان یحملهم علی خرق العوائد فی ذلك الی باب التوکل واما هنالك فلم یمتثلوا فقال انتم اعرف بدنیاکم ولو امتثلوا وتحملوا فی سنۃ او سنتین لکفوا امر هذه المحنۃ اب علامہ سنوسی کی تقریر سے ظاہر ہوگیا کہ آں حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے جیسا فرمایا تھا وہ حق اور سچا تھا اگر اُس کے موافق عمل کیا جاتا تو بیشک تمام تکلیفیں رفع ہوجاتیں جو تلقیح میں اُٹھانی پڑتی ہیں چنانچہ علامہ علی قاری رحمۃ الباری اسی شرح شفا کی جلد ثانی میں صفحہ [illegible] ۱۳۳ پر تحریر فرماتے ہیں وعندی انہ علیہ السلام ما اصاب فی ذلك الظن ولو ثبتوا علی کلامہ لفاقوا فی الفن ولارتفع عنهم کلفۃ المعالجۃ فانما وقع التغیر بحسب جریان العادۃ الا تری ان من تعود باکل شیء او شربہ یتفقده فی وقتہ واذا لم یجده یتغیر عن حالہ فلو صبروا علی نقصان سنۃ او سنتین لرجع النخیل الی حالۃ الاول وربما کان یزید علی قدره المعول وفی القصۃ اشارۃ الی التوکل وعدم المبالغۃ فی الاسباب وغفل عنہ ارباب المناظرۃ من الاصحاب واللہ اعلم بالصواب شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ نے یہ فرما کر کہ آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ و علی آلہ واصحابہ وسلم کو اس طرف التفات نہ تھا یہ فرمایا کہ والا وے صلے اللہ تعالے علیہ وسلم داناترست از ہمہ در ہمہ کارہائے دنیا و آخرت . فصل الخطاب میں علامہ قیصری سے نقل کیا ہے کہ آں حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم پر زمین و آسمان میں کچھ ذرہ بھر بھی پوشیدہ نہیں اگرچہ بشریت کے اعتبار سے یہ فرمادیں کہ تم دُنیا کا کام خوب جانتے ہو ۔ عبارت فصل الخطاب کی یہ ہے ولا یعزب عن علمہ صلے اللہ علیہ وسلم مثقال ذرۃ فی الارض ولا فی السماء من حیث مرتبتہ وان کان یقول انتم اعلم بامور دنیاکم پھر کسی سادہ لوح کا یہ کہنا کہ حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا کہ دُنیا کے امور میں تم مجھ سے زیادہ جاننے والے ہو بالکل ناانصافی ہے ۔ بھلا (مجھ سے) کس لفظ کا ترجمہ ہے ۔ جانب مخالف نے اسکو قرینۂ تخصیص بنایا ہے کوئی پوچھے کہ کتاب کے عموم کی

تخصیص خبر واحد سے ہوسکتی ہے اور خبر واحد بھی ایسی جس سے وہ مراد حاصل نہیں جسکے لئے جانب مخالف نے اس کو نقل کیا۔

این گل دیگر شگفت - جانب مخالف کو تخصیص عام میں وہ جوش آیا کہ کریمۂ السارق والسارقة فاقطعوا ایدیھما جزاء بما کسبا نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم میں بھی ما کو خاص کر ڈالا اور یہ کہدیا **قولہ** اگر اس عام کو ظاہر سے نہ پھیریں اور خاص کسب سرقہ مراد نہ لیں تو لازم آتا ہے کہ جس سارق نے سرقہ کے ساتھ زنا بھی کیا اور شراب خمر وغیرہ مختلف منہیات شرعیہ کا مرتکب ہوا سب کی جزا اس فقط قطع ید کافی ہوجاوے انتہی ملخصًا۔

اقول - کسی اسلامیہ مدرسہ کا ایک چھوٹا سا لڑکا جو اصول شاشی شروع کر چکا ہو سنتے ہی کہدیگا کہ اس آیہ میں ما کو اصولیوں نے عام کہا اور اس کے عموم سے استدلال کر کے مسائل دینیہ نکالے ہیں مجھے تعجب ہے کہ جانب مخالف کیسے عقلمند ہیں جنہوں نے ایسی بجریات لکھی سنو صاحب سارق کے معنے شاید آپکو معلوم نہیں ہیں۔ وہ اسم فاعل ہے اور اسم فاعل اس اسم مشتق کا نام ہے کہ جو من قام بہ الفعل کیلئے وضع کیا گیا ہو تو سارق کا مدلول مطابقی من قام بہ السرقہ ہے اور اس کو سارق صرف سرقہ کے اسکے ساتھ قایم ہونے کی وجہ سے کہتے ہیں۔ پس سارق من حیث ہو سارق کا کسب بجز سرقہ یا اس کے متعلق کے اور کچھ ہو نہیں سکتا۔ زنا زانی کا فعل ہے نہ سارق من حیث ہو سارق کا وعلی ہذا القیاس پس سارق من حیث ہو سارق کا کسب جو کچھ بھی ہے وہ سرقہ یا متعلق سرقہ ہی ہے بے شک حد سرقہ جاری ہوگی اسی واسطے جناب باری تعالیٰ نے الرجل والمرأة فاقطعوا ایدیھما بعد سرقتھما جزاء بما کسبا نہ فرمایا کہ ما کو خاص کرنا پڑتا۔ اصول فقہ میں مصرح ہے ان القطع جزاء جمیع ما اکتسبہ السارق اس سے بھی ظاہر کہ سارق من حیث ہو سارق کا کسب بجز سرقہ اور اسکے متعلقات کے کچھ بھی نہیں اگر اسکا سمجھنا دشوار ہے تو کسی جاہل سے ہی دریافت کرلو کہ چور کا کیا کام ہے وہ فورًا کہدیگا کہ چوری۔ ابتو جانب مخالف کو بے قرینہ ہی عام کے خاص کر ڈالنے میں بڑی مشق ہوگئی ہے مجھے خوف ہے کہ کہیں

للہ مافی السمٰوٰت ومافی الارض کے ما کے عموم پر ہاتھ نہ صاف کریں اللہ ہدایت نصیب کرے۔ اس کے بعد جانب مخالف نے اور کچھ کاغذ بیفائدہ سیاہ کرکے یہ لکھا ہے

قولہ قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ ط وما یشعرون ایان یبعثون یعنی کہہ اے محمد صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کہ نہیں جانتا جو کوئی کہ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ غیب کی بات کو مگر اللہ تعالے جانتا ہے اور وہ نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جاویں گے

اقول اس آیہ شریفہ میں بھی نفی علم ذاتی ہی کی ہے اور یہی مطلب ہے کہ خود بخود نہیں جانتے یہ مطلب نہیں کہ بتانے سے بھی نہیں جان سکتے جیسا کہ عجیب الفہم جانب مخالف نے سمجھا ہے چنانچہ روض النضیر شرح جامع صغیر میں امام مناوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں اما قولہ لا یعلم فمفسر بانہ لا یعلمها احد بذاتہ ومن ذاتہ الا ھو امام نووی کے فتاوی میں ہے مسئلۃ ما معنی قول اللہ تعالی لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ واشباہ ذلک مع انہ قد علم ما فی غد من معجزات النبی علیہ الصلوۃ والسلام وفی کذا اما اولیاء رضی اللہ عنہم الجواب معناہ لا یعلم ذلک استقلالا و اما المعجزات والکرامات فحصلت باعلام اللہ لا استقلالا اور امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ کے فتاوے حدیثیہ میں ہے معناھا لا یعلم ذلک استقلالا وعلم احاطۃ بکل المعلومات الا اللہ تعالی واما المعجزات والکرامات فباعلام اللہ تعالے لھم علمت وکذا ما علم باجراء العادۃ شرح شفا خفاجی میں ہے ھذا لا ینافی الآیات الدالۃ علی انہ لا یعلم الغیب الا اللہ تعالی فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ و اما اطلاعہ علیہ باعلام اللہ تعالی فامر متحقق بقولہ فلا یظھر علے غیبہ احدا ان عبارات سے خوب واضح ہو گیا کہ آیہ شریفہ مسطورہ بالا میں علم بذاتہ ومن ذاتہ کی نفی کی ہے اور جو تعلیم الٰہی سے ہو اس کی نفی نہیں بلکہ ایسا علم انبیاء و اولیا کو حاصل ہے اور پچھلی عبارت نے تو فیصلہ کر دیا کہ جتنی آیتوں میں غیب کی نفی ہے ان کا یہی مطلب ہے کہ غیب بے واسطہ سوائے خداوند کریم کے اور کسی کے لئے نہیں لیکن بواسطہ تعلیم الٰہی بیشک انبیاء اور اولیاء کے لئے ثابت ہے چنانچہ کریمہ فلا یظھر علے غیبہ احدا الا من ارتضٰی

من رسول سے ظاہر ہے۔ حق تو بحمد اللہ تعالٰے واضح ہے مگر منکر منصب کی چشم بصیرت وا نہیں قولہ ان اللہ عندہ علم الساعۃ ج وینزل الغیث ج ویعلم مافی الارحام ج وماتدری نفس ماذا تکسب غدا ج وماتدری نفس بای ارض تموت ط ان اللہ علیم خبیرہ بیشک اللہ جو ہے اسی کے پاس ہے قیامت کی خبر اور برساتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے لڑکا لڑکی پورا ناقص اور نہیں جانتا کوئی نفس کہ کیا کمائی کریگا کل اور نہیں جانتا کوئی نفس کہ کس زمین میں مرے گا بیشک اللہ ہی سب جانتا ہے۔ خبردار۔

اقول۔ یہ آیہ شریفہ منکرین کی بڑی دستاویز ہے کہ اس کو ہمیشہ بے سمجھے پڑھ دیا کرتے ہیں اُن کے خیال میں یہ ہے کہ یہ آیت حضور اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے عالم جمیع اشیاء ہونے پر نص ہے فقیر جیساکہ بارہا کہہ چکا ہے کہ قرآن شریف میں اور نیز احادیث میں جہاں کہیں ایسے کلام میں اُن سے نفی اس علم کی مقصود ہے کہ جس پر دلیل نہیں اور جو حق سبحانہ تعالٰے نے خود تعلیم فرمائے ہیں اُن کی نفی کیونکر ہوسکتی ہے کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ ان آیات کا یہ مطلب ہے کہ کسی مخلوق کو غیب کا علم خداوند عالم جل شانہ کے بتانے پر بھی نہیں نعوذ باللہ یہ کوئی ہرگز نہیں کہہ سکتا۔ بیشک اُس نے جس کو تعلیم فرمایا اُس کے سامنے جمیع اشیاء ظاہر ہیں ہاں اگر یہ مدعا ہے کہ ان اشیاء کا علم بے تعلیم الٰہی کسی کو نہیں تو مسلم اور اگر یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالٰے جل شانہ کے بتانے سے بھی کسی کو معلوم نہیں ہوتا تو یہ سخت بیدینی ہے اور اگر یہ منشاء ہے کہ اللہ جل شانہ نے کسی کو ان اشیاء کا علم عطا ہی نہیں فرمایا تو بھی غلط چنانچہ مشکوٰۃ شریف۔ کی کتاب الایمان کی پہلی حدیث میں ہے کہ جب جبرئیل علیہ السلام نے سرور اکرم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے وقت قیام قیامت دریافت کیا تو آنحضرت سراپا رحمت صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے ما المسئول عنہا باعلم من السائل فرماکر یہی آیہ شریفہ جو جانب مخالف نے نقل کی تلاوت فرمائی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اشعۃ اللمعات میں یہ تحریر فرمایا۔ مراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل ہیچ کس اینہا را نداند آنہا از امور غیب اند کہ جز خدا

کسے آنرا نداند مگر آنکہ دوسے تعالےٰ از نزد خود کسے را بوحی و الہام بداناند۔ اب ایک فارسی داں بھی سمجھ سکتا ہے کہ جس کو جناب حق سبحانہ تعالیٰ نے یہ علم تعلیم فرما دیا اس سے اس آیت میں علم کی نفی نہیں ہے بلکہ صرف اسی شخص سے ہے جو اٹکل سے ان علوم کے جاننے کا مدعی ہو۔ علامہ ابراہیم بیجوری شرح قصیدۂ بردہ صفحہ میں فرماتے ہیں ولم یخرج صلے اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم من الدنیا الا بعد ان اعلمہ اللہ تعالے بھذہ الامور الخمسۃ کتاب ابریز صفحہ ۱۵۸ میں ہے قلت للشیخ رضی اللہ عنہ فان علماء الظاھر من المحدثین وغیرھم اختلفوا فی النبی صلے اللہ علیہ وسلم ھل کان یعلم الخمس المذکورات فی قولہ تعالے ان اللہ عندہ علم الساعۃ الایۃ فقال کیف یخفٰی امر الخمس علیہ صلے اللہ علیہ وسلم والواحد من اھل التصرف من امتہ الشریفۃ لا یمکنہ التصرف الا بمعرفۃ ھذہ الخمس یعنی میں نے اپنے شیخ عبد العزیز عارف رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ علماء ظاہر یعنی محدثین وغیرہ کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کو ان پانچ چیزوں کا علم تھا کہ جن میں آیہ ان اللہ عندہ علم الساعۃ الخ وارد ہوئی تو شیخ رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ ان پانچوں کا علم حضور پر کیسے مخفی رہ سکتا ہے جبکہ اک صاحب تصرف اُمتی کو بغیر ان پانچوں کے علم کے تصرف ممکن نہیں۔ اس عبارت نے واضح کر دیا کہ حضور اور حضور کے خدام ان پانچوں کے عالم ہیں خلاصہ یہ ہے کہ سرور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو اس عالم سے تشریف لیجانے کے قبل ان پانچوں چیزوں کا علم عطا ہو گیا تھا۔ چونکہ اب اختصار پر نظر ہے اس لیئے اس موقع پر صرف ان تین گواہوں پر کفایت کر کے مزید اطمینان کے لیئے جدا جدا ثابت کیا جاتا ہے ان پانچوں میں سے ہر اک کا علم سرور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے اور سوائے قیامت کے اور چیزوں کی خبریں لوگوں کو اکثر حضرت نے سنائی ہیں تفسیر روح البیان جلد ۲ کے صفحہ ۳۶۹ پر آیہ یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰھا کے تحت میں ہے قد ذھب بعض المشائخ الی ان النبی صلے اللہ

علیہ وسلم کان یعرف وقت الساعۃ باعلام اللہ تعالی وھو لا ینافی الحصر فی الآیۃ کما لا یخفی فتوحات وہبیہ شرح اربعین نوویہ کے صفحہ ۶۴ میں ہے فان قیل قولہ صلے اللہ علیہ وسلم بعثت انا والساعۃ کھاتین یدل علی ان عندہ منھا علما والآیات تقتضی ان اللہ تعالی متفرد بعلمھا فالجواب کما قال الحلیمی ان معناہ انا النبی الاخیر فلا یلینی نبی اخر وانما تلینی القیمۃ والحق کما قال جمع ان اللہ سبحانہ وتعالی لم یقبض نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام حتی اطلعہ علی کل ما ابھمہ عنہ الا انہ امرہ بکتم بعض والاعلام ببعض ان عبارتوں سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو وقت قیامت بتعلیم الٰہی معلوم تھا بلکہ آنحضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو اللہ تعالے نے ان تمام چیزونکا علم دیکر اس عالم سے اٹھایا کہ جن کو آپ سے مبہم رکھا تھا اور بعض علوم کے پوشیدہ رکھنے اور بعض کے ظاہر کرنے کا حکم دیا اور مینہ کے بارہ میں بھی آیت کے یہ معنی نہیں کہ بتعلیم الٰہی بھی کوئی مینہ برسنے کا وقت نہیں جان سکتا مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۷۳ میں ایک طویل حدیث ترمذی کی نواس بن سمعان کی روایت سے باب العلامات بین یدی الساعۃ میں رسول اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے یہ الفاظ مروی ہیں ثم یرسل اللہ مطرا لا یکن منہ بیت مدر ولا وبر جس سے صاف ظاہر ہے کہ بعد فتنہ یاجوج وماجوج کے اللہ تعالے ایک عالمگیر مینہ بھیجے گا جس سے کسی شہر یا گاؤں کا کوئی مکان خالی نہ رہے گا الخ اور اسی مشکوٰۃ شریف کے صد ۴۸۱ باب لا تقوم الساعۃ الا علی شرار الناس میں عبد اللہ بن عمرو کی روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں ثم یرسل اللہ مطرا کانہ الطل فینبت منہ اجساد الناس اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سب آدمی مرجائیں گے تو اللہ تبارک وتعالے مینہ کو بھیجے گا گویا کہ وہ شبنم ہے پس اُس مینہ سے آدمیوں کے جسم اُگیں گے۔ اب خوب ثابت ہوگیا کہ سرور اکرم نے مینہ برسنے کی خبر قبل از وقت سنائی اور قبل از وقت بھی کیسی سینکڑوں سال پہلے اب یہ بھی خیال رکھئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بدولت یہ دولت

آپ کے خادموں کو بھی میسّر ہے چنانچہ تفسیر عرائس البیان میں اسی آیت شریفہ کے تحت میں فرمایا ہے ولکن کثیرا ما سمعت من الاولیاء یقول یمطر السماء غدا او لیلا فیمطر کما قال کما سمعنا ان یحیی بن معاذ کان علی راس قبر ولی وقت دفنہ وقال لعامۃ من حضروا ان ھذا الرجل من اولیاء اللہ الٰھی انکنت صادقا فانزل علینا المطر قال الراوی فنظرت الی السماء وما رائت فیھا راحۃ سحاب فانشاء اللہ سبحانہ سحابہ مثل ترس فمطرت فرجعنا مبتلین خلاصہ یہ کہ میں نے اولیا سے یہ بہت سُنا ہے کہ کل کو مینہ برسے یا رات کو پس برستا ہے یعنی اسی روز کہ جس روز کی انہوں نے خبر دی ہے اور ہم نے سُنا ہے کہ یحیٰی بن معاذ ایک ولی کے دفن کے وقت قبر پر موجود تھے اور انہوں نے عام حاضرین سے کہا یہ شخص یعنی جو دفن کیے گئے ہیں ولی ہیں اور یا الٰہی اگر میں سچا ہوں تو مینہ برسا دے۔ راوی نے کہا کہ میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو بادل کا پتہ نہ تھا پس اللہ نے بادل پیدا کرکے مینہ برسایا کہ ہم لوٹ کر بھیگے ہوئے آئے۔

(۳) اور اسی طرح آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے مافی الارحام کی بھی خبر دی یعنی قبل پیدا ہونے کے بتا دیا کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی چنانچہ امام مہدی کے پیدا ہونے کی خبر جو آنحضرت نے سُنائی ہے اور صحیح حدیثوں میں مذکور اور عام لوگوں کی زبانوں پر ہے صاف بتا رہی ہے کہ آپ کو لڑکا پیدا ہونے کی خبر اس وقت سے ہے کہ جب نطفہ بھی باپ کی پیٹھ میں نہیں. بلکہ اس سے بھی بہت پہلے۔ ایسے ہی حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام حسین علی جدہ وعلیہ السلام کے پیدا ہونے کی خبر دی چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے ص۵۷۲ باب مناقب اہل بیت میں بروایت ام فضل وارد ہے کہ ام فضل نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے آج شب ایک نہایت ناپسند خواب دیکھا ہے فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ کیا عرض کیا کہ وہ بہت سخت ہے فرمایا کیا ہے عرض کیا میں نے دیکھا ہے کہ گویا ایک ٹکڑا حضور کے جسم کا کاٹا گیا اور میری گود میں رکھا گیا حضرت نے فرمایا کہ یہ خواب تو اچھا ہے انشاء اللہ تعالےٰ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا کے لڑکا ہوگا اور وہ تیری گود میں ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ الفاظ حدیث کے یہ ہیں
تلد فاطمۃ ان شاء اللہ غلاما یکون فی حجرک ذرا تفسیر عرائس البیان میں و یعلم ما فی
الارحام کے تحت صفحہ ۱۴۴ میں ملاحظہ کیجئے فرماتے ہیں و سمعت ایضا من بعض اولیاء اللہ
انہ اخبر ما فی الرحم من ذکر و انثیٰ و رایت بعینی ما اخبر حاصل یہ کہ میں نے بعض
اولیاء اللہ سے یہ بھی سنا کہ انہوں نے مافی الرحم کی خبر دی کہ پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی
اور میں نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا کہ انہوں نے جیسی خبر دی ویسا ہی وقوع میں آیا۔
ذرا بستان المحدثین حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ
کی ملاحظہ ہو کہ وہ صفحہ ۱۴۲ میں فرماتے ہیں نقل می کنند کہ والد شیخ ابن حجر را فرزند نمی زیست
کشیدہ خاطر بحضور شیخ رسید شیخ فرمود از پشت تو فرزندے خواہد برآمد کہ بعلم خود دنیا را پر کند
یعنی شیخ ابن حجر عسقلانی کے والد ماجد کی اولاد زندہ نہیں رہا کرتی تھی ایک روز
رنجیدہ ہو کر اپنے شیخ کے حضور میں پہنچے شیخ نے فرمایا کہ تیری پشت سے ایسا فرزند ارجمند
پیدا ہوگا کہ جس کے علم سے دنیا بھر جائیگی۔ چنانچہ ابن حجر پیدا ہوئے۔ اب ذرا انصاف فرمائیے
کہ ایک ولی کو تو خبر ہے کہ بیٹا ہوگا اور اس کا عالم ہونا بھی معلوم مگر رسول اللہ صلے اللہ تعالے
علیہ وسلم ہی کو خبر نہ ہوگی کہ پیٹ میں کیا ہے سبحان اللہ انصاف اور اسی طرح کل کی بات کا
جاننا۔ اس کے متعلق بھی تفسیر عرائس البیان صفحہ ۱۴۹ جلد ۲ میں یوں مسطور ہے بما سمعت
واقعۃ عن منھم قبل المجی یعنی میں نے اولیاء سے اکثر اگلے روز کا واقعہ قبل اس دن کے آنے کے
سنا ہے اور رسول اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے تو قیامت تک کی خبریں دیدیں۔ چنانچہ
مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۴۳ باب معجزات میں بروایت عمرو بن اخطب انصاری مروی ہے کہ انہوں
نے کہا کہ ہم کو ایک روز رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے امام ہو کر نماز
فجر پڑھائی پھر منبر پر چڑھکر ظہر تک خطبہ کیا پھر اتر کر نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھکر عصر تک خطبہ کیا
پھر اتر کر نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھکر غروب تک خطبہ کیا اور جو کچھ قیامت
تک ہونے والا ہے اس کی خبر دیدی۔ پس ہم میں وہی سب سے
زیادہ عالم ہے جو سب سے زیادہ یاد رکھنے والا ہے الفاظ حدیث کے

یہ ہیں صلی بنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوما ن الفجر وصعد علی المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلے ثم صعد المنبر حتی غربت الشمس فاخبرنا بما ھو کائن الی یوم القیمۃ قال فاعلمنا احفظنا رواہ مسلم دو چار باتیں ہوں تو گن لیں کہ حضرت نے فلاں کی خبر دی جب انہوں نے قیامت تک کے احوال بتا دیئے تو کہاں تک گنے جاویں لیکن مخالفین کی سختی دیکھ کر اس موقع پر ایک اور حدیث جس میں صاف لفظ غد موجود ہے نقل کیجاتی ہے تاکہ پھر کسی طور پر انکار کی مجال نہو وہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے یوم خیبر میں فرمایا کہ میں کل کو ضرور یہ جھنڈا ایسے شخص کو دونگا کہ اللہ اس کے ہاتھ پر فتح کرے گا[1] اور وہ شخص اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس شخص کو دوست رکھتے ہیں چنانچہ الفاظ اس حدیث کے کہ بروایت سہل ابن سعد سرور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں اور مشکوٰۃ شریف کے صفحہ ۵۶۳ باب مناقب علی بن ابی طالب میں موجود ہیں یہ ہیں قال یوم خیبر لاعطین ھذہ الرایۃ غدا رجلا یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ اور یہیں مخالفین کے اس شبہہ کا بھی جواب سن لینا چاہیئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کو جنہوں نے اپنے آبا مقتولین یوم بعاث کا مرثیہ گانے میں وفینا نبی یعلم ما فی غد کہدیا تھا فرمایا کہ اس قول کو چھوڑ دے اور جو کچھ کہہ رہی تھی وہی کہے جاؤ۔ یہ بھی وہابیوں کا ایک بڑا اعتراض ہے اس کو انکے مرشد نے تقویۃ الایمان میں بھی لکھا ہے۔ اور مولوی غلام محمد راندہیری نے غیبی رسالہ میں اور مخالفین نے اپنی اپنی تحریروں میں لکھا ہے چند کہ اوپر کی منقولہ عبارات سے منصف مزاج آدمی دریافت کر سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ما فی غد بتا دیا اور آپ کو اس کا علم تھا پھر یہ اعتراض قابل جواب نہیں مگر وثوق کے لیئے مرقاۃ المفاتیح سے اس کی شرح بھی نقل کیجاتی ہے و انما منع القائلۃ بقولہا وفینا نبی الخ لکراھۃ نسبۃ علم الغیب الیہ لانہ لا یعلم الغیب الا اللہ و انما یعلم الرسول

[1] چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ حدیث میں موجود ہے۔ ۱۲

من الغيب ما اعلمه او لكراهة ان يذكر في اثناء ضرب الدف واثناء مرثية القتلى لعلو منصبه لمحن ذلك اس سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کو اسواسطے منع کر دیا کہ انہوں نے غیب کی نسبت مطلقاً آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی طرف کر دی تھی درآنحالیکہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام بتعلیم الہی جانتے ہیں یا اس واسطے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے اس بات کو مکروہ جانا کہ دف بجانیمں آپکا ذکر کیا جائے یا مقتولین کا مرثیہ گانیمں آپ کی ثنا کیجائے اس لئے کہ یہ آپکے علوئے منصب کے خلاف ہے رہی یہ بات کہ کوئی نہیں جانتا کہ کہاں مریگا۔ اس کے متعلق بھی تفسیر عرائس البیان میں ملاحظہ کیجئے۔ وربما قالوا اني امرت بموضع كذا ومنهم ابو غريب الاصفهاني قدس الله روحه مرض في شيراز في زمان الشيخ ابي عبد الله بن حنيف قدس روحه وقال اذا مت في شيراز فلا تدفنوني الا في مقابر اليهود فاني سالت الله ان اموت في طرطوس فبرأ ومضى الى طرطوس ومات بها رحمة الله عليه حاصل یہ کہ اولیاء اللہ نے اکثر کہا ہے کہ میں فلاں جگہ مروں گا اور انہی میں سے ابو غریب اصفہانی رحمہ اللہ بھی ہیں کہ وہ بھی شیراز میں ابو عبداللہ بن حنیف رحمہ اللہ کے زمانہ میں مریض ہو کر کہنے لگے کہ اگر میں شیراز میں مروں تو مجھ کو مقابر یہود[1] میں دفن کرنا میں نے اللہ سے سوال کیا ہے کہ میں طرطوس میں مروں پس وہ اچھے ہو گئے اور طرطوس جاکر وفات پائی کیا اب بھی کسی مسلمان کو شک ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو یہ علم بعطائے الہی حاصل نہ تھا ہو آپکے امتیوں کیلئے بھی ثابت ہو گیا۔ خود ہمارے حضرت نے اپنی وفات کی جگہ بتا دی چنانچہ معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجتے وقت حضور صلے اللہ تعالے علیہ وسلم خود انکے ساتھ وصیت فرماتے ہوئے تشریف لائے اور جب وصیت فرما چکے تو فرمایا اے معاذ قریب ہے کہ اس سال کے بعد ہماری تمہاری ملاقات نہو اور شاید کہ تم میری اس مسجد اور قبر پر گزرو۔ یہ کلمہ جانگزا سنکر معاذ رضی اللہ تعالی عنہ فراق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال

---

[1] یعنی انہیں یقین تھا کہ ہمیں طرطوس جاکر موت آئے گی جبھی تو دعوے سے فرما دیا کہ اگر میں شیراز میں مر جاؤں تو مجھے یہودیوں کے گورستان میں دفن کرنا یعنی مجھے شیراز میں ہرگز موت نہ آئے گی منہ سلمہ اللہ تعالے۔

سے بیقرار ہو کر رونے لگے مشکوٰۃ شریف میں ہے وعن معاذ بن جبل قال لما بعثہ رسول اللہ
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی الیمن خرج معہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوصیہ
ومعاذ راکب ورسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یمشی تحت راحلتہ فلما فرغ
قال یا معاذ انک عسی ان لا تلقانی بعد عامی ھذا ولعلک ان تمر بمسجدی ھذا
وقبری فبکی معاذ جشعا لفراق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے علاوہ اور بہت سی
حدیثیں ان مضامین کو ثابت کرتی ہیں جنکے نقل کی اس مختصر میں گنجائش نہیں ولیائے احوال بھی بکثرت
ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے انکو یہ علوم عطا فرمائے ہیں شیخ ولی الدین
ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی اکمال فی اسماء الرجال صفحہ ۲۴ میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالے
کے حال میں لکھتے ہیں قال المزنی دخلت علی الشافعی فی علتہ التی مات فیھا
فقلت کیف اصبحت قال اصبحت من الدنیا راحلا وللاخوانی مفارقا ولکاس
المنیۃ شاربا ولسوء اعمالی ملاقیا وعلی اللہ واردا الخ یعنی مزنی نے کہا کہ جس مرض میں
امام شافعی رحمہ اللہ نے وفات پائی اسمیں میں اُنکے پاس گیا اور میں نے کہا کہ آپنے کس حال میں
صبح کی فرمایا اس حال کہ میں دُنیا سے سفر کرنیوالا ہوں۔ اپنے بھائیوں سے جدا ہونیوالا
ہوں موت کا جام پینے والا ہوں اپنے سوء اعمال سے ملنے والا ہوں۔ اللہ پر وارد
ہونیوالا ہوں۔ کہیے صاحب یہاں تو امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی وفات کی خبر دی اور آپ کو
ابھی سرور اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے علم میں بھی شبہ ہو اب بخوبی ثابت ہوگیا کہ اس
آیت سے نفی علم عطائی کی سمجھنا مخالفین ہی کا کام ہے اور اسی مضمون کے قریب قریب
ایک دوسری آیت جو ہر دم مخالفین کی زبانوں پر رہتی ہے اور جس سے بے محل استشہاد
کیا جاتا ہے یہ ہے وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو یعنی اللہ ہی کے پاس ہیں غیب
کی کنجیاں نہیں جانتا ہے کوئی اس کو مگر وہی اس آیت سے بھی نفی علم عطائی کی ثابت کرنا ظلم ہے۔
تفسیر عرائس البیان میں اسی آیہ کے تحت میں مسطور ہے قال الجریری لا یعلمھا الا ھو ومن یطلعہ
علیھا من صفی وخلیل وحبیب وولی یعنی جریری نے کہا کہ مفاتح غیب کو کوئی نہیں
جانتا مگر اللہ اور وہ شخص جس کو اللہ تعالے انپر اطلاع دے خواہ وہ صفی ہو یا خلیل یا حبیب یا ولی

اور اس سے چند سطر اوپر اسی تفسیر میں لکھا ہے و قولہ لا یعلمھا الا ھو ای لا یعلم الاولون والاخرون قبل اظہارہ تعالی ذالک لھم یعنی اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ظاہر کرنے کے پہلے کوئی نہیں جان سکتا۔ اب خیال فرمائیے کہ کیا اس آیت سے ثابت ہو گیا کہ اللہ کی تعلیم سے بھی ان علوم کا کوئی عالم نہیں ہو سکتا نہیں ہرگز نہیں بلکہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسکے اظہار کے بعد اسکے اولیاء و اصفیاء تک کو ان مفاتیح غیب کا علم حاصل ہو جاتا ہے چہ جائیکہ سید الانبیاء صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو۔

الباب الثانی

ہر چند کہ گزشتہ تحریر علم نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعت ثابت کرنیمیں کافی ہے اور غور کرنے والے کو اسمیں محل انکار نہیں لیکن وہابیہ کی عادت ہے کہ وہ لوگونکو چھوٹے چھوٹے نئے نئے شبہے بتلاتے رہتے ہیں اس لئے اس باب میں اُنکے شبہات کے مختصر جوابات لکھے جاتے ہیں تاکہ مسلمانوں کو آگاہی ہو اور وہابیہ کے اعتقادات سے بچیں۔ **شبہہ اول** قرآن شریف کی بعض آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب نہ تھا چنانچہ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب دوسری آیۃ لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر اسیر وال ہی **جواب** ان آیتوں سے حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم نہ ہونے پر دلیل لانا خود قرآن سے جاہل ہونیکی دلیل ہے یہاں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میں غیب جاننے کا مدعی نہیں تواضع ہے جمل حاشیہ جلالین جلد ۲ صفحہ ۲ میں تفسیر خازن سے نقل کیا ہے فان قلت قد اخبر صلی اللہ علیہ وسلم عن المغیبات وقد جاءت احادیث فی الصحیح بذالک و ھو من اعظم معجزاتہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم فکیف الجمع بینہ وبین قولہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر قلت یحتمل ان یکون قالہ علی سبیل التواضع والادب والمعنی لا اعلم الغیب الا ان یطلعنی اللہ علیہ ویقدرہ لی ویحتمل ان یکون قال

لہ کہدو اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں لہ اگر میں غیب جانتا ہوتا تو خیر زیادہ کر لیتا۔

بت غیبی رسالہ ید ... تقویۃ الایمان ... صفحہ ۲۸ ... اہل حدیث کا مذہب صفحہ ... میں ہے

[illegible]

ذالک قبل ان یطلعہ اللہ عز وجل علی علم الغیب اس عبارت کا حاصل مضمون یہ ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بکثرت مغیبات کی خبریں دیں اور یہ صحیح احادیث سے ثابت ہے اور غیب کا علم حضور کے اعظم معجزات میں سے ہے پھر آیہ ولو کنت اعلم الغیب الخ کے کیا معنی ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور نے اپنی ذات جامع کمالات سے علم کی نفی تواضعاً فرمائی اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ میں غیب نہیں جانتا مگر اللہ تعالے کے مطلع فرمانے سے اور اس کے مقدر کرنے سے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ علم غیب عطا ہونے سے پہلے لو کنت الآیۃ فرمایا ہو اور علم اس کے بعد عطا ہوا۔ غرضکہ یہ آیات حضرت محمد مصطفے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے غیب نہ جاننے پر دلیل نہیں یا آیات مذکورہ کا یہ مطلب ہے کہ بالذات اور بالاستقلال غیب کا علم کسی کو نہیں ہمارے حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے تو تعلیم الٰہی کے چنانچہ تفسیر نیشاپوری میں ہے ای قل لا اعلم الغیب فیکون فیہ دلالۃ علی ان الغیب بالاستقلال لا یعلمہ الا اللہ خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت اس امر کی دلیل ہے کہ بالاستقلال کوئی غیب کا عالم نہیں سوائے خدائے تعالے کے۔ علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض میں فرماتے ہیں وقولہ لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ واما اطلاعہ علیہ باعلام اللہ تعالے فامر متحقق قال اللہ تعالی عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول یعنی آیہ لو کنت الخ میں اس علم کی نفی ہے جو بے واسطہ ہو لیکن بواسطہ تعلیم الٰہی کے پس بیشک ہمارے حضرت کے لئے ثابت ہے جیسا کہ باری تعالے نے فرمایا عالم الغیب فلا یظھر الآیہ یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ آیہ شریفہ میں لفظ لو کنت اعلم اور لاستکثرت اور ما مسنی سب صیغے ماضی کے ہیں جو زمانہ گزشتہ پر دلالت کرتے ہیں آیت شریفہ کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر میں زمانہ گزشتہ میں غیب کو جانتا تو بہت سی خیر جمع کر لیتا اور مجھ کو برائی نہ پہنچتی۔ اگر جملہ عبارات مسطورہ بالا سے قطع نظر کر کے حسب زعم مخالف یہ فرض کر لیا جائے کہ اس آیہ شریفہ سے انکار غیب معلوم ہوتا ہے تو بھی ہمیں کچھ مضر نہیں اس لئے کہ اگر بالفرض آیت میں انکار ہے تو زمانہ گزشتہ میں حاصل ہونے کا انکار ہے کہ اگر میں پہلے غیب جانتا تو بہت سی خیر جمع کر لیتا اور برائی مجھ کو نہ پہنچتی۔ اس آیت میں اس

امر پر دلالت نہیں کہ میں اب بھی غیب نہیں جانتا یا آئندہ بھی مجھے اسکا علم نہوگا پس اگر آیت میں بیان ہے تو اُس وقت کا بیان ہے کہ جسوقت حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب پر اطلاع نہ دی گئی تھی نہ اسکے بعد کا جیسا کہ اوپر حاشیہ جمل کی عبارت سے واضح ہو چکا۔

شبہہ دوم قرآن شریف میں ہے ومنہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے ہمارے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے بعض انبیاء کا قصہ نہیں کیا پھر وہ تمام چیزوں کے عالم کیونکر ہوئے؟

جواب۲ آیۂ شریفہ کی یہ مراد ہے کہ بعض بواسطہ وحی جلی کے قصے نہیں کیا یہ علم نہونیکی دلیل نہیں اس لیئے کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بواسطہ وحی خفی کے اسپر مطلع فرمایا ہے چنانچہ ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد ۵ ص میں فرماتے ہیں ھذا لاینافی قولہ تعالےٰ (ولقد ارسلنا رسلا من قبلک منھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص علیک) لان المنفی ھو التفصیل والثابت ھو الاجمال والنفی مقید بالوحی الجلی والثبوت متحقق بالوحی الخفی ہمارے حضرت سید نا مولٰنا محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم نے فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی ہیں اور اُنمیں سے تین سو پندرہ رسول ہیں پس ہمارے حضرت کا انبیاء کی تعداد بتانا آیت کے منافی نہیں اس لیئے کہ آیت میں نفی تفصیل کی ہے اور اجمال ثابت ہے۔ یا آیت کی نفی وحی جلی کے ساتھ مقید ہے اور ثبوت وحی خفی سے متعلق ہے۔

شبہہ سوم کلام اللہ میں ہے لا تعلمھم نحن نعلمھم اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منافقین کے حال کی خبر نہیں۔

جواب۳ اول تو اس آیت سے یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ سرور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو بتعلیم الٰہی بھی منافقین کے حال کا علم نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تم منافقین کے حال کو اپنی فراست اور دانائی سے نہیں جانتے چنانچہ بیضاوی میں ہے خفی علیک حالھم مع کمال فطنتک وصدق فراستک مگر حضرت بتعلیم الٰہی ضرور جانتے ہیں چنانچہ جمل جلد ۲ ص ۱۰۰ میں ہے معنے الایۃ وانک یا محمد لتعرفن المنافقین فیما یعرضون بہ من القول من تھجین امرک وامر المسلمین وتقبیحہ والاستھزاء بہ فکان بعد ھذا لایتکلم منافق عند النبی

صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا عرفہ بقولہ ولیستدل البغوی کلا مہ علی فساد باطنہ ونفاقہ۔ وم یہ کہ یہ آیت پہلے نازل ہوئی اس کے بعد علم عطا فرمایا گیا چنانچہ اسی جمل میں تحت آیہ لا تعلمہم کے مسطور ہے فان قلت کیف نفی عنہ علمہ بحال المنافقین وثبتہ فی قولہ تعالے ولتعرفنہم فی لحن القول فالجواب ان ایۃ النفی نزلت قبل ایۃ الاثبات فلا تنافی کذا فی الخ پس اب ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم منافقین کے حال کے بھی عالم ہیں۔

شبہہ چہارم ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی الخ

مخالفین کی خوش فہمیوں نے انھیں اس امر پر آمادہ کر دیا کہ وہ یہ کہتے پھرتے ہیں کہ حضرت سراپا رحمت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو روح کا علم نہ تھا۔

جواب سبحان اللہ جانب مخالف کس درجہ عقیل ہیں بھلا یہ آیت کے کس لفظ کا ترجمہ ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو روح کا علم نہ تھا۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سے روح کی نسبت سوال کرتے ہیں تم کہدو کہ روح میرے رب کے امر سے ہے) اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت کو اسکا علم نہ تھا اب محققین کا فیصلہ اس امر میں کیا ہے وہ ملاحظہ فرمائیے امام محمد غزالی رحمۃ اللہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں ولا تظن ان ذلک لم یکن مکشوفا لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فان من لم یعرف نفسہ فکیف یعرف اللہ سبحانہ ولا یبعد ان یکون ذلک مکشوفا لبعض الاولیاء والعلماء یعنی گمان نہ کر کہ رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ ظاہر نہ تھا اس لئے کہ جو شخص روح کو نہیں جانتا وہ اپنے نفس کو نہیں پہچانتا اور جو اپنے نفس کو نہیں پہچانتا وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کو کیونکر پہچان سکتا ہے اور بعید نہیں ہے کہ بعض اولیاء اور علماء کو بھی اسکا علم ہو شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ جلد دوم میں فرماتے ہیں چہ گونہ جرأت کند

مومن عارف کہ نفی علم بحقیقت روح از سید المرسلین و امام العارفین صلی اللہ علیہ وسلم کند دادہ است

اورا حق سبحانہ تعالیٰ علم ذات و صفات خود و فتح کردہ بروے فتح مبین از علوم اولین و آخرین

روح انسانی چہ باشد کہ در جنب جامعیت وے قطرہ ایست از دریا و ذرہ ایست از بیدا ر

اس سے صاف ظاہر ہے کہ روح کا علم حضرت کے دریائے علم کا ایک قطرہ ہے اور حق تعالےٰ نے حضرت کو رحمت فرمایا

شبہہ پنجم کافروں نے حضرت عائشہ پر تہمت باندھی تھی حضرت کو نہایت رنج ہوا تھا جب بہت روزوں کے بعد خدا نے قرآن میں فرمایا کہ عائشہ پاک ہے کافر جھوٹے ہیں تب حضرت کو خبر ہوئی اگر آگے سے معلوم ہوتا تو کیوں غم ہوتا (از نصیحۃ المسلمین خرم علی بلہوری)

جواب سرمایۂ ناز مخالفین کا یہی شبہہ ہے جو ہر چھوٹے بڑے کو یاد کرا دیا گیا ہے اور اس بیباکی سے زبان پر آتا ہے کہ خدا کی پناہ۔ پھر اگر انصاف سے غور فرمایئے تو کھل جائے کہ بجز ابلہ فریبی کے اور کچھ نہیں اللہ ہوش درست نصیب فرمادے تو سمجھ لینا کچھ مشکل نہیں ہے کہ بدنامی ہر شخص کو غم کا باعث ہوتی ہے اور پھر جھوٹی بدنامی اگر اپنی بدنامی ہوتے دیکھیں اور لوگوں کے طعن سنیں اور یقیناً جانیں کہ جو ہمکو کہا جاتا ہے بالکل غلط اور سراسر بہتان ہے تو کیا حیاداروں کو رنج نہوگا اور جو ہوگا تو وہ انکی بدگمانی کی دلیل ہو جائیگا ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ حضرت سراپا رحمت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی نسبت کسی قسم کی بدگمانی نہ تھی۔ پھر غم کیوں تھا۔ صرف اس وجہ سے کہ کافروں کی یہ حرکت یعنی تہمت اور اُسکی شہرت پریشانی کا باعث ہو گئی تھی یہ وجہ غم کی تھی نہ اصل واقعہ کی ناواقفیت جیسا کہ سنہارا زمانہ کا خیال ہے **تفسیر کبیر جلد ۶** مطبوعہ مصر میں ہے فان قیل[1] کیف جاز ان تکون امرأۃ النبی کافرۃ کامراۃ نوح ولوط ولم یجز ان تکون فاجرۃ وایضا فلو لم یجز ذلک لکان الرسول اعرف الناس بامتناعہ ولو عرف ذلک لماضاق قلبہ لما سأل عائشۃ کیفیۃ الواقعۃ قلنا الجواب عن الاول ان الکفر لیس من المنفرات

[1] پس اگر کہا جاوے کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ انبیا علیہم السلام کی بیبیاں کافر تو ہوں جیسے کہ حضرت لوط اور نوح علیہم السلام کی مگر فاجرہ اور بدکار نہوا اور اگر یہ ممکن ہوتا کہ انبیا علیہم السلام کی بیبیاں فاجرہ ہوں تو رسول اللہ علیہ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ضرور معلوم ہوتا اور جب حضرت کو یہ معلوم ہوتا کہ نبیوں کی بیبیاں فاجرہ ہو ہی نہیں سکتیں تو حضور تنگدل نہوتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے واقعہ کی کیفیت دریافت نفرماتے تو پہلے بات کا جواب تو یہ ہے کہ کفر نفرت دینے والی چیز نہیں ہے مگر بی بی کا فاجرہ (بدکار) ہونا نفرت دلانیوالی چیز ہے لہذا ممکن نہیں کہ انبیا علیہم السلام کی بیبیاں فاجرہ (بدکار) ہوں دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کافروں کے اقوال سے تنگدل اور مغموم ہو جایا کرتے تھے باوجودیکہ حضور کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کفار کے یہ اقوال بالکل فاسد ہیں چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا لقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون یعنی ہم جانتے ہیں کہ آپ انکی بیہودہ باتوں سے تنگدل ہوتے ہیں تو یہ واقعہ بھی ایسا ہے یعنی حضور کا تنگدل ہونا محض کفار کی بیہودہ گوئی پر تھا باوجودیکہ حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو ان کی بیہودہ بکواس کا باطل اور جھوٹا ہونا معلوم تھا ۱۲ منہ

اما کونہا فاجرۃ فمن المنفرات والجواب عن الثانی انہ علیہ السلام کثیرا ما کان یضیق قلبہ من اقوال الکفار ومع علمہ بفساد تلک الاقوال قال اللہ تعالیٰ ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون فکان ھذا من ھذا الباب جب رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کافروں کے مفسدانہ اقوال سے تنگ ہوتے تھے جسکو خود حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے ولقد نعلم انک یضیق الآیۃ اور ان مفسدوں کے اقوال کے فساد کو جانتے بھی تھے اسی طرح اس موقع پر بھی کفار کی جھوٹی تہمت سے مغموم تھے اور یہ جانتے تھے کہ کافر جھوٹے ہیں صاحب تفسیر کبیر کی یہ تقریر نہایت معقول ہے ہر شخص جس کو زنا وغیرہ کی تہمت سے متہم کریں اور ہر جگہ اسی کا چرچا اسی کا ذکر ہو تو وہ شخص اور نیز اسکے اقارب باوجود اسکی پاکی کے اعتقاد کے بھی سخت مغموم و پریشان ہونگے یہی وجہ تھی کہ حضرت کو غم ہوا مگر مخالف عنید یا بدبخت پلید نہیں مانیگا جبتک دو الزام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی نہ لگائے ایک عدم علم کا اور ایک یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا پر بدگمانی کی جو شرعاً ناجائز ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تقوے اور متہمین کے منافق ہونے کیطرف کچھ توجہ نہ فرمائی۔ چاہیئے تو تھا گمان نیک اور کی بدگمانی معاذ اللہ تفسیر کبیر جلد ۶ میں ہے

وثانیہا[۱] ان المعروف من حال عائشۃ قبل تلک الواقعۃ انما ہو الصون والبعد عن مقدمات الفجور ومن کان کذالک کان الالیق احسان الظن بہ وثالثہا ان القاذفین کانوا من المنافقین واتباعہم وقد عرف ان الکلام العدو المفتری ضرب من الھذیان فلمجموع ھذہ القرائن کان ذلک القول معلوم الفساد قبل نزول الوحی۔

اگرچہ تفسیر کبیر کی عبارتوں سے یہ بات یقینی ہوچکی ہے کہ اس قصہ افک سے عدم علم نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر استدلال کرنا سخت بیحیائی ہے اور حضرت کو قبل از نزول وحی علم تھا کہ صدیقہ پاک ہیں پھر حضرت کا ظاہر نہ فرمانا بالکل عقل کے موافق ہے کہ کوئی اپنے قضیہ اور معاملہ کا خود فیصلہ نہیں کر لیتا

---

[۱] یعنی دوم یہ کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے پیشتر کے حالات سے ظاہر تھا کہ عائشہ مقدمات فجور سے بہت دور اور پاک ہیں اور جو ایسا ہو اُسکے ساتھ نیک گمان کرنا چاہیے سویہ کہ تہمت لگانیوالے منافق اور اُن کے اتباع تھے اور یہ ظاہر ہے کہ مفتری دشمن کی بات ایک ہذیان ہے پس بنابراں جمیع قرائن کے یہ قول بدترازبول جس سے مخالفوں نے مدد چاہی ہے نزول وحی سے قبل معلوم الفساد تھا۔ ۱۲ منہ

دوسرے وحی کا انتظار کہ فضیلت اور براءۃ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قرآن پاک سے
ثابت ہو تاکہ اس تہمت کا جتنا رنج ہوا ہے وہ سب کالعدم ہو کر مسرت تازہ حاصل ہو
مگر اب ہم ایک ایسی مضبوط دلیل لائیں جسکے بعد مجالِ گفتگو نہو حدیث افک جو بخاری
کی کتاب الشہادات باب تعدیل النساء بعضہن عن بعض میں ہے اسمیں ہے فقال
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من یعذرنی من رجل بلغنی اذاہ فی اہلی فواللہ ما
علمت علی اہلی الا خیرا وقد ذکروا رجلا ما علمت علیہ الا خیرا اس سے صاف ظاہر ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکی پر یقین تھا اور کفار
کی تہمت سے شبہہ تک نہیں ہوا اسی واسطے آپنے قسم کھاکر فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے اپنی اہل پر خیر کا یقین ہے
اب بھی اگر کوئی انکار کرے اور کہے کہ نہیں حضرت کو علم نہ تھا تو اس منکر متعصب کا دنیا میں تو کیا علاج
مگر میدان حشر میں انشاء اللہ اس بیباک کو ضرور اپنی اس بیباکی کی سزا ملیگی کہ سرور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے جس چیز پر قسم کھاکر فرمادیا کہ میں خیر جانتا ہوں۔ یہ دشمن دین اسی کو کہے کہ وہ نہیں
جانتے تھے معاذ اللہ۔ مومن کامل کے لیے تو اتنا ہی کافی تھا کہ جب بدگمانی شرعاً جائز نہیں تو
سرور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہرگز شبہہ بھی نہ تھا اس لیے کہ آپ معصوم ہیں یہ ممکن ہی نہیں کہ آپ
حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر یا کسی پر بدگمانی کریں مگر اتمو معاند کے لیے بھی بحمد اللہ تعالیٰ
حدیث و تفسیر سے ثابت ہوا کہ حضرت کو اس واقعہ سے ناواقفیت نہ تھی نہ حضرت صدیقہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت کوئی بدگمانی اور آپکے پرتو فیض سے جو صحابہ کرام رضوان اللہ
تعالیٰ علیہم اجمعین کے سینوں میں جلوے نظر آئے اور انھوں نے بوقت مشاورت بیان فرمائے
اس مختصر میں گنجائش نہیں کہ مذکور ہوسکیں اور حضرت سرور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا حضرت صدیقہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف ایک مدت تک توجہ فرمانا بھی انکی طرف بدگمانی کی دلیل نہیں ہوسکتا
بلکہ حالت غم کا منشائے بے التفاتی ہے اور اگر خدا حق بین آنکھ عطا فرمائے تو حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا کی طرف چند روز توجہ نہ فرمانے میں وہ بھید نظر آئیں جو مومن کی روح کے لیے
راحت بے نہایت ہوں۔ انتظار وحی میں محبوبہ کی طرف توجہ نہ فرمانا وحی دیر میں آئی
اگر فوراً آجاتی تو کافروں کی اتنی شورش نہوتی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو صبر پر

ثواب زیادہ ہوتا رہا اور امتحان بھی ہو گیا کہ کیسی صابرہ ہیں۔ ادھر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کا امتحان کہ علم سے سینہ بھر دیا۔ واقعہ سامنے کر دیا۔ جملہ حالات حق سبحانہ تعالیٰ نے
پیش نظر فرما دیے۔ اُدھر کافروں نے جھوٹی تہمت لگائی۔ اب دیکھنا ہے کہ محبوب
محبوبہ یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کی تہمت پر باوجود علم کے صبر کر کے اللہ جل شانہ
کرتے ہیں جو لائق شان کامل کے ہے یا کفار کے طعن سے بیقرار ہو کر سینہ کا خزا
شاید تھوڑی دیر صبر ہونا ممکن ہوا اور زیادہ دیر تک صبر نہ کر سکیں اسواسطے عو
نہیں آئی کہ اسمیں ایک دوسرا امتحان تھا کہ انکی محبوبہ پریشان ہیں انکی تسکین فرما
کلام محبوب حقیقی میں دیر ہونے سے بیقرار ہوئے جاتے ہیں۔ اگر حضرت کے معاملے
اور وحی دیر میں آنے کی حکمتوں پر غور کر کے لکھا جائے تو بڑے بڑے دفتر ناکافی ہیں اسلئے
اسی پر اکتفا کیا گیا۔ سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو برأت صدیقہ کا یقین ہونا ثابت ہوا
کا مرتبہ دریافت کیجیے جنہوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر دو بدگمانیاں کیں ایک یہ کہ انکو حضرت
تعالیٰ عنہا پر بدگمانی تھی اور ایک یہ کہ آپکو واقعہ کا علم نہ تھا عینی شرح بخاری جلد پنجم ص۲۴
فی التلویح ظن السوء بالانبیاء کفر یعنے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر بدگمانی
ہی تو جس نے دو بدگمانیاں کیں اسکا کیا حال ہوگا۔ چاہیے کہ وہ توبہ کرے۔

وہابیہ کی حضور پر دو بدگمانیاں

شبہہ ششم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جو کوئی یہ کہے کہ محمد صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے یا کسی علم کو چھپایا یا ان پانچ چیزوں کو جانے
آیت میں ہیں ان اللہ عندہ علم الساعۃ الخ تو وہ شخص بڑا جھوٹا ہے چنانچہ وہ حدیث یہ ہے
مسروق قال قالت عائشۃ من اخبرک ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رأی
ربہ او کتم شیئا مما امر بہ او یعلم الخمس التی قال اللہ تعالیٰ ان اللہ عندہ علم الساعۃ
فقد اعظم الفریۃ رواہ الترمذی **جواب** اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
نے تین باتیں فرمائیں۔ ایک تو یہ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو نہیں دیکھا
یہ بات ہرگز قابل قبول نہیں۔ یہ صرف رائے تھی حضرۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو اور صحابہ
کرام رضوان اللہ تعالیٰ اعنہم اجمعین نے نہیں مانی نہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کوئی

حدیث مرفوع ذکر کی بلکہ صحابہ کرام نے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مخالف وقوعِ
رویت کا اثبات کیا اور ابتک جمہور علمائے اسلام اس کو مانتے چلے آتے ہیں چونکہ مبحث سے
خارج ہے اس لیے اسکی بحث نہیں کیجاتی۔ دوم یہ کہ آپ نے کسی علم کو نہیں چھپایا۔ اس سے یہ مراد ہے
کہ جنکی تبلیغ کا حکم تھا اُنمیں سے کچھ نہیں چھپایا اور جنکے چھپانے کا حکم تھا وہ بیشک چھپائے۔
انوار التنزیل میں ہے قولہ تعالیٰ بلغ ما انزل الیک المراد تبلیغ ما یتعلق بمصالح
العباد وقصد بانزاله اطلاعهم علیه فان من الاسرار الالهیة ما یحرم افشائه
روح البیان جلد ۳ میں ہے وفی الحدیث سألنی ربی ای لیلة المعراج فلم
استطع ان اجیبه فوضع یده بین کتفی بلا تکئیف ولا تحدید ای ید قدرته
لانه سبحانه منزه عن الجارحة فوجدت بردها فاورثنی علم الاولین والآخرین
وعلمنی علوما شتی فعلم اخذ عهدی علی کتمه اذ هو علم لا یقدر علی حمله غیری
وعلم خیرنی فیه وعلم امرنی بتبلیغه الی الخاص والعام من امتی وهی الانس
والجن والملك کما فی انسان العیون خلاصہ یہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے میرے رب نے شب معراج میں کچھ پوچھا میں جواب
نہ دے سکا پس اُس نے اپنا دست رحمت و قدرت بے تکلیف و تحدید میرے دونوں شانوں
کے درمیان رکھا میں نے اُسکی سردی پائی پس مجھے علم اولین و آخرین کے دیئے اور کئی قسم کی علوم تعلیم
فرمائے ایک علم تو ایسا ہے جسکے چھپانے پر مجھ سے عہد لے لیا کہ میں کسی سے نہ کہوں اور میرے
سوا کوئی اسکے برداشت کرنیکی طاقت نہیں ہے اور ایک ایسا علم جسکے چھپانے اور سکھانے کا
مجھے اختیار دیا۔ اور ایک ایسا علم جسکے سکھانے کا ہر خاص و عام اُمتی کی نسبت حکم فرمایا اور
انسان اور جن اور فرشتے یہ سب حضرت کے امتی ہیں هکذا فی مدارج النبوة اب تحدیث
و تفسیر سے ثابت ہوا کہ امر محقق یہی ہے کہ اسرار الٰہی کا علم جو حضرت کو مرحمت ہوا ہے اسکا افشار
حرام ہے سوم یہ کہ ان اللہ عندہ علم الساعة وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری
نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت میں جن پانچ چیزوں کا ذکر ہے
انہیں حضرت نہیں جانتے اس سے یہی مراد ہے کہ خود بخود نہیں جانتے مگر بتعلیم الٰہی جانتے ہیں

چنانچہ اسکا بیان گزرچکا مگر یہاں بھی کچھ ذکر کرتے ہیں تفسیر عرائس البیان میں ہے وقولہ
ولا یعلمہا الا ھو ای لا یعلم الاولون والآخرون قبل اظہارہ تعالی ذلک لھم ولا
یعلم حقائق اقدارہا الا ھو لانہ تعالی عرف قدرہ بالحقیقۃ لاغیرہ وایضا لا یعرف
طریق وجدانہا والوسیلۃ الیہا الا ھو بذاتہ تعالی عرف طرقہا لاھلہا قال تعالی
عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اس سے ظاہر ہے
کہ مفاتیح غیب کو نہ جاننا قبل اظہار اللہ جل شانہ کے ہے پس روشن ہوگیا کہ نفی علم ذاتی کی ہے
علم قیامت شرح مقاصد صفحہ ۲۵ جلد ثانی ان الغیب ھھنا لیس علی العموم بل
مطلق او معین ھو وقت وقوع القیامۃ بقرینۃ السیاق ولا یبعد ان یطلع علیہ
بعض الرسول من الملئکۃ والبشر اس سے ظاہر کہ علم قیامت کی اطلاع کا
نہیں نہ آیت میں اسکی تعلیم کا انکار بلکہ علم ذاتی کا انکار ہے ھکذا فی التفسیر
للامام الرازی تحت قولہ تعالی عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا
من رسول ۔ رہا مینہ برسنے کا علم کہ کب برسیگا تو اسکا ذکر بالتفصیل ماسبق
کتاب الابریز میں اس شبہہ کے جواب میں لکھتے ہیں وکیف یخفی علیہ ذلک
والاقطاب السبعۃ من امتہ الشریفۃ یعلمونہا وھم دون الغوث فکیف بالغوث
فکیف بسید الاولین والآخرین الذی ھو سبب کل شئ ومنہ کل شئ
یعنی علم قیامت سرور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر کیونکر مخفی رہ سکتا ہے امت
شریفہ کے ساتوں قطب اس کے عالم ہیں اور غوثوں کا مرتبہ قطبوں سے بھی بالاتر ہے
پھر وہ کسطرح اس کے عالم نہ ہونگے اور سید الاولین والآخرین محمد مصطفی صلی اللہ تعالی
علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین کے تو نیاز مند بھی اس کے عالم ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ شئ کیا
مخفی رہ سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تو ہر چیز کا سبب ہیں اور عالم کی
وجود حضور ہی کی بدولت اور حضور ہی سے ہے **علم مافی الارحام** اگر یہ معنی ہیں کہ بے تعلیم
الٰہی کسی کو معلوم نہیں کہ پیٹ میں کیا ہے لڑکا یا لڑکی جب تو کچھ کلام ہی نہیں اور واقعی آیت
شریفہ کا اور حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کا یہی مطلب ہے لیکن اگر حسب فہم منکرین علم نبی

فیضی رسالہ ۱۹۱۷ء کشف الغطا ۶۲ میں علم ساعت کا انکار کیا ہے یہاں جواب ملاحظہ ہو

یہ مراد ہو کہ بتعلیم الٰہی بھی کسی کو علم نہیں یا اللہ جل شانہ کسی کو اسپر اطلاع نہیں دیتا تو قطعاً غلط
کثرت سے احادیث میں آیا ہے کہ ہر شخص کا مادۂ پیدائش اُسکی ماں کے پیٹ میں بصورت
نطفہ جمع ہوتا ہے پھر وہ علقہ یعنی خون بستہ ہو جاتا ہے پھر مضغہ یعنی پارۂ گوشت کی شکل میں
پھر اللہ تعالیٰ جل جلالہ فرشتہ کو بھیجتا ہے وہ فرشتہ لکھتا ہے کہ کیا عمل کریگا اور اسکی
کتنی عمر ہوگی اور کیا ہے شقی یا سعید۔ چنانچہ الفاظ حدیث کے جو مشکوٰۃ شریف باب ایمان بالقدر
میں بروایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ صـ۲۰ پر موجود ہیں یہ ہیں ثم یبعث اللہ ملکا
باربع کلمات فیکتب عملہ واجلہ ورزقہ وشقی او سعید اس سے ثابت کہ فرشتہ
کو معلوم ہوتا ہے کہ کب تک زندہ رہے گا اور عمل کیا کریگا کل تو درکنار تمام عمر کے
احوال سے خبردار ہوتا ہے طرفہ تر یہ کہ خود حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی
ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وفات کے وقت انہیں بتادیا کہ
بنت خارجہ حاملہ ہیں اور میں اُن کے پیٹ میں لڑکی دیکھتا ہوں چنانچہ تاریخ الخلفا کے
صفحہ ۷۱ میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں واخرج[1] مالک عن عائشۃ
ان ابا بکر نحلہا جاد عشرین وسقا من مالہ بالغابۃ فلما حضرتہ الوفاۃ قال
یا بنیۃ واللہ ما من الناس احد احب الی غنی منک ولا اعز علی فقرا بعدی
منک وانی کنت نحلتک جاد عشرین وسقا فلو کنت جددتہ واحترتہ کان
لک وانما ھو الیوم مال وارث وانما ھو اخواک واختاک فاقسموہ علی کتاب
اللہ قالت یا ابت لو کان کذا وکذا لترکتہ انما ھی اسماء فمن الاخری قال
ذو بطن بنت خارجۃ اراھا جاریۃ واخرجہ ابن سعد وقال فی اخرہ قال

---

[1] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے انکو ایک درخت کھجور کا دیدیا تھا جس
میں بیس وسق کھجوریں حاصل ہوتی تھیں جب اُن کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضرت صدیقہ رضی اللہ
عنہا سے فرمایا کہ اے بیٹی خدا کی قسم مجھے تیرا غنی ہونا بہت پسند ہے اور غریب ہونا بہت ناگوار اس درخت سے ابتک
جو کچھ تمنے نفع اُٹھایا ہے وہ تمہارا تھا لیکن میرے بعد یہ مال وارثوں کا ہے اور وارث تمہارے صرف دونوں بھائی
اور دونوں بہنیں ہیں اس ترکہ کو موافق حکم شرع کے تقسیم کرلینا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایسا ہوسکتا ہے لیکن میری
تو صرف ایک بہن اسماء ہی ہیں آپ نے دوسری کونسی بتادی فرمایا حضرت صدیق اکبر نے کہ ایک تو اسماء ہیں دوسری
بہن اپنی ماں کے پیٹ میں ہے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ لڑکی ہے۔ پس ام کلثوم پیدا ہوئیں ۱۲

ذات بطن ابنۃ خارجۃ قد القی فی روعی انہا جاریۃ فاستوصی بہا خیرا فولدت
ام کلثوم علامہ کمال الدین دمیری حیوٰۃ الحیوان میں بیان فرماتے ہیں
وعن ابی لھیعۃ عن ابی الاسود عن عروۃ قال لقی رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم رجلا من اھل البادیۃ وھو متوجہ الی بدر لقیہ بالروحاء (؟) [illegible]
لہ القوم عن الناس فلم یجد واعندہ خبرا فقالوا لہ سلم علے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقال افیکم رسول اللہ فقالوا نعم فجاء وسلم علیہ ثم قال ان کنت
رسول اللہ فاخبرنی عما فی بطن ناقتی ھذہ فقال لہ سلمۃ بن سلامۃ بن
وقش وکان غلاما حدثا لاتسئل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم واقبل
علے فانا اخبرک عن ذلک نزوت علیہا ففی بطنہا سخلۃ منک فقال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم افحشت الرجل ثم اعرض عنہ رسول اللہ صلے اللہ [علیہ و]
سلم فلم یکلم بکلمۃ واحدۃ حتے قفلوا واستقبلہم المسلمون بالروحاء [illegible]
فقال سلمۃ یارسول اللہ ما الذی یھنؤک واللہ ان رائنا الا عجائز صلعا [کالبدن]
المعقلۃ فنحرناہا فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان لکل قوم فراسۃ
وانما یعرفہا الاشراف رواہ الحاکم فی المستدرک وقال ھذا صحیح مرسل
حکاہ ابن ھشام فی سیرتہ اس سے ثابت ہوا کہ حضور کے صحابہ کرام میں سے
نوعمر صحابی نے پیٹ کا حال بتادیا۔ اب جو کوئی کہے کہ ما فی الارحام کا علم کسی کو تعلیم
سے بھی نہیں تو وہ بیچارہ ان عبارات مذکورہ کا کیا جواب دیگا علم ما فی غد رسالہ ہذا میں
بہت سی ایسی عبارتیں گزر چکی ہیں جن سے واقعات ما فی غد یعنی کل ہونیوالی باتیں انبیاء
علیہم السلام اور صحابہ کرام کو معلوم ہونا ثابت ہوتا ہے مگر پھر ملاحظہ ہو مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۴۳ میں
قال (عمر) ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان یرینا مصارع اھل بدر بالامس یقول
ھذا مصرع فلان غدا انشاء اللہ وھذا مصرع فلان غدا انشاء اللہ قال عمر والذی
بعثہ بالحق ما اخطؤا الحدود التی حدھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الحدیث

؎ خلاصہ یہ کہ ایک اعرابی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میری اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے سلمہ نے کہا کہ ایسی بات رسول اللہ سے نہ پوچھو میری طرف متوجہ ہو میں تجھ خبر دیتا ہوں کہ اسکے پیٹ میں تیری حرکت نالائق کا نتیجہ ہے رسول اللہ نے فرمایا خاموش

خلاصہ یہ کہ بدر میں حضرت نے دست مبارک سے بتا دیا کہ کل کو یہاں فلاں شخص مرا پڑا ہوگا اور یہاں فلاں
[illegible] باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ حضرت کو معلوم تھا کہ کل کو کیا ہوگا دوسرے
[illegible] م تھا کہ کون کہاں مریگا یعنی مافی غد اور بای ارض تموت کا
[illegible] رحمت فرمایا تھا۔ یہ شبہ کہ اُن جواری کو جو دف بجا کر گاتے میں یہ کہتی تھیں
[illegible] کل کی بات جانتے ہیں حضرت نے منع فرما دیا اور کہدیا کہ پہلے جو کہتی
[illegible] صاحب تقویۃ الایمان نے اس سے استدلال کیا ہے مگر اس سے یہ کسی طرح
[illegible] رت کو مافی غد کا علم نہ تھا یا حسب مزعوم مخالف عنید رسول اکرم صلے اللہ
[illegible] فی غد ثابت کرنا شرک ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ضرور سرور اکرم صلی اللہ علیہ و
[illegible] سے توبہ بلکہ تجدید اسلام کراتے پس جب حضرت نے تجدید اسلام نہ کرائی تو
[illegible] ہر ہے کہ یہ اعتقاد ہرگز شرک نہیں اور اسکا جواب ماسبق میں بوضاحت
[illegible] جلد ۶ صہ ۲۲۹ میں حضرت حسان کا ارشاد موجود ہے ؎

[illegible] ما لا یری الناس حولہ ۔۔۔۔ ویتلو کتاب اللہ فی کل مشھد

[illegible] فی یوم مقالۃ غائب ۔۔۔۔ فتصدیقہا فی ضحوۃ الیوم او غد

[illegible] حسان سے سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ فرمانا اور جسطرح لڑکیوں کو
[illegible] نہ فرمانا صحت مضمون پر دال ہے علم مافی غد کا تو اسمیں بھی اثبات ہے جیسا کہ جواری
[illegible] کہ صاف فرما رہے ہیں فان قال فی یوم الخ یعنی وہ اگر کوئی غیب کی بات
[illegible] تصدیق کل ہو جائیگی یعنی حضور آج اور کل کے آنیوالے واقعات قبل از وقت
[illegible] پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس سے
[illegible] اگر یہ مضمون صحیح نہوتا یا حسب مزعوم مخالف شرک ہوتا تو حضور کیوں سنتے اور منع
[illegible] فرماتے۔ اسکا علم کہ کہاں مریگا اور کب مریگا ماثبت بالسنۃ میں ہے کہ حضرت صلے اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسین میری ہجرت کے ساٹھویں سال قتل کیے جائیں گے عن
ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقتل الحسین
علی رأس ستین سنۃ من مھاجری۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر رسول اکرم صلے اللہ علیہ

وسلم سے خواب سنکر صدیق اکبر نے عرض کیا کہ میں حضور کے بعد ڈھائی برس زندہ رہونگا واخرج
ابن سعد عن ابن شہاب قال رای رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رؤیا فقصہا علی
ابی بکر فقال رایت کانی استبقت انا وانت درجۃ فسبقتک بمرقاتین
قال یارسول اللہ یقبضک اللہ الی مغفرۃ ورحمۃ واعیش بعدک س
از تاریخ الخلفاء ص۶۲ حضرت نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے زمین پر پھر نکاح
ہوگی پینتالیس برس ٹھہر کر انتقال کریں گے اور میرے ساتھ قبر میں دفن کیے
وہ ایک قبر سے اٹھیں گے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے درمیان میں۔ چنانچہ مشکوٰۃ
عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ینزل عیسے بن
الی الارض فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمسا واربعین سنۃ ثم یموت
معی فی قبری فاقوم انا وعیسے بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر حضرت
عنہا نے خواب دیکھا کہ میرے گھر میں تین چاند گر پڑے ہیں یہ خواب حضرت
رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ فرمایا کہ آپ کے گھر میں ایسے تین شخص دفن ہونگے
والوں سے بہتر ہیں جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو کہا کہ ای عائشہ
سب چاندوں میں بہتر ہیں۔ یہ حدیث تاریخ الخلفا ص۶۲ میں ہے اخرج سعید بن منصور عن
سعید بن المسیب قال رأت عائشۃ رضی اللہ عنہا کانہ وقع فی بیتہا ثلاثۃ
فقصہا علی ابی بکر وکان من اعبر الناس فقال ان صدقت رؤیاک لیدفنن فی بیتک
خیر اہل الارض ثلاثا فلما قبض النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال یا عائشۃ ہذا خیر
اب جو یہ بات یقینی اور بدیہی ہوگئی کہ امور خمسہ مذکورہ آیت ان اللہ عندہ علم الساعۃ الآیۃ
بتعلیم الٰہی انبیاء اور صحابہ اور اولیاء کو حاصل ہے تو یہ کہنے والا کہ حضرت کو بتعلیم الٰہی بھی امور خمسہ کا علم
نہ تھا یا کسی کو مخلوقات میں سے ان امور خمسہ کا علم نہیں دیا جاتا۔ جاہل اور مخبوط الحواس اور
دین سے بے بہرہ اور بد نصیب ہے کہ اپنی من گھڑت کہہ کے آگے خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان
کو بھول گیا پس اس آیت سے یہ مراد لینے والا کہ امور خمسہ کا علم کسی کو حاصل نہیں نہ ذاتا نہ بواسطہ
تعلیم الٰہی آیت کی تعبیر بداہتہ کے خلاف کرتا ہے اور یہ ضلال ہے چنانچہ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر

جلد ۲ مطبوعہ مصریہ (میریہ) ضفۃ ۲۳ پر ہے واذا کان کذلک مشاہدا محسوسا فالقول بان القرآن تدل علی خلافہ مما یجر الطعن الی القرآن وذلک باطل۔ پس یہ کہدینا کہ خدا کے سوا کوئی غیب کی بات نہیں جانتا نہ خود بخود نہ تعلیم الٰہی سے اور اس کو قرآن سے ثابت کہنا کفر ہے جیسا کہ امام فخر الدین رازی کے کلام سے ثابت ہوا پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قول سے باوجود ٹھیک معنی بننے کے یہ مراد لینا کور باطنی ہے مگر مولوی رشید احمد گنگوہی نے بیدھڑک لکھدیا کہ علم غیب خاصہ حق تعالیٰ ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں فقط والسلام مورخہ ۲۴ ذی الحجہ بروز جمعہ

رشید احمد ۱۳۰۱

از فتاوی رشیدیہ حصہ اول صفحہ ۱۲۳

اور مولوی اسمعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان صفحہ ۱ میں لکھا ہے۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات انکو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے قطع نظر اس سے کہ ان صاحبوں کے اس حکم شرک سے اسلام کا کوئی بزرگ اور امت کا کوئی عالم نہیں بچتا اور تمام دنیائے اسلام اسمعیلی و رشیدی شرک میں مبتلا نظر آتی ہے لطف کی بات یہ ہے کہ اس شرک کے پھندے سے اپنوں کی گردنیں بھی نہ بچ سکیں مولوی اشرف علی تھانوی اور مرتضی حسن چاندپوری بھی پھنس گئے کیونکہ وہ علم غیب کو نبی کے لیئے لازم بتاتے ہیں چنانچہ توضیح البیان صفحہ ۴ میں ہے حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب باعطائے الٰہی حاصل ہے چنانچہ اس عبارت سے کہ نبوۃ کے لیئے جو علوم لازم اور ضروری ہیں وہ آپ کو تماما حاصل ہو گئے تھے الخ اب مولوی مرتضی حسن اور مولوی اشرف علی، تھانوی دونوں مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اسمعیل دہلوی کے فتوے سے شرک ثابت ہوئے اور ممکن نہیں کہ وہ اس شرک کو اٹھا سکیں۔ الحاصل اگر ان غیوب خمسہ کے باب میں بسط کیا جاوے تو غالبا دس گیارہ جزو کا ایک اور رسالہ خاص اسی بحث میں مرتب ہو جا اسی لیئے تطویل سے اعراض کیا۔ اللہ جل شانہ اسی مختصر کو باعث ہدایت مخالفین فرما دے۔

شبہہ ہفتم۔ سفر میں حضرت فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں

اُنکا ہار گم ہو گیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہاں ٹھہر گئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ہار ڈھونڈا اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوتا تو کیوں نہ بتلاتے ؟

جواب مخالفین کے دلائل کا دارومدار باطل وغلط قیاسوں پر رہ گیا ہے کسی آیت وحدیث سے وہ اپنا دعوےٰ کسی طرح ثابت نہیں کر سکتے تو مجبوری وناچاری اپنی غلط رایوں کو بجائے دلیل کے پیش کر دیتے ہیں نہ معلوم اُنہوں نے اپنی رائے کو دلائل شرعیہ میں سے کونسی دلیل قرار دے رکھا ہے دینی مسائل اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف زید وعمر اور ہر ما وشما کے منتشر خیالات پر موقوف نہیں ہیں جب آیات واحادیث اور کتب معتبرہ سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ کا عالم جمیع اشیاء ہونا ثابت ہوا تو مخالفین کا وہم کس شمار وقطار میں ہے اپنے خیالات واہیہ کو آیات واحادیث کے مقابلہ میں انکار رد کرنے کے لئے پیش کرنا مخالفین ہی کی جرأت ہے اس سوال کا دارومدار صرف اس بات پر ہے کہ حضرت نے نہ بتایا اول تو اس میں کلام ہے مخالف کو اس پر دلیل لانا تھی، کوئی عبارت پیش کرنا تھی مگر وہاں اسکی ضرورت ہی نہیں جو بات منہ میں آئی کہدی حضور کی جس فضیلت کا چاہا محض بزور زبان انکار کر دیا بخاری ومسلم کی حدیث ہے فبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا فوجدھا امام نووی فرماتے ہیں یحتمل ان یکون فاعل وجدھا النبی صلے اللہ علیہ وسلم اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور خود اس کے واجد ہیں وہ ہار خود حضور نے پایا پھر نہ بتایا کیا معنے اور فرض کیجئے کہ نہ بتایا تو نہ بتانا کسی عالم کا نہ جاننے کو کب مستلزم یہ کہاں کی منطق ہے اگر یہی قیاس ہے تو خدا خیر کرے۔ کہیں آپ علم الٰہی کا اسی قیاس سے انکار نہ کر بیٹھیں کفار نے وقت قیامت کا بہتیرا سوال کیا اور ایان یوم القیمۃ کہا کئے مگر اللہ سبحٰنہ نے نہ بتایا معلوم ہوتا تو کیوں نہ بتاتا معاذ اللہ نہ بتانا کسی حکمت سے ہوتا ہے نہ کہ اُس کے لئے عدم علم ضروری ہو اس نہ بتانے میں جو حکمتیں ہیں انکو تو کیا نظر آئینگی آنکھ والوں سے پوچھئے شیخ المشائخ قاضی القضاۃ احد الحفاظ والرواۃ شہاب الدین ابو الفضل ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۱۲۵ پر فرماتے ہیں، واستدل بذلک علی جواز الاقامۃ فی المکان الذی لاماء فیہ یعنی اس اقامت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جس جگہ پانی نہ ہو وہاں

ٹھیرنے کا جواز معلوم ہوا اگر حضور فوراً ہی بتا دیتے تو یہ مسائل کیونکر معلوم ہو سکتے معہذا یہ بھی
معلوم ہوا کہ امام گو سفر میں ہو مگر اس کو مسلمانوں کے حفظ حقوق کا خیال کرنا چاہیئے۔ فتح الباری
میں ہے وفیہ اعتناء الامام لحفظ حقوق المسلمین وان قلت اس سے علما نے کتنے مسائل
نکالے کہ دفن میت کے لیئے اور اس کے مثل رعیت کی ضرورتوں اور مصلحتوں کے لحاظ سے
امام کو قیام کرنا چاہیئے فتح الباری میں ہے ویلتحق بتحصیل الضائع الاقامۃ للحوق
المنقطع ودفن المیت ونحو ذلک من مصالح الرعیۃ اس میں یہ بھی اشارہ فرمایا کہ مال
کو ضائع کرنا نہ چاہیئے وفیہ اشارۃ الی ترک اضاعۃ المال (فتح الباری) اور یہ کیا فرحی
بات معلوم ہوتی کہ اس اقامت کی وجہ سے جب پانی نہ ملا اور صحابہ کو نماز کی فکر ہوئی کہ
کہاں سے وضو کیا جائے گا کسطرح وضو کیا جائے گا تو وہ بچین ہوئے لامحالہ اُن کو
سوال کرنا پڑا تو حضرت صدیق اکبر سے سوال کیا اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات
کو ایسے ضروری سوال کے لئے بھی بیدار کرنے کی کسی کو جرأت نہوئی اور کسی نے گوارا نہ کیا
اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو خواب سے بیدار کرنیکا کسی کو حق نہیں ہے انما شکوا الی ابی بکر لکون
النبی صلے اللہ علیہ وسلم کان نائما وکانوا لا یوقظونہ (فتح الباری) حضرت صدیق اکبر نے
اسی فکر میں کہ نماز کسطرح پڑھیں گے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کوکھ میں (کمر میں)
انگلیاں ماریں یہ ضرب ایسی ہے کہ انسان بے اختیار اچھل پڑتا ہے مگر حضور آپکے زانو پہ
آرام فرما رہے تھے اسوجہ سے انھیں جنبش نہونے پائی اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا ادب
اس درجہ ہونا چاہیئے کہ ایسی طبعی حرکات بھی نہ ہونے پائیں جن سے خواب نازمیں فرق آنیکا
اندیشہ ہو وفیہ استحباب الصبر لمن نالہ ما یوجب الحرکۃ و یحصل بہ تشویش لنائم (فتح الباری)
فضیلت حضرت صدیقہ کا اظہار وفیہ دلیل علی فضل عائشۃ وابیہا وتکرار البرکۃ
منہا حضرت صدیقہ کی کیسی فضیلت و برکت ظاہر ہوئی۔ عمر بن حارث کی روایت میں وارد
ہوا لقد بارک اللہ للناس فیکم ابن ابی ملیکہ کی روایت میں خود جناب سید عالم علیہ السلام
نے فرمایا ما کان اعظم برکۃ قلادتک کہ اے صدیقہ تمہارے ہار کی کیسی عظیم الشان برکت
ہے قیامت تک کے مسلمان آنکے صدقہ میں سفر اور بیماری اور مجبوری کی حالتوں میں تیمم سے طہارت

حاصل کرتے رہیں گے بخاری میں بروایت عروہ وارد ہے فواللہ ما نزل بک امر تکرہینہ الا جعل اللہ ذلک لک وللمسلمین فیہ خیرا اسید ابن حضیر نے فرمایا کہ اے صدیقہ بخدا آپ پر کوئی امر پیش آتا ہے اور آپ پر گراں گزرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اُس میں آپ کے اور مسلمانوں کے لیئے بہتری فرماتا ہے اور عبدالرحمٰن ابن قاسم والی روایت میں ما ھی باول برکتکم یا ال ابی بکر کہ اے آل ابو بکر یہ تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے حضرت صدیق اکبر نے آیت تیمم نازل ہونے کے بعد تین مرتبہ فرمایا انک لمبارکۃ اے صدیقہ تم یقیناً بیشک بڑی برکت والی ہو اہل ایمان کو تو نظر آتا ہے کہ حضرت صدیقہ کے ہار کی وجہ سے لشکر اسلام کو اقامت کرنا پڑے اور پانی نہ ملے تو اُن کی برکت سے اللہ تبارک وتعالےٰ تیمم کو جائز فرمائے اور مٹی کو مطہر کردے لیکن جہاں آنکھیں بند ہوں اور بصیرت کا نور جاتا رہا ہو وہاں سوائے اس کے کچھ نہ معلوم ہو کہ حضرت کو علم نہ تھا ؎

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد — عیب نماید ہنرش در نظر

خلاصہ یہ کہ مخالفین کا یہ قیاس فاسد باطل محض اور سراپا لغو ہے اور اُن کے مدعائے باطل کو اس سے کوئی تائید نہیں پہنچ سکتی۔

شبہہ ہشتم۔ قاضی خان میں ہے رجل تزوج امرأۃ بغیر شھود فقال الرجل والمرأۃ خدائے را و پیغمبر را گواہ کردیم قالوا یکون کفرا لانہ اعتقد ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب وھو ما کان یعلم الغیب حین کان فی الاحیاء فکیف بعد الموت ترجمہ ایک مرد نے ایک عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا پس مرد اور عورت نے کہا خدا اور رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کو ہمنے گواہ کیا کہتے ہیں کہ یہ کفر ہوگا اس لیئے کہ اُس نے یہ اعتقاد کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غیب کو جانتے ہیں اور حال یہ کہ وہ زندگی میں بھی غیب کو نہیں جانتے تھے پس بعد وفات کے کیونکر جان سکتے ہیں؟

جواب۔ معترض کا منشاء یہ ہے کہ معتقد علم غیب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تکفیر فقہ سے ثابت کرے مگر ابھی اس کو یہ خبر نہیں کہ اُس نے یہ کفر اپنے ذمہ لے لیا ہے کہ قاضی خان کی عبارت سے اگر کفر ثابت ہوتا ہے تو معتقد علم غیب نبی بھی (معاذ اللہ) کافر اور تمام مخالفین یعنے وہابی

بھی کیونکہ وہ قائل ہیں کہ اللہ جل شانہ نے حضرت کو بعض غیوب کا علم عطا فرمایا ہے پس بموجب
عبارت قاضی خان کے انکے کفر میں انکی فہم کے بموجب شبہ نہیں۔ آپ یہ کہیں گے وہابیوں نے
حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے لیئے بعض غیوب کے علم کا بھی کب اقرار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو
اعلاء کلمۃ الحق صلا اور بہت چیزیں اور امور غیب کے حق تعالے نے آپکو تعلیم فرمائے کہ انکی
مقدار حق تعالے ہی کو معلوم ہو اور فیصلہ علم غیب ص۱۳ امیں مولوی ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری کے
یہ لفظ مسطور ہیں بھلا کوئی مسلمان کلمہ گو اس بات کا قائل ہو سکتا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام
کو امور غیبیہ پر اطلاع نہیں ہوتی ہے۔ مسلمان کہلا کر اس بات کے قائل ہونیوالے پر خدا اور
فرشتوں اور انبیاء اور جنوں بلکہ تمام مخلوق کی لعنت ہو اور منکرین کے اقرار ابتدائے
رسالہ میں مذکور ہو چکے ہیں۔ الحاصل ہمارے مخالفین بھی بعض غیوب کا اقرار کر رہے ہیں اور
ہم بھی بعض غیوب ہی کا اثبات کر رہے ہیں[1] (کیونکہ جمیع اشیاء بھی بعض مغیبات ہیں) تو اگر معاذ اللہ
قاضی خان کی عبارت سے ہمپر الزام آئیگا تو ہمارے مخالفین ضرور کافر ٹھہریں گے ؎

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را چنداں اماں نہ داد کہ شب را سحر کند

اور اگر وہ کافر نہ ٹھہریں تو کیا ہمنے ہی خطا کی ہے **اب** عبارت قاضی خاں پر غور فرمایئے
کہ اسمیں لفظ **قالوا** موجود ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور
قاضی خان وغیرہ فقہا کی عادت ہے کہ وہ لفظ قالوا اس مسئلہ پر لاتے ہیں جو خود انکے نزدیک
غیر مستحسن ہو اور ائمہ سے مروی نہو چنانچہ شامی جلد ۵ ص۴۳۵ میں ہے لفظۃ قالوا تذکر فیما فیہ خلاف
کما صرحوا بہ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی بحث قنوت میں ہے وکلام قاضی خان
یشیر الی عدم اختیارہ لہ حیث قال واذا صلی علی النبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام فی القنوت قالوا لایصلی علیہ فی القعدۃ الاخیرۃ ففی قولہ قالوا اشارۃ الی عدم
استحسانہ لہ والی انہ غیر مروی عن ائمتنا قلناہ فان ذلک من المتعارف فی عبارا[ت]ھم
لمن استقراھا واللہ تعالی اعلم اب معلوم ہو گیا کہ قاضی خاں کی عبارت خود قاضی خاں کے

---

[1] فرق اتنا ہے کہ ہم ان بعض کو اتنا وسیع جانتے ہیں کہ جمیع اشیاء کے علوم نہیں داخل ہیں اور مخالفین گنتی کے دو ایک چیز کو
یہ کہتے ہیں کہ حضور کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں معاذ اللہ اور بعض گستاخ تو یہاں تک بکا کرتے ہیں کہ انکو اپنے خاتمہ کا حال بھی معلوم نہیں استغفر اللہ

نزدیک غیر مستحسن اور غیر مروی اور ضعیف و مرجوح ہے حتے کہ اس کے ساتھ حکم کرنا سخت ممنوع اور جہل ہے در المختار میں ہے ان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جہل وخرق للاجماع در المختار میں بھی یہی قاضی خان والا مسئلہ ہے وہاں بھی لفظ قیل ضعف کی دلیل موجود ہے در المختار کتاب النکاح میں ہے تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یجز بل قیل یکفر شامی میں ہے (قولہ یکفر) لانہ اعتقد ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عالم الغیب قال فی التاتارخانیۃ وفی الحجۃ ذکر فی الملتقط انہ لا یکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلے اللہ علیہ وسلم وان الرسل یعرفون بعض الغیب قال اللہ تعالی عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول خلاصہ یہ کہ جس نے کفر بتایا ہے اس کے نزدیک اعتقاد علم غیب سبب ہے تاتارخانیہ اور حجہ میں ملتقط سے نقل کیا ہے کہ اس اعتقاد سے آدمی کافر نہیں ہوتا اس لئے کہ روح پاک نبی اکرم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم پر اشیاء پیش کیجاتی ہیں اور رسول بعض غیب کو جانتے ہیں فرمایا اللہ جل شانہ نے عالم الغیب فلا یظہر الخ معدن الحقائق شرح کنز الدقائق اور خزانۃ الروایات میں ہے وفی المضمرات والصحیح انہ لا یکفر لان الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام یعلمون الغیب ویعرض علیہم الاشیاء فلا یکون کفرا یعنی مضمرات میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ کافر نہیں ہوتا اس لئے کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام غیب کے عالم ہیں اور انپر اشیاء پیش کیجاتی ہیں۔ پس کفر نہو گا شامی باب المرتدین مسئلہ بزازیہ ذکر کر کے فرماتے ہیں حاصلہ ان دعوی الغیب معارضۃ لنص القرآن نکفر بہا الا اذا اسند ذلک صریحا او دلالۃ الی سبب من اللہ کوحی والہام یعنی غیب کا دعوے نص قرآن کے معارض ہے پس اس کا مدعی کافر ہو جائے گا لیکن اگر اس نے صریحا یا دلالۃ کسی سبب کیطرف نسبت کر لی ہے جو اللہ کیجانب سے ہو مثل وحی والہام وغیرہ کے تو کافر نہیں در مختار میں ہے وفیہا کل انسان غیر الانبیاء لا یعلم ما اراد اللہ تعالی لہ وبہ لان ارادتہ تعالی غیب الا الفقہاء فانہم علموا ارادتہ تعالی بہم لحدیث الصادق المصدوق من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین غایۃ الاوطار میں اس عبارت کے تحت مسطور ہے اور اشباہ میں ہے کہ ہر آدمی سوائے انبیاء علیہم السلام کے جانتا نہیں ہے کہ اللہ تعالی کا کیا ارادہ

اس کے ساتھ دارین میں اس واسطے کہ حق تعالی کا ارادہ غیب ہے مگر فقیہ اس کو جانتے ہیں اسواسطے کہ وہ جان گئے ہیں حق تعالی کے ارادے کو جو اُن کے ساتھ ہے رسول صادق مصدوق کی اس حدیث کی دلیل سے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالے خیر کا ارادہ کرتا ہے اُسکو دین میں فقیہ کرتا ہے یعنی امر دین میں فہم سلیم عطا کرتا ہے۔ اب خوب ظاہر ہوگیا کہ فقہ میں بھی جہاں انکار ہے اسکے یہی معنی ہیں کہ بے تعلیم الہی کے کسی کو عالم غیب بتانا کفر ہے اور تعلیم الہی سے نبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کے لیئے ثابت ہے

خلاصہ تحریر مولوی اشرفعلی تھانوی حکیم بجنوری

شبہ نہم جمیع اشیاء غیر متناہی ہیں پھر حضرت کو غیر متناہی کا علم کیونکر ہو سکتا ہے۔

جواب یہ اعتراض سخت جہالت سے ناشی ہے اس لیئے کہ جمیع اشیاء کو غیر متناہی کہیگا مگر دیہاتی امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں تحت آیہ واحاط بما لدیھم واحصی کل شیٔ عددا کے فرماتے ہیں قلنا لا شك ان احصاء العدد انما یکون فی المتناھی فاما لفظة کل شیٔ فانھا لا تدل علی کونہ غیر متناہ لان الشیٔ عندنا ھو الموجودات والموجودات متناھیة فی العدد۔ اس عبارت سے موجودات کا متناہی ہونا روشن پھر خواہ مخواہ اپنی طرف سے بے وجہ علم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کے لیئے موجودات کو غیر متناہی کہنا کونسی عقلمندی ہے۔ اب بعض شبہات عقلیہ کا رد کرنے کے لیئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولوی اشرفعلی تھانوی کی تقریظ ہی نقل کیجائے

مولوی اشرف علی صاحب کی تقریظ کا رد

قولہ بعد الحمد والصلوٰۃ احقر الوریٰ اشرفعلی عفی عنہ بتائید مضمون رسالہ اعلاء کلمۃ الحق عرض کرتا ہے کہ علم نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے باب میں جو آیات واحادیث وارد ہیں وہ تین قسم کی ہیں ایک وہ جو یقیناً ایجاب جزئی کو مفید ہیں دوسری وہ جو یقیناً سلب جزئی کو مفید ہیں اور ان دونوں قسموں میں کسی کو کوئی کلام نہیں **اقول** سبحان اللہ یہ فقرہ کہ ان دونوں قسموں میں کسی کو کوئی کلام نہیں کیسی جرأت ہے مثبتین کا دعویٰ کل شیٔ معلوم لنبینا صلے اللہ تعالی علیہ وسلم ہے اور یہ موجبہ کلیہ ہے اسکی نقیض سالبہ جزئیہ ہے یعنی بعض الاشیاء لیس بمعلوم لنبینا جو شخص ایجاب کلی کا مدعی ہو اُس کو کسطرح سلب جزئی میں کلام نہ ہوگا۔ کیا مولوی صاحب کے نزدیک مدعی کو اپنے دعوے کی نقیض مسلم ہوتی ہے اور اس میں کوئی کلام نہیں ہوتا یہ بھی خوش فہمی ہے

ایک دوسرے خصم خود کہتا ہے کہ بھلا کوئی ایک آیت یا حدیث تو ایسی سناؤ کہ جسکا یہ مضمون ہو کہ فلاں چیز کا علم سرور اکرم کو دیا ہی نہیں گیا چنانچہ زبدۃ المحققین امام المناظرین جناب الحاج حضرت مولنا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام فیضہم نے ابناء المصطفٰے کے صفحہ ۱۴ پر فرمایا ہاں ہاں تمام نجدیہ دہلوی گنگوہی جنگلی کوہی سب کو دعوت عام ہے اجمعوا شرکاءکم چھوٹے بڑے سب اکٹھے ہو کر ایک آیت قطعی الدلالۃ یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادہ چھانٹ لائیں جس سے صاف صریح طور پر ثابت ہو کہ تمامی نزول قرآن عظیم کے بعد بھی اشیاء مذکورہ ماکان وما یکون سے فلاں امر حضور اقدس صلی اللہ تعالے علیہ وسلم پر مخفی رہا جسکا علم حضور کو دیا ہی نہ گیا فان لم تفعلوا فاعلموا ان اللہ لا یھدی کید الخائنین اب یہ کہدینا کہ ان دونوں قسموں میں کسی کو کلام نہیں کس درجہ کی دیانت اور کیسا سچ ہے۔

قولہ - تیسری وہ جو محتمل ایجاب کلی اور ایجاب جزئی دونوں کو ہے **اقول** مناسب تھا کہ ان اقسام کی مثالیں لکھی جاتیں نہ معلوم کس مصلحت سے لکھی نہ گئیں یہ حصر جو تھانوی صاحب نے تین قسموں میں کیا ہے غلط ہے اس لئے کہ جو مفید ایجاب کلی ہے رضا لہ فتجلی لی کل شیء **الحدیث** وہ ایک چوتھی قسم ہے تو ان آیات واحادیث کا حصر تین قسموں میں باطل ٹھہرا **قولہ** اور اسی قسم میں کلام ہے **اقول** - جہ خوش جو مدعی ایجاب کلی کا ہے وہ چوتھی قسم سے کیوں نہ استدلال کریگا؟ **قولہ** جو لوگ جناب رسول مقبول صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے لئے جمیع مغیبات غیر متناہیہ کے علم کا اثبات کرتے ہیں **اقول** - جی ہاں یہ ضرور بتایئے کہ وہ کون لوگ ہیں جو حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے لئے جمیع مغیبات غیر متناہیہ کے علم کا اثبات کرتے ہیں مثبتین علم نبی کریم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم حضرت کے لئے ہرگز جمیع مغیبات غیر متناہیہ کے علم کا اثبات نہیں کرتے یہ زبردستی آپ نے اپنی چکائی وہ تو جمیع اشیاء کے علم کا دعوی کرتے ہیں اور جمیع اشیاء متناہی ہیں جیسا کہ جواب شبہ نہم میں مذکور ہوا **قولہ** واس قسم ثالث کو ایجاب کلی پر محمول کرتے ہیں اور اسی ایجاب کلی کو اپنا متمسک ٹھہراتے ہیں۔

اقول - غلط انھیں ضرورت ہی کیا ہے کہ قسم ثالث کو اپنا متمسک ٹھہرائیں جبکہ قسم رابع موجود موید اور چیز ہے **قولہ** اور جو باوجود تسلیم آپ کے اعلم الخلق ہونے کے اس علم محیط کی نفی کرتے ہیں وہ ایجاب جزئی پر محمول کرتے ہیں **اقول** بڑا کرتے ہیں اگر بے قرینہ ایجاب جزئی پر محمول

کرتے ہیں اور جو باوجود تسلیم آپ کے اعلم الخلق ہونے کے ایسا کرتے ہیں تو بہت بُرا کرتے ہیں

قولہ۔ اب بتوفیقہ تعالےٰ یہ احقر اولاً اسا ملانہ کہنا ہے کہ جب ایجاب کلی بوجہ احد المحتملین ہونے کے قطعی الدلالۃ نہیں ہو تو مقام اثبات عقائد میں[1] جو کہ دلیل قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ پر موقوف ہے اس سے کب استدلال صحیح ہوگا۔ **اقول** کیا خوب! بناء فاسد علی الفاسد حضرت آپ کی قسم ثالث سے مثبتین کو احتجاج کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے جو ایجاب کلی احد المحتملین ٹھہرے مثبتین قسم رابع سے استدلال کرتے ہیں جس میں مجال احتمال مخالف اصلاً نہیں۔ اب آپ کی یہ سب تار و پود کبیت عنکبوت ٹوٹ گئی لہٰذا اس قسم ثالث کو تھانوی صاحب ایجاب کلی پر حمل کریں یا ایجاب جزئی پر محبث سے خارج ہے کہ خصم کا احتجاج اس سے نہیں۔ البتہ اگر بے قرینہ حمل کریں گے تو لیاقت علمی کی داد پائیں گے **قولہ** بعض روایات مفیدہ سلب جزئی کہ اس میں احتمال عقلی بھی نہیں ہو سکتا کہ زمانہ حکم ایجاب کلی کو اس سے تاخر ہو۔ مثلاً یہ حدیث صحاح کہ قیامت میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم بعض لوگوں کو حوض کوثر کی طرف بلا دیں گے ملائکہ عرض کریں گے انک لا تدری ما احدثوا بعدک اس میں جملہ لا تدری الخ مفید ہو رہا ہے سلب جزئی کو اور چونکہ یہ واقعہ قیامت کا ہے اس میں احتمال عقلی بھی نہیں کہ زمانہ ورود روایات محتملہ ایجاب کلی کو اس سلب جزئی سے تاخر ہو۔

اقول۔ تقدم تاخر کیسا سلب جزئی ہی کہاں ہے۔ جب فخر عالم علیہ الصلوٰۃ دنیا میں خود ہی خبر دے رہے ہیں کہ ہم بعض لوگوں کو حوض کوثر کی طرف بلائیں گے اور ملائکہ یہ عرض کریں گے انک الخ تو حضور کو اس کا علم ہونا تو اسی حدیث سے ظاہر واقعہ تو قیامت کو پیش آئے گا اور خبر آج دیدی لیکن تھانوی صاحب کے نزدیک علم ہی نہیں بغیر علم ہی کے اخبار ہو گیا۔ اللہ عقل سلیم عنایت فرمائے تو انسان کو یہ سمجھنا کیا دشوار ہے کہ علم نہ ہوتا تو خبر دینا کیونکر ممکن تھا۔ پھر حضور کو دنیا ہی میں معلوم ہونا اور اس واقعہ کا نظر انور سے گزر جانا بخاری شریف کی حدیث میں بھی مروی بینا انا نائم فاذا زمرۃ حتی اذا عرفتھم خرج رجل من بینی و بینھم فقال ھلم فقلت این قال الی النار واللہ قلت

[1] یہ مقام عقائد ہے یا بحث فضائل تھانوی صاحب کو ابھی تک اتنا بھی معلوم نہیں جو وہ دلیل قطعی پر موقوف کرتے ہیں

ف حدیث ما احدثوا بعدک پر مولوی اشرف علی صاحب کا اعتراض اور اس کا جواب

وما شانهم قال انهم ارتدوا بعدك على ادبارهم القهقرى حضور فرماتے ہیں اس اثنار میں کہ میں خواب میں تھا اچانک ایک جماعت گزری حتے کہ جب میں نے انکو پہچانا تو ایک شخص نے میرے انکے درمیان سے نکلکر کہا آؤ۔ میں نے کہا کہاں اُس نے عرض کیا بخدا دوزخ کی طرف میں نے کہا اُن کا کیا حال ہے اُس نے عرض کیا کہ یہ حضور کے بعد اُلٹے پاؤں پیچھے پلٹ گئے۔ یہ بخاری شریف کی حدیث ہے۔ مولوی اشرفعلی صاحب کو اب تو معلوم ہوا ہوگا کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن لوگوں کو دنیا میں پہچانتے اور انکا مآل جانتے تھے پھر سلب کہاں علاوہ بریں جائز ہے کہ انک لا تدری میں ہمزہ استفہام مقدر ہو جیسا کہ وتلک نعمۃ تمنہا الاٰیۃ اور ھذا ربی میں مقدر ہے اور اس تقدیر پر صحیح مسلم شریف کی حدیث جو اسی مضمون میں بدیں الفاظ وارد ہے قرینہ قویہ ہے فاقول یارب منی ومن امتی فیقال اما شعرت ما عملوا بعدک یعنی پس میں کہونگا اے پروردگار میرے یہ میرے ہیں اور میرے امتی پس فرمایا جائیگا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا۔ اب تھانوی صاحب فرمائیں کہ وہ سلب کیا ہوا کیا تھانوی صاحب اتنا بھی نہیں جانتے تھے کہ متعدد احادیث سے حضور پر اعمال امت کا پیش ہونا ثابت ہے صحیح مسلم و ابن ماجہ میں ہے عرضت علی امتی باعمالھا حسنھا وقبیحھا یعنی مجھ پر میری امت مع اپنے نیک بد اعمال کے پیش کی گئی۔ دوسری حدیث ابوداؤد و ترمذی میں ہے عرضت علی اجور امتی حتی القذاۃ یخرجھا الرجل من المسجد وعرضت علی ذنوب امتی فلم ار ذنبا اعظم من سورۃ القراٰن واٰیۃ اوتیھا الرجل ثم نسیھا یعنی مجھ پر میری اُمت کی نیکیاں پیش کی گئیں یہانتک تنکا جس کو آدمی مسجد سے دور کرے اور مجھ پر میری امت کے گناہ پیش کیئے گئے۔ پس میں نے اس سے بڑھکر کوئی گناہ نہ دیکھا کہ آدمی کو قرآن پاک کی کوئی سورت یا آیت دی گئی پھر وہ اُس کو بھول گیا جب حضور اقدس پر اُمت کے تمام نیک بد صغیر کبیر اعمال پیش کیئے گئے اور پیش ہوتے ہیں پھر کسطرح حضور کو اُن لوگوں کے اعمال معلوم نہیں۔ تھانوی صاحب نے کسطرح سلب جزئی سمجھا کہیں اس کی رمق بھی ہے ابھی ذرا توقف فرمائیے کس کس چیز سے آنکھیں بند کر کے انکار پر اڑے

رہیں گے بخاری و مسلم کی حدیث شریف ہے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان امتی یدعون یوم القیمۃ غرا محجلین من اثار الوضوء فمن استطاع منکم ان یطیل غرتہ فلیفعل یعنی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ نے فرمایا کہ میری امت روز قیامت غرّ و محجل یعنی اس شان سے بلائی جائے گی کہ انکا سر اور ہاتھ پاؤں آثار وضو سے چمکتے ہوں گے پس تم میں سے جس سے ہو سکے اپنی چمک زیادہ کرے۔ مسلم شریف کی دوسری حدیث میں ہے کہ صحابہ نے عرض کیا کہ حضور کے جو امتی ابھی تک پیدا ہی نہیں ہوئے ہیں انھیں حضور روز قیامت کس علامت سے پہچانیں گے فرمایا کہ اگر کسی کے پنج کلیان گھوڑے سیاہ گھوڑوں میں ہوں تو کیا وہ اپنے گھوڑوں کو پہچان لیگا عرض کیا بیشک پہچان لیگا فرمایا کہ میرے امتی اس شان سے محشر میں آئیں گے کہ انکے پانچوں اعضاء چمکتے جگمگاتے ہونگے اور میں حوض پر انکا پیشوا ہونگا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں قالوا کیف تعلم من لم یات بعد من امتک یا رسول اللہ فقال ارأیت لو ان رجلا لہ خیل غر محجلۃ بین ظہری خیل دھم بھم الا یعرف خیلہ قالوا بلی یا رسول اللہ قال فانھم یاتون غرا محجلین من الوضوء وانا فرطھم علی الحوض کیا مولوی اشرف علی صاحب کے خیال میں ان مرتدین کے پنج اعضا بھی چمکینگے جس سے حضور کو انکے مومن ہونے کا خیال ہو سکے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کس بنیاد پر تھانوی صاحب سلب ثابت کرنے بیٹھے ہیں؟ بالفرض اگر حضور کو پہلے سے علم نہ ہوتا تو بھی اس علامت سے حضور پہچان سکتے تھے چہ جائیکہ پہلے سے معلوم ہو معرفت ہو چکی ہو جیسا کہ مسلم شریف کی روایت سے معلوم ہو چکا مگر تھانوی صاحب نے سلب کا لفظ سیکھ لیا ہے کتنی ہی حدیثوں کے خلاف ہو انھیں کسی کی پرواہ نہیں ایک حدیث اور سنتے چلئے حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ نے ارشاد فرمایا روز قیامت پہلے مجھی کو سجدہ کی اجازت ملے گی اور پہلے سر اٹھانے کا بھی مجھی کو اذن دیا جائیگا پھر میں اپنے سامنے تمام امتوں کے درمیان اپنی امت کو پہچان لونگا اور اسی طرح اپنے پس پشت اور داہنے اور بائیں بھی۔ ایک شخص نے عرض کیا نوح علیہ السلام کی امت سے حضور کی امت تک بہت امتیں ہونگی ان سب میں سے حضور اپنی امت کو کسطرح پہچان لیں گے فرمایا انکے ہاتھ پاؤں چہرے آثار وضو سے چمکتے

اور روشن ہونگے اور کوئی دوسرا اس شان پر نہوگا (کیوں تھانوی صاحب پھر بھی آپکے نزدیک حضور کو اُن مرتدین کا پہچاننا نا ممکن ہی رہیگا اب فرمائیے آپکے سلب کا کیا مزاج ہے؟) اور میں انھیں یوں پہچانونگا کہ اُنکے نامۂ اعمال اُنکے داہنے ہاتھوں میں ہونگے اور اُنکی ذریت اُنکے سامنے دوڑتی ہوگی (کیوں تھانوی صاحب کیا مرتدین کے اعمال نامے بھی کیا اُنکے داہنے ہی ہاتھوں میں ہونگے؟ ذرا اپنے سلب کی نبض تو دکھائیے انمیں کوئی رمق باقی تو نہیں ہے) حدیث کے الفاظ ملاحظہ ہوں انا اول من یوذن لہ بالسجود یوم القیمۃ وانا اول من یوذن لہ ان یرفع راسہ فانظر الی مابین یدی فاعرف امتی من بین الامم ومن خلفی مثل ذلک وعن یمینی مثل ذلک وعن شمالی مثل ذلک فقال رجل یا رسول اللہ کیف تعرف امتک من بین الامم فیما بین نوح الی امتک قال ھم غر محجلون من اثر الوضوء لیس احد کذلک غیرھم واعرفھم انھم یؤتون کتبھم بایمانھم واعرفھم تسعی بین ایدیھم ذریتھم رواہ احمد اب فرمائیے استفہام مقدر مانیے گا یا نہیں؟ اتنی حدیثیں آپکی تسکین کے لئے کافی ہیں یا وہی کہے جا سکا۔ کاش ذہول ہی پر حمل کیا ہوتا مگر مجبوری تو یہ تھی کہ آپکو شوق تھا سلب ثابت کرنیکا۔ بہر حال اتو انکا سلب مسلوب ہوا۔ والحمد للہ فرمائیے تھانوی صاحب اب سالبہ جزئیہ کس کے گھر سے آئیگا؟ **قولہ** دوسرا احتمل یعنی ایجاب جزئی متعین اور حق ٹھہرا اور یہی مذہب ہے نفاۃ کا۔ **اقول** یہ لیاقت علمی سے بیگانگی اور ذہانت کی بانگی ہے کہ نفاۃ کا مذہب ایجاب جزئی ہے خدا جانے کیا سوچکر لکھا ہے جسکا مذہب ایجاب ہے وہ کیونکر نفاۃ میں شمار کیا گیا؟

ایک عنایت فرما کا شبہہ جب فقیر کو تحریر بالا سے فراغت ملی تو ایک عنایت فرمانے ایک شبہہ اور پیش کر کے فرمایا کہ یہ شبہہ اور اسکا جواب جو تیرے خیال میں آئے اس رسالہ میں شامل کر چنانچہ وہ شبہہ مع جواب حوالہ قلم ہوتا ہے **شبہہ** بعد معراج کے جب حضرت رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے کافروں نے بیت المقدس کا حال دریافت کیا تو حضور متردد ہوئے جب اللہ جل شانہ نے بیت المقدس حضور کے سامنے کیا تب حضور نے کافروں کو اسکا حال بتایا۔ اگر حضور کو پہلے سے معلوم ہوتا تو آپ تردد نکرتے اور فوراً بتا دیتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکو ہر چیز کا علم نہیں **جواب** مسلمان کو صرف

اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے لئے جمیع اشیاء کا علم قرآن وحدیث سے ثابت ہے (جیسا کہ ابتدائے رسالۂ ہذا میں مفصل گزرا) تو پھر اپنی طرف سے شبہہ نکالنا اور ہمیشہ اس فکر میں رہنا کہ کوئی اعتراض علم نبی صلی اللہ تعالے علیہ وسلم پر گھڑیں گویا اس چیز کا انکار ہے جو قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور یہ سخت مذموم وقبیح ہے۔ لہذا جب ہم رسول اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا علم جمیع اشیاء پر ثابت کر چکے تو اب کسی کو اعتراض نہیں پہنچتا اور جو کوئی اعتراض کرے وہ آیت یا حدیث کا مقابلہ کرتا ہے۔ اس سے میری یہ مراد ہے کہ ہر شخص جاہل ہو یا عالم قرآن شریف وحدیث سے جو چیز ثابت ہے اسپر اپنی عقل ناقص سے اعتراض کر کے اس کی مخالفت نہ کرے بلکہ بسر وچشم تسلیم کرے۔ اب اصل شبہہ کے دفع کیطرف توجہ فرمائیے ہر ذی عقل اگر علم بھی نہ رکھتا ہو تا ہم اتنا تو ضرور جان سکتا ہے کہ کفار نے جو باتیں بیت المقدس کے متعلق حضور سراپا نور صلے اللہ تعالے علیہ وسلم سے دریافت کی تھیں وہ ضرور حضور کو معلوم تھیں اس لئے کہ اگر کفار ایسے امر کا سوال کرتے جسکے جاننے کا اقرار حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے نہ کیا ہوتا تو حضور ہرگز متردد وغمگین ہوتے بلکہ یہ صاف ارشاد فرما دیتے کہ ہمنے اس کے جاننے کا دعویٰ نہیں کیا پھر تم ہم سے کیوں اسکو دریافت کرتے ہو مگر حسب بیان سائل حضور نے یہ نہ فرمایا بلکہ متردد ہوئے اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور نے صراحتہً یا اشارۃً ان باتوں کے جاننے کا اقرار فرمایا تھا جو کافروں نے دریافت کیں اور حضور کا فرمان سراسر حق وبجا ہے تو ضرور حضور کو بیت المقدس کے متعلق ان باتوں کا علم تھا جو کفار نے دریافت کی تھیں پھر انکا نہ بتانا یا متردد ہونا کسی حکمت پر مبنی یا اسطرف التفات ہونے سے ناشی دوم یہ کہ خود حدیث شریف میں موجود ہے حضور بیت المقدس تشریف لے گئے اور یوں نہیں کہ سوار چلے جاتے تھے راستہ میں بیت المقدس پر گزرے اسکو پورے طور پر دیکھا بھی نہیں بلکہ وہاں سواری یعنی براق سے اتر کر مسجد کے اندر تشریف لائے پھر وہاں دو رکعتیں تحیۃ المسجد پڑھیں پھر باہر تشریف لائے پھر جبرئیل علیہ السلام ایک برتن شراب کا ایک دودھ کا لائے حضور نے دودھ پسند فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپنے فطرۃ کو اختیار فرمایا الفاظ اس حدیث کے جو بروایت انس مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۲۸ میں مروی ہیں یہ ہیں عن ثابت البنانی عن انس ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال اتیت بالبراق وھو دابۃ

ابیض طویل فوق الحمار و دون البغل یقع حافرہ عند منتہی طرفہ فرکبتہ حتی اتیت بیت المقدس فربطتہ بالحلقۃ التی تربط بہا الانبیاء قال ثم دخلت المسجد فصلیت فیہ رکعتین ثم خرجت فجاءنی جبرئیل باناء من خمر و اناء من لبن فاخترت اللبن فقال جبرئیل اخترت الفطرۃ انتھی بقدر الحاجۃ اب کہ حضرت کی سیر اور بیت المقدس کا دیکھنا، وہاں ٹھہرنا سواری سے اتر آنا، سواری یعنی براق کو باندھ دینا بیت المقدس میں داخل ہوکر دو رکعتیں ادا فرمانا پھر شراب چھوڑنا دودھ اختیار کرنا صاف بتا رہا ہے کہ حضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ و آلہ وصحبہ وسلم کو وہاں کے حالات پر آگاہی تھی پھر اگر حضور متردد ہوئے ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اُس وقت اسطرف التفات نہ تھا چنانچہ الفاظ حدیث کے اسپر دلالت کرتے ہیں کہ جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد رایتنی فی الحجر و قریش تسئلنی عن مسرای فسالتنی عن اشیاء من بیت المقدس لم اثبتہا فکربت کربا الحدیث از مشکوٰۃ اور اس حدیث کے حاشیہ پر ہے لم اثبتہا ای لم اضبطہا ولم احفظہا ۱۲۔ از لمعات بلکہ ایک روایت میں تو یہ وارد ہے کہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے اوصاف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دریافت کیے اور حضرت نے سب بتا دیے اس حدیث میں تردد و فکر کا نام تک نہیں چنانچہ مدارج النبوۃ جلد اول میں ہے بیں آمد ابوبکر رضی اللہ عنہ در حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وگفت یارسول اللہ وصف کن آنرا بمن کہ من رفتہ ام آنجا و دیدہ ام آنرا پس وصف کرد آنرا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پس گفت ابوبکر اشہد انک رسول اللہ الخ

شبہہ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم یعنی خدا کی قسم میں نہیں جانتا درآں حالیکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور نہ یہ کہ تمہارے ساتھ کیا کیا جائیگا اور یہ مضمون آیت میں بھی ہے قل ما کنت بدعا من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولا بکم جواب آیت و حدیث دونوں میں ادری ہے جو درآیتہ سے

حدیث ما ادری اور مضمون آیت ما ادری کے شبہ کا جواب

مشتق ہے اور درایت اٹکل اور قیاس سے کسی بات کے جان لینے کو کہتے ہیں رد المحتار صفحہ ۹
میں ہے (والراجح الدرایۃ) بالرفع عطفا علی الاشبہ ای الراجح من جھۃ الدرایۃ
ای ادراک العقل بالقیاس علی غیرہ تو صاف یہ معنے ہوئے کہ میں اپنی
عقل سے نہیں جانتا اور تعلیم الٰہی جاننے کا انکار کسی لفظ سے آیت و حدیث کے نہیں نکلتا
مگر تعجب ہے کہ معترض نے شبہہ کیا اور یہ نتیجہ نکالا کہ حضرت کو نہیں معلوم تھا کہ اللہ جل شانہ
حضرت کے ساتھ کیا کریگا اور اس سادہ لوح نے اتنا نہ سمجھ لیا کہ اللہ جل شانہ خود فرماتا ہے
وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ جب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ
تعالے علیہ وسلم کو آخرت کی بہتری اور اللہ جل جلالہ کی رضامندی دنیا میں ہی معلوم ہونا آیت
قرآنی سے ثابت ہے اور حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا اس پر یقین فرما کر یہ فرمانا لما نزلت
ھذہ الآیۃ قال اذا لا ارضی و واحد من امتی فی النار از تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۵۶
کہ میری امت کا ایک شخص بھی دوزخ میں ہوگا تو میں راضی نہ ہونگا۔ صاف بتا رہا ہے کہ
حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو خوب معلوم تھا کہ آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا جائیگا۔
الغرض معترض کا شبہہ یا تعصب کی بنا پر ہے یا جہالت سے اس بیچارہ کو ابتک یہ خبر نہیں کہ
یہ آیت جس سے وہ حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا علم ہونا اس معاملہ کی نسبت جو آپکے اور آپکی
امت کے ساتھ کیا جائیگا ثابت کرتا ہے وہ آیت منسوخ ہے ملا عبد الرحمن بن محمد دمشقی رحمۃ اللہ
رسالہ ناسخ و منسوخ میں لکھتے ہیں قولہ تعالیٰ ما ادری ما یفعل بی ولا بکم الآیۃ نسخ
بقولہ تعالیٰ انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و تاخر
الآیہ اور اسی صفحہ میں اس سے کچھ آگے چلکر لکھتے ہیں سورۃ الفتح وفیہا ناسخ ولیس فیہا
منسوخ فالناسخ قولہ تعالے لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر والمنسوخ
قولہ تعالیٰ وما ادری ما یفعل بی ولا بکم ان دونوں عبارتوں سے ثابت ہوگیا کہ آیہ کریمہ
ما ادری ما یفعل بی ولا بکم منسوخ ہے اور اسکا ناسخ انا فتحنا لک فتحا مبینا الآیہ ہے
جس میں دنیا میں فتح مبین کا اور آخرت میں غفران کا مژدہ دیا گیا اور یہ بتا یا گیا ہے کہ سید عالم
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیساتھ انکا رب جل وعلا دنیا و آخرت میں کیا کریگا۔ اب مولوی عبد العزیز

کا یہ قول بالکل باطل ہو گیا کہ اس آیت کے اگر یہ معنی لیئے جاویں کہ اپنے خاتمہ اور عاقبت کی
آپ کو خبر نہ تھی تو یہ منسوخ ہے اور معاذ اللہ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں اور دوسرے معنے کر
یعنی آپ اُن واقعات اور معاملات سے جو دُنیا میں آپ کو پیش آنے والے تھے بے خبر تھے
کسی کے نزدیک منسوخ نہیں (غیبی رسالہ صـ۳۵) ثانیاً دوسرے معنے جو معترض نے نکالے
بہت ضعیف ہیں صحیح معنے وہی ہیں جن پر وہ خود آیت کو منسوخ مانتا ہے بخاری میں ہے عن خارجۃ
بن زید بن ھشام ان ام العلاء امراۃ من الانصار وکانت بایعت النبی صلے اللہ
علیہ وسلم اخبرتہ انہ اقتسم المھاجرون قرعۃ قالت فطار لنا عثمان
بن مظعون فانزلناہ فی ابیاتنا فوجع وجعہ الذی توفی فیہ فلما توفی وغسل
کفن فی اثوابہ دخل علیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقلت رحمۃ اللہ
علیک ابا السائب فشہادتی علیک لقد اکرمک اللہ فقال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم وما یدریک ان اللہ اکرمہ فقلت بابی انت یا رسول اللہ
فمن یکرمہ اللہ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اما ھو فقد جاءہ الیقین
واللہ انی لارجولہ الخیر واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی قالت
فواللہ ما ازکی بعدہ احدا یا رسول اللہ اور کمالین حاشیہ تفسیر جلالین مطبوعہ مطبع
فاروقی صـ۴۲۳ میں اسی کریمہ وما ادری الآیہ کی تفسیر کے متعلق لکھتے ہیں قال ابن الجوزی
الصحیح فی معنے الآیۃ قول الحسن وعن ابن عباس وانس وعکرمۃ وقتادۃ معناہ
لا ادری حالی ولا حالکم فی الآخرۃ ثم نزل بعدہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من
ذنبک وما تاخر فقالوا ھنیئا لک قد علمنا ما یفعل اللہ تعالیٰ بک ثم نزل لیدخل
المومنین والمومنات جنات اھ تو معلوم ہو گیا کہ ابن جوزی (غیر مقلدوں کے مسلم محدث)
کے نزدیک بھی آیت کے وہی معنے صحیح نکلے جن کے مراد ہونے پر مولوی عبد العزیز صاحب نے
بھی آیت کے منسوخ ہونے کا اقرار کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ یہ کسی مسلمان کا عقیدہ نہیں
اب کیا مجال گفتگو رہی ثالثاً اگر مولوی عبد العزیز صاحب کے وہ ثانی معنے فرض بھی کر لیئے
جاویں تو ان کا یہ کہنا سراسر باطل ہے کہ کسی کے نزدیک بھی منسوخ نہیں۔ کیونکہ اول تو
اس آیت کو جہاں منسوخ لکھا ہے یہ نہیں لکھا کہ اس معنے کے لیئے تو منسوخ ہے

گر دوسرے معنی کے لئے منسوخ نہیں دوسرے جو آیت اس کی ناسخ ہے وہ خود بتا رہی ہے کہ دوسرے معنی میں بھی آیت منسوخ ہے اس لئے کہ اس میں اس کی بھی صاف بشارت ہے کہ دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا جاویگا اور اس کی بھی کہ آخرت میں کیا تفسیر لباب التاویل (خازن) جلد رابع صـ۱۲۳ ملاحظہ کیجئے اس میں ہے وقیل لا ادری الی ماذا یصیر امری وامرکم فی الدنیا اما انا فلا ادری اخرج کما اخرجت الانبیاء من قبلی ام اقتل کما قتل بعض الانبیاء من قبلی واما انتم ایھا المصدقون فلا ادری اتخرجون معی ام تترکون ام ماذا یفعل بکم ولا ادری ما یفعل بکم ایھا المکذبون اترمون بالحجارۃ من السماء ام یخسف بکم ام ای شئ یفعل بکم مما فعل بالامم المکذبۃ ثم اخبرہ اللہ عزوجل انہ یظھر دینہ علی الادیان کلھا فقال تعالٰی ھو الذی ارسل رسولہ بالھدٰی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وقال فی امتہ وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون فاعلمہ ما یصنع بہ وبامتہ قیل معناہ لا ادری الی ماذا یصیر امری وامرکم ومن الغالب والمغلوب ثم اخبرہ انہ یظھر دینہ علی الادیان وامتہ علی سائر الامم کیوں صاحب کہو اب بھی سمجھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حق سبحانہ تعالٰی نے انکی بھی خبر دیدی تھی کہ دنیا میں آپکے اور آپ کی امت کے ساتھ کیا معاملہ کیا جاویگا اس معنی میں بھی یہ آیت منسوخ ہی ہے جو اس پر بھی نہ سمجھے وہ تو اس بت کو خدا سمجھے۔ (ا) لعجاً نہایت شرم کی بات تو یہ ہے کہ ہمارے مخالفین باوجود دعوے اسلام کے آج اس آیت سے خوشی خوشی ایسا ہی اعتراض نکال رہے ہیں جیسا کہ عرب کے مشرکوں نے نکالا تھا اور اس کے جواب میں وہی آیت پیش کرلی ہوتی ہے جو ان کفار نابکار کے جواب میں نازل ہوئی۔ ہائے اسلام کا دعوے اور یہ حرکتیں لما نزلت ھذہ الآیۃ فرح المشرکون وقالوا واللات والعزی ما امرنا وامر محمد عند اللہ الا واحد وما لہ علینا من مزیۃ وفضل ولولا انہ ابتدع ما یقولہ من ذات نفسہ لاخبرہ الذی بعثہ بما یفعل بہ فانزل اللہ

عز وجل لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر فقالت الصحابة هنیئاً لك
نبی الله قد علمت ما یفعل بك فماذا یفعل بنا فانزل الله عز وجل لیدخل المؤمنین
والمؤمنات جنات تجری من تحتها الانهار الآیہ وانزل وبشر المؤمنین بان لهم من الله
فضلا کبیرا فبین الله ما یفعل به وبهم (خازن) صـ۱۲۳ مطبوعہ مصر۔ **شبہہ** قرآن پاک میں
وارد ہے یوم یجمع الله الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا انك انت علام الغیوب
یعنی جس دن جمع کرے اللہ رسولوں کو فرمائیگا کہ تم کیا جواب دیئے گئے یعنی تمہاری
اُمتوں نے تبلیغ اسلام پر کیا جواب دیا وہ کہیں گے ہمیں علم نہیں تو ہی علام الغیوب
ہے تو اگر رسولوں کو ہر چیز کا علم ہوتا تو وہ ایسا کیوں کہدیتے؟ **جواب** ایسے شبہات
مخالفین کی کوتہ اندیشی اور نادانی سے ناشی ہیں کیونکہ صرف آیت ہی سے اتنا تو ظاہر ہے کہ انبیاء
علیہم السلام کو اس چیز کا علم ضروری ہے جس کی نسبت وہ لا علم لنا فرماوینگے کیونکہ سوال یہ ہی تو ہے کہ تمہاری
اُمتوں نے تمہیں تبلیغ کے بعد کیا جواب دیا تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو وہی فرمانا اور جواب دینا
چاہئے جو اُن کو انکی اُمت نے دیا تھا بجائے اس کے یہ کہنا کہ ہم نہیں جانتے تو خود عالم الغیب ہے
صاف دلیل اس کی ہے کہ وہ بمقابلہ علم حق سبحانہ تعالیٰ کے اپنے علم کی نفی کر رہے ہیں اور یہی تقتضائے ادب
بھی ہے اور حقیقت میں تمام مخلوقات کا علم خالق جل شانہ کے علم کے سامنے مثل لاشئی کی ہے تفسیر خازن صـ۵۵۲
جلد اول میں تفسیر کبیر سے نقل کیا ہے ان الرسل علیہم السلام لما علموا ان الله
تعالیٰ عالم لا یجہل وحلیم لا یسفہ وعادل لا یظلم علموا ان قولهم لا یفید خیرا
ولا یدفع شرا فرأوا الادب فی السکوت وتفویض الامر الی الله تعالیٰ و
عدله فقالوا لا علم لنا جمہور مفسرین اس کے تو مقر رہیں کہ انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم وسلامہ
کو یہ علم تو ضرور ہے کہ ان کی اُمتوں نے انہیں کیا جواب دیا ہے پس اس سے مخالفین کے شبہہ کا تو
قلع قمع ہو گیا اور دم مارنے کی جگہ نہ رہی مگر ہمیں یہاں سے ایک نکتہ حاصل ہوا وہ یہ کہ انبیاء
علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ ہمیں علم نہیں ان کے عدم علم کی دلیل نہیں بلکہ یہ کہ ان کا مقتضائے
ادب ہے کہ حضرت حق سبحنہ تعالیٰ کے سامنے وہ اپنے علم کو کچھ شمار نہیں کرتے جیسے لائق شاگرد اپنے
جلیل القدر استادوں کے سامنے تو اب اگر ہمارے مخالفین صاحبان کو کچھ شرم وحیا سے تعلق ہو تو

آئندہ ایسی عبارات سے ہرگز استدلال نہ کیا کریں کہ ایسے انکار سوءِ ادب پر محمول ہوتے ہیں **شبہ** ابوداؤد شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو پاپوش مبارک قدم سے اتار دی یہ دیکھکر صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) نے بھی اپنی اپنی پاپوشیں اتار دیں سرورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد فراغ نماز صحابہ سے دریافت فرمایا کہ تم نے کس سبب سے اپنی اپنی پاپوش کو اتار دیا عرض کیا کہ حضور نے قدم مبارک سے پاپوش مبارک اتار دی ہے لہٰذا ہم نے بھی ایسا ہی کیا فرمایا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام نے خبر دی تھی کہ ان میں نجاست ہے تو اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب داں ہوتے تو کیوں نجاست والی جوتیوں سے نماز پڑھتے؟ **جواب** معترض کا یہ کہدینا کہ نجاست والے جوتے سے نماز پڑھی خلاف ادب اور اس کی ناسمجھی پر دال پاپوش مبارک میں کوئی ایسی نجاست نہ لگی تھی جس سے نماز جائز نہ ہوتی ورنہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پاپوش مبارک اتارنے پر اکتفا نہ فرماتے بلکہ نماز ہی از سرِ نو پڑھتے مگر جب ایسا نہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ کچھ ایسی نجاست ہی نہ تھی جس سے نماز درست نہ ہوتی بلکہ جبرئیل علیہ السلام کا خبر دینا اظہارِ عظمت و رفعت شان حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ہے کہ کمال تنظیف و تطہیر حضور کے حال شریف کے لائق ہے اس سے عدم علم سرورِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر استدلال ایک خام خیال ہے شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں[۱] وہُوَ ہٰذا

پیغام قاف ذال مجمہ ور اصل آنچہ کہ دیدہ ارد طبع و ظاہر نجاستے نبود کہ نماز بآں درست

نباشد بلکہ چیزے بود مستقذر کہ طبع از نا خوش دارد و الانماز از سر میگرفت کہ بعضے نماز

بآں گزاردہ بود و خبر دادن جبرئیل بہ آوردن از یا جہت کمال تنظیف و تطہیر بود کہ لائق

بحال شریف وے بود **شبہ** واقعہ بیر معونہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ چند لوگ آپ میرے ساتھ کردیں جو میری قوم کو دین کی تبلیغ کریں اگر وہ مسلمان ہوجائیں گے تو میں بھی ہوجاؤں گا آپ نے ستر صحابہ جلیل القدر قاری قرآن

[۱] اگرچہ حدیث شریف میں جوتے پہنکر نماز پڑھنے کا ذکر آیا ہے مگر صحابہ کے لیے اس وجہ سے درست تھا کہ اُن کے جوتے نہایت پاک تھے اور نیز اس وقت تک مسجد میں فرش نہ بنا تھا مگر اب عام طور سے جوتے پہنکر مسجد میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں مسجد کی تلویث ہے اللہ تعالیٰ نے مسجد کی تطہیر کا حکم فرمایا ہے کذا فی ردالمحتار ۱۲

اسکے ہمراہ کر دیئے راستہ میں وہ سب کے سب غدر اور بیوفائی کے ساتھ شہید کر ڈالے گئے جس پر آپ کو کمال حزن وملال ہوا اگر آپ کو پہلے سے معلوم ہوتا کہ یوں شہید کر ڈالے جائیں گے تو آپ انھیں کیوں روانہ فرماتے۔ جواب اس تمام قصہ کے نقل کرنے سے معترض صاحب کا جو مدعا ہے وہ یہی پچھلا فقرہ ہے کہ اگر آپ کو پہلے سے معلوم ہوتا کہ شہید کر ڈالے جائیں گے تو آپ انھیں کیوں روانہ فرماتے۔ ہائے افسوس اے غریب تم کیا سمجھ گئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باوجود علم کے کیوں انھیں روانہ نفرماتے آخر روانہ نفرمانیکا باعث کیا۔ صرف صحابہ کی حفاظت جان یا اور کچھ بھی۔ اب ذرا ہوش سے سنیئے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حوصلے اور ہمتیں معاذ اللہ آپ کی طرح نہ تھیں کہ محض تن پروری مقصود ہوتی، جان کے لالچ میں دینی خدمت سے باز رہ سکتے اور اس خیال سے کہ یہاں جان عزیز نذر اشاعت اسلام ہوتی ہے درگذر کر جاتے ع کار پاکاں را قیاس از خود مگیر۔ اے حضرت وہ تو ہر دم جان نذر کرنیکو تیار رہتے تھے ع جاں نذر ابراتے دوست میداریم دوست۔ ہر چند کے سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر صحابہ کے پیش آنیوالے جملہ واقعات ظاہر ہوں گے یہ موقع درگذر نہیں کہ ایک شخص اشاعت اسلام کے لئے عرض کرتا ہے کہ حضور ہمارے ساتھ انہیں از سندوں کو اس کی قوم کی ہدایت کے واسطے بھیجدیں اور اسے یہ جواب دیں کہ ہمیں اشاعت اسلام اور ہدایت خلق سے جان زیادہ محبوب ہے۔ وہاں جو جائیں گے وہ مارے جائیں گے اس لئے بخوف جان اس موقع پر اعلاء کلمۃ اللہ میں ہی کوشش نہیں کی جاتی ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یہ سب خرافات ہیں وہاں بمقابلہ اعلاء کلمۃ اللہ کے جان کی کچھ پرواہ نہ تھی ادھر خود صحابہ کرام کو شوق شہادت گدگدا رہا تھا اور جوش میں بھرے ہوئے تھے شہادت ایک بڑا رتبہ ہے چنانچہ ایسی واقعہ بیر معونہ میں مقاتلہ کرنے والے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جب شہید ہوگئے اور ان میں سے حضرت منذر بن عمرو رہ گئے تو کفار نے ان سے کہا آپ چاہیں تو ہم آپ کو امن دیں مگر آپ کے آرزو مند شہادت دل نے ہرگز نہ مانا اور آپ نے بمقابلہ شہادت کے امن کو قبول نہ فرمایا کذا فی مدارج النبوۃ جلد ۲ صـ۱۸۱ یہ تو عرض کیا گیا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

صحابہ کرام کو دین پہ جان تصدق کرنے ہی کے لئے روانہ فرمایا تھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم تھا کہ یہ سب شہید ہو جاویں گے مگر جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضور کے لئے قبل واقعہ علم شہادت صحابہ تسلیم کر لینے سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قتل عمد کی نسبت کرنا پڑیگی تو کیا وہ منذر ابن عمر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہ خودکشی کا الزام لگائیگا کہ انہوں نے باوجود امن پانیکے شہادت ہی کو اختیار فرمایا۔ اور اسی طرح حضرت عمر بن امیہ ضمری اور حارث پہ بھی کہ یہ حضرات اونٹوں کو چراگاہ میں لے گئے تھے جب واپس آئے اور لشکر گاہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ پرندوں کو گرد لشکر کے دیکھا اور گرد و غبار اٹھا معلوم ہوا اور کافروں کے سواروں کو بلندی پہ کھڑا اور اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شہید دیکھا تو آپس میں مشورہ کرنے لگے اب مصلحت کیا ہے۔ عمر بن امیہ ضمری کی رائے ہوئی کہ سید کائنات کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ماجرا بیان کیا جائے حارث نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ اب ہم پہنچی ہوئی شہادت بہت غنیمت ہے چنانچہ انھوں نے کفار سے مقابلہ کیا اور ان میں چار آدمیوں کو قتل کر کے حارث خود بھی شہید ہو گئے کذا فی صحیح مسلم و مدارج النبوۃ اب یہاں سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا شوق شہادت ثابت ہوتا ہے کہ انھوں نے امن و عافیت کو چھوڑ کر شہادت حاصل کرنے میں سعی کی اور کامیاب ہوئے۔ اب جس طرح کوئی مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا کہ صحابہ کرام نے قصداً دیدہ و دانستہ اپنی جان ہلاکت میں ڈالی اور خودکشی کی اس طرح یہ کہنا بھی کسی ایمان والے کا کام نہیں ہے کہ فخر عالم صلی اللہ علیہ تعالیٰ وسلم دیدہ و دانستہ صحابہ کو روانہ فرما کر قتل عمد کے مرتکب ہوئے والعیاذ باللہ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی جانیں راہ خدا میں نذر کیں اور ان جانوں کے اس سے عمدہ طور پہ کام آنیکا کوئی موقع نہ تھا۔ جان کی بڑی قیمت یہی تھی کہ راہ خدا میں نثار ہو گئی یہ کہنا کہ اس حادثہ کا حضرت کو علم ہوتا تو صحابہ کو نہ بھیجتے اور صحابہ کو علم ہوتا تو وہ نہ جاتے صریح فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام پر الزام لگانا ہے کہ جب جان تصدق کرنے کا موقع آتا اور یہ سمجھتے کہ جان جاتی ہے تو وہ گذر کر جاتے اور ہم لوگوں کی طرح خیال کرتے کہ کون مفت خطرہ میں جان ڈالے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم توبہ کیجئے صحابہ اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ شان نہیں کہ دین پہ جان نثار کرنے میں دریغ کر جائیں جان جاتی دیکھیں تو اسلام کی اشاعت کے پاس تک نہ آئیں بلکہ یہ حضرات جب سمجھ لیں کہ اب جان نذر

کرنیکا موقع ہے تو بڑی خوشی اور شوق سے جان نذر کردیں جیسا کہ میں اوپر صحابہ کے واقعات سے ثابت کر چکا ہوں

میں پہلے سر شوق سے تیغ قاتل جھکا دوں   لے جان اگر خنجر فولاد تمہارا

تو اس صورت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاملہ سے واقف ہونا کس مانع روانگی صحابہ ہوتا اب بحمد اللہ تعالیٰ معترض کا اعتراض بالکل باطل ہو گیا اور حضور کا صحابہ کرام کو باوجود پیش آنیوالے واقعات پر مطلع ہونے کے روانہ فرما دینا قابل اعتراض نہ رہا پھر حضور کا یہ روانہ فرما دینا اگرچہ کسی طرح قابل اعتراض نہیں مگر اللہ عقل و ایمان نصیب فرماوے تو معلوم ہو کہ حضور کی اس میں بہت سی مصلحتیں اور حکمتیں تھیں کہ ان سب کا علم بھی خاصان خدا ہی کو ہے اور جس قدر علم ہمیں عنایت ہوا بقدر اس کے لکھ دینا بھی اس مختصر رسالہ میں دشوار ہے لہذا کچھ بطور نمونہ پیش کیا جاوے اسی واقعہ بیر معونہ میں صحابہ کا دلیری اور جوانمردی کیساتھ حکم پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعمیل میں پروانہ وار جاں نثار کرنا اور جان دینے میں خوش ہونا عجیب قابل یادگار اور دل پہ اثر کرنیوالی بات ہے جس سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی قوت ایمانی اور محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اندازہ ہوتا ہے اور خلق اللہ کو ایسے پر اثر واقعات سے ہدایت ہوتی ہے بخاری شریف میں ہے کہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بیر معونہ پہ پہنچے اور انہوں نے حضور سراپا نور محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مکتوب مرغوب حرام بن ملحان کو دیا کہ عامر بن طفیل کے پاس لیجائیں حرام دو شخصوں کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے جب اس قوم کے نزدیک پہنچے ان دونوں شخصوں سے کہا کہ تم یہیں رہو میں جاتا ہوں اگر ان لوگوں نے مجکو امن دی تو تم بھی چلے آنا اور اگر مجھے مار ڈالا تو تم اصحاب کیساتھ جا ملنا پھر حرام ابن ملحان نے ان لوگوں سے کہا امن دو تو میں تمہیں خدا کے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیام پہنچاؤں حرام ابن ملحان گفتگو ہی کر رہے تھے کہ ایک شخص نے جو ان کے پیچھے تھا ان لوگوں کے اشارہ سے ان پہ حملہ کیا اور نیزہ مارا کہ وہ حرام کے بدن کے دوسری طرف نکل آیا اس حالات میں حرام بن ملحان کی سے جو کلمے نکلے ہیں رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیساتھ محبت رکھنے والوں کو اس کا کچھ لطف آئیگا حالت تو یہ کہ نیزہ سینے سے پار ہو گیا اب خون چہرہ اور تمام بدن کو رنگین کر رہا ہے اور زبان پر کیا مبارک کلمہ ہے۔ اللہ اکبر

فزت ورب الکعبۃ رب کعبہ کی قسم میری آرزو پوری ہوگئی اور مطلب حاصل ہو گیا مراد مل گئی یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل پورے طور پہ ہوئی رتبہ شہادت ملا۔ سبحان اللہ ایک تو یہ دل تھے جو یوں دیوانہ وار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل جان نذر کرتے تھے اور ایک یہ زمانہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کی تنقیص اور حضور اقدس کی صفت کمال کے انکار میں رات دن سرگرم ہیں فلما نزلوھا قال بعضھم لبعض ایکم یبلغ رسالۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اھل ھذا الماء فقال حرام بن ملحان انا فخرج بکتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی عامر بن الطفیل وکان علی ذلک الماء فلما اتاھم حرام بن ملحان لم ینظر عامر بن الطفیل فی کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال حرام بن ملحان یا اھل بئر معونۃ انی رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیکم انی اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ فامنوا باللہ ورسولہ فخرج الیہ رجل من کسر البیت برمح فضربہ بہ فی جنبہ حتی خرج من الشق الاٰخر فقال اللہ اکبر فزت ورب الکعبۃ (کذا فی الخازن صـ۳۳ و مدارج النبوۃ صـ۱۵۰) صحابہ کی اس طرح جان نثاریاں تو ایمان والوں کے دلوں میں محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تخم کاری کیلئے اکسیر ہیں علاوہ بریں حضور کی خبر نہ دینے اور تحمل فرمانے میں بہت سی حکمتیں ہیں چنانچہ اسی واقعہ بئر معونہ میں جب حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اپنے شوق سے مقاتلہ کر کے شہید ہو گئے اور عمرو بن امیہ ضمری باقی رہ گئے اور عامر بن طفیل نے ان کو شہید نہ کیا پیشانی کے بال پکڑ کے چھوڑ دیا اور مدینہ منورہ حاضر ہونے کی رخصت دی اور یہ دریافت کیا کہ ان شہداء سے آپ واقف ہیں فرمایا کہ ہاں واقف ہیں تب وہ انکو شہداء کے مقتل میں اور ہر ایک کا نام و نسب دریافت کرنے لگا اور یہ کہنے لگا کہ کوئی صاحب ایسے تم میں تھے جنکی نعش یہاں نہیں ہے عمرو نے فرمایا کہ ہاں عامر بن فہیرہ جو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بندۂ آزاد کردہ شدہ تھے وہ یہاں نہیں ہیں کہا وہ کیسے آدمی تھے فرمایا کہ وہ بڑے فاضل اور پرانے مسلمان تھے۔ عامر بن طفیل کافر نے کہا کہ اُن کی شہادت کے وقت میں نے بچشم خود دیکھا کہ وہ آسمان کی جانب اٹھا لیے گئے۔ (ف) عامر بن طفیل کا ایسا عجیب و غریب واقعہ دیکھنا اور خود اُس کو بیان کرنا اور پھر اس جماعت کے قتل سے پشیمان ہونا اور ایمان سے محروم رہنا

تعجب خیز اور اسکی کور باطنی اور شقاوت ازلی کی صاف نظیر ہے مگر پھر بھی وہ تو کافر تھا مسلمان صورتوں کا آیتیں
اور حدیثیں اور عجیب عجیب واقعات کتابوں میں دیکھنے کے بعد بھی علم عظیم نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا انکار ہی کئے
جانا اور نصوص پاکر بھی مطمئن نہ ہونا بلکہ اپنے قیاسات فاسدہ اور اوہام باطلہ سے اس علم عظیم پر اعتراض کرنا
حیرت انگیز ہے اللہ جل شانہ ہدایت فرمائے بنی کلاب میں ایک اور شخص جبار بن سلمی بھی اپنی کفار میں تھا
اس سے منقول ہے کہ جب میں نے عامر بن فہیرہ کے نیزہ مارا اور وہ دوسری طرف نکل آیا تو میں نے انکی
زبان سے یہ کلمہ سنا فزت واللہ اور یہ دیکھا کہ وہ آسمان کی طرف اٹھا لیے گئے اس وقت مجھے یہ فکر ہوئی
کہ اس لفظ سے کیا مراد تھی تو میں ضحاک بن سفیان کلابی کے پاس گیا اور انھیں تمام حال سنایا
کہنے لگے کہ ان کی مراد یہ تھی کہ خدا کی قسم میں نے مراد پالی - میں نے یہ سنکر ضحاک سے کہا کہ
مجھے مسلمان کر لیجئے اور میں مسلمان ہو گیا اور یہ واقعہ میرے اسلام لانے کا باعث ہوا سبحان اللہ
سعادتمندوں کو جیسے اس حال کے مشاہدہ سے ایمان نصیب ہوا ویسے ہی اس کے استماع
سے بھی صدہا برکات حاصل ہوئے مخالفین اب تو سمجھتے ہوں گے کہ حضور کے اطلاع نہ دینے
میں حکمتیں تھیں - پھر اطلاع نہ دینا علم نہ ہونے کو مستلزم نہیں - ہر چند کفار نے سوال کئے مگر حضرت
حق سبحانہ تعالے نے انھیں وقت قیامت پر مطلع نہ فرمایا پھر اگر یہ راز تھا تو رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کیسے ظاہر فرما دیتے - آپ سینہ مبارک میں اللہ کے ہزاروں راز مخزون تھے حضور امین
تھے یہ شان تحمل کی ہے کہ ایسے ایسے موقعوں پر سکوت فرما دیں اور کام اللہ جل شانہ کی سپرد
کر دیں کہ وہ خود بھی تو عالم میں جو اس کی مرضی - مولانا ئے روم فرماتے ہیں ؎

عارفاں کہ جام حق نوشیدہ اند ؛ رازہا دانستہ و پوشیدہ اند ؛ ہر کرا اسرار کار آموختند ؛ مہر کردند و دہانش دوختند
بر لبش قفل است و در دل رازہا ؛ لب خموش و دل پر از آوازہا ؛ گوش آنکس گوش اسرار جلال ؛ کو چو سوسن صد زبان افتاد لال
تا نگوید سر سلطان را بکس ؛ تا نریزد قند را پیش مگس ؛ سر غیب آنرا سزد آموختن ؛ کہ ز گفتن لب تواند دوختن

درخورد دریا نشد جز مرغ آب ؛ فہم کن واللہ اعلم بالصواب

بایں ہمہ سرور اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے اس پیش آنیوالے حادثہ کی طرف صحابہ کرام رضوان اللہ
تعالیٰ علیہم اجمعین کے روانہ فرمانے سے قبل اشارۃً فرما دیا تھا چنانچہ یہ الفاظ صحاح کی کتابوں میں
مروی ہیں فقال رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم انی اخشی علیھم

۱ اہل نجد۔

شبہہ۔ بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے اپنے حجرے کے دروازے پر جھگڑے کو سنا آپ نے باہر تشریف لاکر فرمایا کہ سوائے اسکے نہیں کہ میں آدمی ہوں میرے پاس خصم یعنی جھگڑنے والے آتے ہیں شاید بعض تمہارا بعض سے خوش بیان ہو اسکی خوش بیانی سے میں اس کو سچا جانوں اور اس کے حق میں فیصلہ کردوں پس جس کو میں حق مسلمان کا دلاؤں وہ سمجھے کہ جہنم کا ایک ٹکڑا میں دلاتا ہوں۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم غیب داں نہ تھے اگر غیب جانتے تو خلاف فیصلہ کا آپکو کیوں خوف ہوتا۔

جواب ناظرین با انصاف کو مخالفین کے شبہے دیکھتے دیکھتے یہ تو خوب ظاہر ہو گیا ہوگا کہ یہ حضرات اپنے مدعا کے ثابت کرنے سے عاجز ہو کر اب محض زبان درازی پر آگئے ہیں اور صرف اپنے قیاسات فاسدہ سے استدلال کرنے لگے ہیں یہ حدیث جو معترض نے پیش کی ہے اس میں ایک حرف بھی ایسا نہیں کہ جو حضور محمد مصطفے صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے علم جمیع اشیاء کے انکار میں ذرا بھی مدد دے۔ اسالیب کلام کی معرفت سے تو یہ حضرات بالکل پاک ہیں انکا تو اسپر کسی طرح بھی الزام نہیں آسکتا فہم مبارک نے اس حدیث سے کیا سمجھا کہ مصطفے صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو امور غیب کا علم تعلیم نہیں ہوا سبحان اللہ یہ فہم قابل تحسین و آفرین ہے۔ سرور اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا مقصود اس تمام کلام سے تہدید ہے کہ لوگ ایسا ارادہ نہ کریں کہ دوسروں کا مال لینے کیلئے زبانی قوتیں خرچ کریں حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں (رواہ الترمذی) فان قضیت لاحد منکم بشیء من حق اخیہ فانما اقطع لہ قطعۃ من النار یعنی اگر میں تم میں سے کسی کو دوسرے کی چیز دلادوں تو وہ اسکے لئے آگ کا ٹکڑا ہے مراد تو یہ ہے کہ تم جو باتیں بناؤ تو اس سے حاصل کیا بفرض محال اگر میں تمہاری تیز زبانی اور شیریں بیانی سنکر تمہیں دوسرے کا حق دلادوں تو بھی فائدہ کیا وہ تمہارے کام کا نہیں بلکہ تمہارے ہی لئے وہ دوزخ کی آگ کا ٹکڑا ہے تو تم دوسرے کا حق لینے میں کوشش ہی نہ کرو مقصود تو یہ تھا معترض جیسے جاہل اس سے انکار علم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر استدلال کیا۔ اگر حضرت کسی کا حق معاذ اللہ کسی دوسرے کو دلادیتے تو بھی کچھ جائے عذر ہوتی کہ انکو کچھ شبہہ کا موقع ہے کہ حضرت نے کسی کا حق تھا کسی کو دلادیا مگر یہاں شبہہ کو کچھ بھی علاقہ نہیں کہ حضور

نے ایک کا حق دوسرے کو دلا نہ دیا بلکہ جو لفظ فرمائے وہ بھی قضیہ شرطیہ جو صدق مقدم کو مقتضی نہیں ایک فرض محال ہے یعنی ایک ناممکن بات کو محض تہدید کی غرض سے فرض کر لیا ہے اگر بالفرض ایسا ہو تو بھی تمہیں کچھ فائدہ نہیں معترض صاحب ذرا مہربانی کیجئے اور اپنے اجتہاد کو زیادہ نہ صرف فرمائیے ورنہ ایسا ہی شرطیہ قرآن شریف میں بھی وارد ہے قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین یعنی فرماؤ تم اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہ اگر رحمٰن کے ولد ہو تو میں پہلا عبادت کرنیوالا ہوں کہیں اس اجتہاد کی بنا پر یہ کہنا حضرت کو خدا تعالیٰ کے بیٹا ہونیکا بھی خطرہ تھا (معاذ اللہ) یہ شرطیہ ہے اور شرطیات مقدم کے صدق کو مستلزم نہیں ہوتے بلکہ فرض محال تک بھی ہوتا ہے چنانچہ اس آیت میں ایک محال فرض کیا گیا ہے اور علیٰ ہذا اس حدیث میں بھی جس سے آپ اپنے مدعائے باطل پر سند لانا چاہتے ہیں مقدم میں فرض محال ہے یہ ناممکن کہ سرور اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے فیصلہ سے کسی کا حق کسی دوسرے کو پہنچ جائے۔ ادب کرو اور رسول کا مرتبہ سمجھو (صلے اللہ تعالے علیہ وسلم) اب ذرا شرح مشارق کا مطالعہ کرو وان قولہ علیہ السلام فمن قضیت لہ بحق مسلم الخ شرطیۃ وھی لا تقتضی صدق المقدم فیکون من باب فرض المحال نظرًا الی عدم جواز قرارہ علی الخطاء ویجوز ذلک اذا تعلق بہ غرض کما فی قولہ تعالیٰ قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین والغرض فیما نحن فیہ التھدید والتقریع علی اللسن والاقدام علی تلحین الحجۃ فی اخذ اموال الناس شبہہ حضرت کو شہد بہت پسند تھا اور آپ حضرت زینب کے پاس اکثر تشریف فرما کر شہد نوش فرماتے تھے حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ نے مشورہ کیا کہ ہم میں سے جسکے پاس اوّل حضرت تشریف لائیں وہ آپ سے یہ کہدے کہ آپ کے منھ سے مغافیر کی بو آتی ہے آپ فرمائیں گے کہ میں نے تو شہد پیا ہے تو یہ جواب دے کہ شہد کی مکھی مغافیر پر بیٹھی ہو گی۔ پس چونکہ آپکو بدبو سے نفرت ہے آپ شہد پینا ترک فرمادینگے اور حضرت زینب کے پاس نشست کم ہو جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سرور عالم نے قسم کھائی کہ اب کبھی شہد نہ پیونگا اسپر یہ آیت اتری یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک اگر حضرت غیب داں ہوتے تو کیوں ایک بنائی ہوئی بات پر شہد چھوڑنے کی قسم کھا لیتے جواب ہزار فکر یں کیں اور بیچارے مخالفین لکھتے لکھتے پریشان ہو گئے مگر آجتک اتنا ثابت نہ کر سکے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فلاں چیز کا علم حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے مرحمت ہی نہیں فرمایا نہ کہ

مضمون کی کوئی آیت پیش کرنے کی جرأت ہوئی نہ حدیث دکھانے کی ہمت ہاں قیاس فاسد بیکر معقول ایجاد کر ڈالے تو ایسے فاسد قیاس کیا عقلا کے نزدیک قابل التفات ہیں؟ یوں تو شیطانی قیاس والوں کو کلام الٰہی پر شبہے سوجھیں گے اور وہ یہ کہہ سکیں گے کہ اللہ تعالےٰ کو ہر وقت ہر چیز کا علم حاصل نہیں ہے جب چاہتا ہے کسی ترکیب سے کسی چیز کا علم حاصل کر لیتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ کو یہ خبر ہی نہ تھی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کون اتباع کریگا اور کون نہ کریگا جب تو اُسنے نماز میں قبلہ بدل دیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے میں پھر گئے اس سے معلوم ہو گیا کہ جنہوں نے اس میں حضرت کی موافقت کی اور کچھ چون و چرا نہ کیا نہ کوئی بحث کی تو وہ اتباع کرنیوالے ہیں باقی غیر متبع چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وماجعلنا القبلۃ التی کنت علیہا الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علیٰ عقبیہ اس آیت میں الا لنعلم کے لفظ سے صاف شبہ پیدا ہوتا ہے مگر یہ وہی شیطانی شبہہ ہے کیا قابل التفات ہو ایسے ایسے قرائن عدم علم کے ہرگز نہیں ہوتے اللہ جل شانہ علیم و خبیر ہے اس نے اب علم حاصل نہیں کیا ہے مگر ایسے لفظوں سے یہ معنے سمجھ لینا اور انکار علم میں سند لانا کور باطنی اور نابینائی ہے ورنہ قرآن پاک میں ایسے ایسے ہزاروں شبہے کج طبع لوگوں کی طبیعتیں پیدا کریں گی اور وہ سب انکی کوتہ فہمی کا نتیجہ ہوگا جو ایک مجذوب کی بڑیا ہذیان سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا اسی طرح رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علم عظیم کے انکار میں مخالفین رات دن حیلہ ڈھونڈتے رہتے ہیں اور شبہہ تلاش کرتے ہیں اور انکو اپنی اس مدعا کی سند بناتے ہیں مگر اس سے کیا نتیجہ یہ سب کوششیں بے سود ہیں یہی شبہہ تحریم والا جو ہمارے مخالفین نے پیش کیا ہے ایسا لچر ہے جس سے کوئی دانا عدم علم نہیں نکال سکے گا حضور نے اگر شہد چھوڑ دیا تو اس کو علم سے کیا علاقہ قرآن پاک کے مبارک لفظ یہ ہیں تبتغی مرضات ازواجک جس سے ظاہر ہے کہ پاس خاطر ازواج مطہرات کا منظور خاطر اقدس تھا اس لئے شہد چھوڑ دیا اس کو علم سے کیا واسطہ حضور خوب جانتے تھے کہ اُس میں بدبو نہیں ہوتی مگر از انجا کہ طبع شریف میں کمال تحمل و بُردباری تھی اور حضور کے اخلاق کریمہ ایسے تھے کہ کسی کو ناراض اور شرمندہ کرنا گوارا نفرماتے تھے بنا بر علیہ سوقت ازواج سے اس معاملہ میں سختی نفرمائی اور اُنکی رضامندی کے لئے انہیں شہد چھوڑنیکا اطمینان دلایا پھر اسپر یہ بھی منع فرما دیا کہ اسکا کہیں ذکر نکیا جاوے مدعا یہ تھا کہ حضرت

زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنکے پاس شہد پیا تھا انھیں شہد چھوڑنیکی اطلاع نہ دیجائے کیونکہ اس سے انکو ملال ہوگا اور منظور ہی نہیں کہ کسی کی بھی دل شکنی ہو چنانچہ حدیث شریف کے الفاظ جو امام بخاری و مسلم نے حضرۃ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیئے ہیں یہ ہیں فدخل علیٰ احدھما فقالت لہ ذلک فقال لا باس بہ شربت عسلا عند زینب بنت جحش فلن اعود لہ وقد حلفت لا تخبری بذلک احدا یبتغی مرضات ازواجہ یعنی حضرت عائشہ وحفصہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما میں سے کسی کے پاس جب سرور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور انہوں نے اپنا منصوبہ کہا کہ ہم حضور کے مُنھ سے مغافیر کی بو پاتے ہیں تو حضور نے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ ہم نے تو زینب بنت جحش کے یہاں شہد پیا ہے۔ ان تقریروں سے صاف ظاہر ہے کہ حضور کو خوب معلوم تھا کہ ہمارے مُنھ سے بوئے مغافیر کو کوئی علاقہ نہیں مگر یہ بھی معلوم تھا کہ انکا منشا یہ ہے کہ حضور شہد پینا ترک فرمادیں اسواسطے انکی رضامندی کیلئے ارشاد فرمایا کہ اب ہم انکی طرف پھر عود نہ کریں گے یعنی قسم کھاتے ہیں پھر شہد نہ پئیں گے اور تم کسی کو اس شہد چھوڑنے کی خبر نہ دینا یہ اس لئے فرمایا کہ اگر حضرت زینب کو اس کی خبر پہنچے گی تو انکی دلشکنی ہوگی چنانچہ علامہ علی قاری رحمۃ الباری مرقاۃ المفاتیح میں اسی لا تخبری کے متعلق فرماتے ہیں الظاھر انہ لئلا ینکسر خاطر زینب من امتناعہ من عسلھا غرضکہ اس حدیث شریف سے انکار علم مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو کچھ مدد نہیں پہنچ سکتی نہیں معلوم کہ معترض کس نشہ میں ہے اور اُس نے کیا سمجھکر اعتراض کیا حدیث میں ایک لفظ بھی تو ایسا نہیں جس سے کسی طرح یہ ثابت ہوسکے کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو فلاں امر کا علم نہیں ملا شبہہ بخاری شریف میں ہے حضرت جابر کہتے ہیں میں نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے باپ کے قرضہ کے باب میں گیا اور دروازہ پر کھٹکا کیا حضور نے فرمایا کون ہے میں نے عرض کیا کہ میں حضور نے فرمایا کہ میں تو میں بھی ہوں گویا یہ کلمہ حضور کو ناپسند ہوا۔ اگر حضرت غیب داں ہوتے تو کیوں دریافت کرتے کہ تم کون ہو حضور کو خود ہی معلوم ہوجاتا جواب یہ شبہہ بھی ایسا ہی واہی ہے جیسے اوراوپر گزر چکے۔ کلام کی مُراد سمجھ لینا کیا معنے معترض کو عبارت کا صحیح ترجمہ کرنا نہیں آتا۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا من ذا فرمانا یعنی یہ کون ہے حضور کے علم نہونے کی دلیل نہیں ورنہ خود حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے

حضرت جابر کا نام دریافت فرمانے [illegible] جواب

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیف تحی الموتی کے جواب میں فرمایا اولم تومن کیا تم ایمان نہیں لائے تو معترض یہاں بھی کہدیگا کہ (معاذ اللہ) اگر اللہ جل شانہ عالم الغیب ہوتا تو یہ کیوں فرماتا کہ کیا تم ایمان نہیں لائے ہر جگہ سوال کی علت بے علمی نہیں ہوتی مگر جو حکمتیں نہ سمجھتے ہوں اور کلام کی مراد سے ناواقف ہوں وہ ایسے ہی واہی شبہے بیان کر سکتے ہیں ورنہ کسی مسلمان کو تو ہمت نہیں ہو سکتی علے ہذا احادیث میں جا بجا مذکور ہے کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ فرشتوں سے دریافت فرماتا ہے کہ میرے بندے کیا کرتے ہیں تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا ہے۔ ہمارے معترض صاحب سے قبل آجتک کسی نے ایسے سوالات کو عدم علم کی دلیل نہ سمجھا مگر عجیب الفہم معترض صاحب کیے عجیب عجیب ایجاد کرتے ہیں

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا　　پر ترے عہد کے آگے تو یہ دستور نہ تھا

یہاں تو حضور کے دریافت فرمانے میں جو حکمت ہے ایمان والوں کی آنکھیں اس سے بند نہیں صاف معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جواب تعلیم فرمانا مقصود تھا کہ تم کسی کے مکان پر جاؤ اور وہ دریافت کرے کہ تم کون ہو تو (میں) نہ کہدیا کرو بلکہ نام بتلایا کرو اور ایک لفظ میں کہدینا جس سے تمیز نہ ہو سکے کہ کون صاحب ہیں ناپسند ہے۔ آپ کو ابھی اسمیں ہی شبہ ہے کہ مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم نہ تھا کہ دروازہ پر کون ہے۔ استغفر اللہ۔ اے حضرت انکے صحابہ کو انکے آل اطہار کو انکے اولیاء امت کو انکے ملازمان بارگاہ کو یہ سب علوم روشن ہیں مگر ہماری آنکھیں کھلی ہوں تو ہمیں کچھ خبر ہو سنیئے (۱) جب حضرت مولی شاہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے کوفہ سے لشکر طلب فرمایا اور بہت سی قیل و قال کے بعد وہاں سے لشکر بھیجا گیا۔ لشکر کے آنے سے قبل حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خبر دی کہ کوفہ سے بارہ ہزار مرد آتے ہیں آپ کے ہمراہیوں میں سے ایک صاحب لشکر کی گزرگاہ پر آن بیٹھے جب لشکر آیا ایک ایک آدمی کو گننا شروع کیا ایک بھی تو کم بیش نہ تھا (از شواہد النبوۃ لمولانا عبد الرحمٰن الجامی قدس سرہ السامی) ص۲ حضرت علی کرم اللہ تعالے وجہہ بعضی سفروں میں جب کربلا ہو کر گزرے اور وہاں کچھ دیر ٹھہرے داہنے بائیں دیکھا اور واقعہ کربلا کی خبر دی (شواہد ص۱۶۴) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مسجد کوفہ میں نماز فجر سے فارغ ہو کر ایک شخص سے فرمایا کہ فلاں مقام پر ایک مرد اور ایک عورت باہم لڑتے ہیں انکو بلا لاؤ وہ بلا لایا جب وہ حاضر ہوئے فرمایا کہ آج رات تم میں بہت نزاع رہا جوان نے

واقعہ کربلا کی خبر

عرض کیا کہ میں نے اس عورت سے نکاح کیا اور جب سے میں اس کے سامنے گیا مجھے اس سے نفرت آنے لگی اور اس عورت نے مجھ سے لڑنا شروع کیا جب حضور نے طلب فرمایا تھا اُس وقت تک نزاع ہو رہا تھا۔ حضرت مولانا شاہ علی مرتضی کرم اللہ تعالے وجہہ نے اہل مجلس سے فرمایا کہ بہت باتیں ایسی ہیں جنکا سُننا غیر کے سامنے ناپسند ہوتا ہے۔ سب چلے گئے صرف وہ جوان اور عورت رہ گئے آپ نے اس عورت سے فرمایا کہ تو اِس جوان کو جانتی بھی ہے۔ عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ میں تجھے اسکی معرفت کراتا ہوں مگر تو منکر نہ ہو جانا۔ عرض کرنے لگی میں ہرگز امر واقعی سے انکار نہ کرونگی فرمایا کیا تو فلاں شخص کی بیٹی نہیں ہے عرض کیا ہوں فرمایا کیا کوئی تیرے چچا کا بیٹا تھا جسکو تجھ سے محبت تھی اور تجھے اُس سے عرض کیا بیشک ایسا ہی تھا فرمایا کہ تو ایک رات ضرورت کیلئے باہر گئی تھی اُس نے تجھے پکڑ لیا اور تیرے ساتھ مشغول ہوا تو حاملہ ہو گئی تو نے مارے غم اسکی خبر کی باپ سے چھپایا۔ جب وضع حمل کا وقت آیا تیری ماں تجھے گھر سے باہر لیگئی جب لڑکا پیدا ہوا تو نے اُسکو کپڑے میں لپیٹ کر گھورے پر ڈالدیا پھر ایک کتا اسکو سونگنے لگا تو نے کتے کے پتھر مارا اور بچہ کے سر پر لگا اُسکا سر پھٹ گیا تیری ماں نے ایک کپڑا پھاڑ کر اُسکے سر پہ باندھا اور پھر تم دونوں چلی گئیں اور تمہیں اُس بچہ کا حال نہ معلوم ہوا اِس عورت نے کہا بیشک ایسا ہی واقعہ ہوا اور میرے اور میری ماں کے سوا اسکی کسی کو خبر ہی نہ تھی۔ پھر فرمایا کہ جب صبح ہوئی فلاں قبیلہ نے اُس بچہ کو لیکر اسکی پرورش کی یہانتک کہ وہ بڑا ہو گیا اور اُس قبیلہ کے ساتھ کوفہ میں آیا اور تیرے ساتھ نکاح کیا یہ وہی جوان ہے۔ پھر جوان کو حکم دیا کہ سر کھولے اُس نے سر کھولا سر پھٹنے کا نشان موجود تھا فرمایا کہ لیجا یہ تیرا بیٹا ہے اللہ نے حفاظت فرمائی اور اسے حرام سے بچایا (شواہد النبوۃ ص۱۶۱)

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ بارادۂ حج مکہ مکرمہ کو پیادہ روانہ ہوئے راہ میں چلتے چلتے پائے مبارک ورم کر آئے ایک غلام نے عرض کیا کہ حضور تھوڑا سا سفر تو سواری پر طے فرمائیں کیونکہ آپکے پائے مبارک پر ورم آگیا ہے فرمایا کہ نہیں منزل پر پہنچکر ایک حبشی ملیگا اسکے پاس روغن ہے اُس سے خرید لینا غلام نے عرض کیا کہ حضور میں نے تو کبھی کسی منزل میں نہیں دیکھا کہ کسی کے پاس ایسی دوا ہو۔ اس منزل میں کہاں سے آئے گی۔ منزل پہ پہنچکر ایک حبشی نظر آیا فرمایا کہ یہ وہی ہے جس کو ہم نے کہا تھا جاکر اس سے روغن خرید اور قیمت دے غلام نے جاکر اُس حبشی سے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بفضلہٖ تعالیٰ غیب و پوشیدہ حالات کی خبر تھی

امام حسن رضی اللہ عنہ کا غیب کی خبر دینا

روغن مانگا اُس سے دریافت کیا کہ کس لیئے درکار ہے کہا کہ امام حسن بن علی رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے لیئے اُس نے کہا کہ مجھ کو اُنکی خدمت میں لیچل میں اُنکا نیازمند ہوں جب اُن کی خدمت میں پہنچا عرض کرنے لگا کہ آپ میرے آقا ہیں میں کیا آپ سے قیمت لے سکتا ہوں لیکن میری خاتون کے درد زہ ہے دعا فرمایئے کہ خدائے تعالےٰ صحیح و سالم لڑکا عنایت فرمائے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تجھے ویسا ہی بچہ دیا جیسا تو چاہتا ہے اور یہ بچہ ہمارا نیازمند ہو گیا جب وہ اپنی فرودگاہ پر پہنچا تو حسب ارشاد لڑکا پایا (شواہد النبوۃ صـ۱۷۳) سلف میں سے ایک صاحب نے فرمایا کہ میں مکۂ مکرمہ میں تھا مجھے حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کی زیارت کا شوق ہوا چنانچہ میں اُن ہی کی قدمبوسی کے ارادہ سے مدینہ منورہ حاضر ہوا جس شب میں مدینہ منورہ پہنچا ابر غلیظ چھایا ہوا تھا اور مینہ زور سے برس رہا تھا سردی سخت تھی آدھی رات کا وقت تھا جب میں در دولت پر پہنچا اُسوقت مجھے یہ فکر ہوئی کہ میں ابھی اپنی اطلاع کر دوں یا صبح جب امام رضی اللہ عنہ خود باہر تشریف لاویں اُسوقت تک صبر کروں میں اسی فکر میں تھا کہ امام کی آواز میرے کان میں آئی کہ باندی سے فرماتے ہیں کہ فلاں شخص بھیگا ہوا آیا ہے اور اُسے سردی معلوم ہوتی ہے دروازہ پر متفکر بیٹھا ہے۔ دروازہ کھولدے چنانچہ اُس نے دروازہ کھولدیا اور میں مکان میں چلا گیا (شواہد النبوۃ صـ۱۸۱) یہاں تو امام علی ابیہ وعلیہ السّلام کو معلوم ہو گیا کہ دروازہ پر کون ہے مـ ایک اور شخص سے منقول ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ میں نے امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ پر کھٹکا کیا۔ ایک کنیز باہر آئی میں نے اسکی چھاتی پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ اپنے آقا سے جاکر عرض کر کہ فلاں شخص در دولت پر حاضر ہے امام باقر رضی اللہ عنہ نے مکان میں سے آواز دی کہ یہاں آ تیری ماں مرے میں نے اندر جا کر عرض کیا کہ حضرت میری نیت میں بدی نہ تھی فرمایا سچ ہے لیکن تمہارا یہ خیال ہے کہ یہ دیواریں ہماری نظروں کے لیئے بھی پردہ و حجاب ہیں جسطرح تمہاری نظروں کے لیئے اگر ایسا ہو تو پھر ہم میں تم میں فرق کیا رہا۔ خبردار ایسی حرکت نکرنا (شواہد النبوۃ صـ۱۸۳) ایک شخص نے کہا کہ ایک روز امام باقر رضی اللہ عنہ سوار ہوئے اُن کے ساتھ میں بھی سوار ہوا راہ میں دو شخص ملا امام باقر نے فرمایا کہ اِن دونوں کو باندھ لو یہ چور ہیں غلاموں نے باندھ لیا پھر امام نے اپنے معتمدوں میں سے ایک شخص سے فرمایا کہ اس پہاڑ پر آؤ یہاں ایک غار ہے اس میں جو کچھ ہے وہ لے آؤ وہ گئے وہاں دو جامہ دان ملے وہ لے آئے اور ایک جامہ دان ایک اور

حضرت امام باقر کا چوروں کی خبر دینا

جگہ سے علاوہ بھی لیا امام نے فرمایا ان جامہ دانوں کے مالکوں میں سے ایک موجود ہے اور ایک غائب ہے جب مدینہ میں پہنچے اس جامہ دان والے نے ایک اور جماعت پر تہمت لگائی تھی اور وہ ماخوذ تھے حاکم نے انھیں گرفتار کیا تھا۔ امام باقر نے فرمایا کہ انکو نہ لامت دو وہ دونوں جامہ دان اُس کے مالک کو دیئے چوروں کے ہاتھ کٹوائے اُنمیں سے ایک نے کہا کہ الحمد للہ میری توبہ اور قطع دست رسول صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے فرزند کے ہاتھ پر ہوا۔ امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تیرا ہاتھ تجھ سے بیس سال قبل جنت میں گیا۔ وہ شخص صرف بیس سال زندہ رہا۔ تین روز کے بعد دوسرے جامہ دان کا مالک بھی آیا امام باقر نے فرمایا کہ تیرے جامہ دان میں ہزار دینار تو تیرے ہیں اور ہزار دینار اور شخص کے اور اسطرح کے کپڑے ہیں وہ عرض کرنے لگا کہ اے حضور اس ہزار دینار والے کا نام بھی بتائیں تو درست ہے فرمایا کہ اُسکا نام محمد ہے اور اس کے باپ کا نام عبد الرحمن ہے وہ ایک نیک مرد ہے صدقہ بہت دیتا ہے نماز بہت پڑھتا ہے اور اب باہر تیرے انتظار میں ہے یہ سنتے ہی اُس شخص نے امام کی تصدیق کی اور وہ نصرانی تھا فوراً اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ پڑھکر مسلمان ہوگیا (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۰۰) ٭ کوفیوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں کوفہ سے بارادۂ خراسان باہر آیا میرے لڑکے نے حلہ مجھے دیا کہ اس کو فروخت کرکے میرے لیئے فیروزہ خریدتے لانا جب میں مرد کے مقام پر پہنچا تو حضرت امام رضا رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے غلام آئے اور کہنے لگے کہ انکا ایک خادم فوت ہوگیا ہے جو حلہ تمہارے پاس ہے ہمارے ہاتھ فروخت کرو تاکہ ہم اسکا کفن بنادیں میں نے کہا کہ میرے پاس کوئی حلہ نہیں ہے وہ چلے گئے اور پھر آکر کہنے لگے کہ ہمارے مولا نے تمہیں سلام کہا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ تمہارے پاس حلہ ہے جو تمہارے لڑکے نے تمہیں فروخت کرنیکے لیئے دیا ہے اور فیروزہ خریدنے کو کہا ہے لو یہ اسکی قیمت ہے پھر میں نے وہ حلہ انھیں دیدیا اور اپنے دلمیں کہا کہ ان سے چند مسئلے دریافت کر دیکھوں کہ کیا جواب دیتے ہیں وہ مسئلے میں نے لکھ لیئے اور صبح کو دریافت کرنے کی نیت سے اُنکے در دولت پر گیا لوگوں کا اژدحام تھا مجھکو یہ بھی بہتر ہوا کہ میں آنکی زیارت کر لیتا چہ جائیکہ مسائل دریافت کرنا متحیر کھڑا تھا کہ انکا ایک غلام میرا نام لکھ کر لے گیا اور تھوڑی دیر میں ایک رقعہ مجھے دیگیا اُسمیں تحریر تھا کہ اے فلاں شخص تیرے سوال یہ تھے یہ جواب ہیں جب میں نے دیکھا تو فی الحقیقت میرے تمام مسائل کے

موت کے وقت کا علم

عجیب و غریب حالات کا علم

امام رضا رضی اللہ عنہ کا بغیر بیان کئے سائل کے تمام سوالوں کے جواب دینا

جناب نے (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۹۹) مولانا جلال الدین رومی نے مثنوی معنوی میں فرمایا کہ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روز مع اپنے مریدوں کے جنگل میں گشت کر رہے تھے کہ ناگاہ آپ کو خوشبو آئی اور آپ پر آثار مستی نمودار ہوئے۔ ایک مرید نے عرض کیا کہ اس وقت کیا حال ہے کہ حضور کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل رہا ہے کبھی زرد کبھی سرخ کبھی سفید؟ فرمایا کہ مجھے اس طرف سے ایک یار کی بو آ رہی ہے کہ اتنے سال کے بعد یہاں ایک دین کا بادشاہ پیدا ہوگا کہ آسمان پر اُسکے خیمے ہونگے۔ مریدوں نے نام دریافت کیا، فرمایا نام اُن کا ابوالحسن ہوگا، اور حلیہ و قد و رنگ اور تمام باتیں بیان فرمائیں اور یہ بھی فرمایا کہ وہ میرے ہی سلسلہ میں مرید ہوگا اور میری تربت سے اُس کو فیض ہوگا۔ مریدوں نے اُس کی تاریخ لکھ لی۔ چنانچہ ابوالحسن اُسی تاریخ کو پیدا ہوئے، اور جو اوصاف حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ نے بیان فرمائے سب اُن میں موجود تھے۔ چنانچہ مثنوی شریف کے اشعار یہ ہیں۔ ۹

آن شنیدی داستانِ بایزید — کہ ز حالِ بوالحسن از پیش دید
روزے آں سلطانِ تقوی می‌گذشت — با مریداں جانبِ صحرا و دشت
بوے خوش آمد مراو را ناگہاں — در سوادِ رے ز جانبِ خارقان
پس ہم آنجا نالہ مشتاق کرد — بوے را از باد استنشاق کرد
بوے خوش را عاشقانہ می‌کشید — جانِ او از بادِ بادہ می‌چشید
چوں درو آثارِ مستی شد پدید — یک مریدے اورا در آں دم در رسید
پس بپرسیدش کہ ایں احوالِ خوش — کہ بروں ست از حجابِ پنج و شش
گاہ سرخ و گاہ زرد و گہ سفید — میشود رویت چہ حال ست و نوید
گفت بوئے بوالعجب آمد بمن — ہمچناں کہ مر نبی را از یمن
کہ محمد گفت بر دستِ صبا — از یمن می آیدم بوے خدا
از اویس و از قرن بوے عجب — مر نبی را مست کرد و پر طرب
پیرہن در مصر رہن یک حریص — پر شدہ کنعاں ز بوے آں قمیص
گفت زیں سو بوے یارے می‌رسد — کاندریں دہ شہریارے می‌رسد
بعد چندیں سال می‌آید شہے — می‌زند بر آسماں ہا خرگہے
ہست نامش گفت نامش بوالحسن — حلیہ اش وا گفت ز ابرو و ذقن
قدِ او و رنگِ او و شکلِ او — یک بیک وا گفت از گیسو و رو
کہ حسن باشد مرید امتم — درس گیرد ہر صباح از تربتم
حلیہ ہاش از گلزارِ رخِ گلگوں بود — از زمین بالا اندر مقام افزوں بود
بنوشتند آں زماں تاریخ را — نکتہ بہ نکتہ ہستند آں شیخ را
چوں رسید آں وقت آں تاریخ راست — زاں زمیں آں شاہ پیدا گشت و خاست
ہمچناں آمد کہ او فرمودہ بود — بوالحسن از مرد ماں آں را شنود
ہر صباحِ تیز رفتے بے فتور — بر سرِ گورش نشستے با حضور
ہمچناں شیخ پیشش آمدے — تا کہ بے گفتے شکالش حل شدے
تا یکے روزے بیاید با سعود — گورہا را برفِ نو پوشیدہ بود
تو بتو برف ہا ہمچوں علم — قبہ قبہ دیدہ شد جانش بغم
بانگ آمد از حظیرہ شیخ حی — ہا اَنا ادعوک کی تسعی الی
حال او واں روز شد خوب ہچی — آں عجائب را کہ اول می‌شنید
لوحِ محفوظ است پیشِ اولیا — از چہ محفوظ است محفوظ از خطا
نے نجوم است و رمل ست و خواب — وحی حق واللہ اعلم بالصواب

اب جناب کو کچھ پتہ چلا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خدام کے علوم کیسے وسیع ہیں۔

شبہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صحابہ نے دریافت کیا حضور قیامت میں اپنی امتیوں کو

کیسے پہچانیں گے؟ فرمایا آثارِ وضو سے اُن کے ہاتھ پاؤں اور چہرے چمکتے ہونگے۔ اگر حضرت غیب داں ہوتے تو کیوں یہ فرماتے"؟ **جواب** یہ شُبہ بھی محض لچر ہے اور مخالفین کو ایسے شبہے کرنا شرعاً جائز نہیں، کیونکہ یہ حضرات اپنی زبانوں سے اسی مسئلہ علمِ نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں رات دن کہتے رہتے ہیں کہ حوضِ کوثر پر کچھ لوگ وارد ہونگے، حضور انہیں اپنے صحابی کہکر پکار رہے ہونگے اور بلا رہے ہونگے، تب حضرت سے عرض کیا جائیگا کہ یہ آپ کے بعد مُرتد ہوگئے، آپ کو ان کا حال معلوم نہیں۔ چنانچہ اسکا جواب بھی اوپر گزر چکا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جو آپ نے یہ زبان سے نکالا ہے کہ حضور اپنی اُمت کو آثارِ وضو سے پہچانینگے تو اُن مرتدوں کے ہاتھ پاؤں اور پیشانی چمکتی اور روشن ہوگی جو حضور فرمائینگے کہ یہ میرے صحابی ہیں، اور اگر یہ نہ چمکتی ہونگی تو کیسے بلائینگے جبکہ آپ یہ کہتے ہیں کہ حضور کو وہاں آثارِ وضو معرفت کا ذریعہ ہے۔ سوچو اور نادم ہو اس موقع پر حضور کو بیان فضیلتِ وضو منظور تھا اسواسطے یہ فرمایا کہ ہماری اُمت کے اوپر خاص کرمِ الٰہی ہے کہ اُس عذر وہ سب سے ممتاز ہوگی۔ آپ یہ سمجھ گئے کہ حضور کی معرفت اُس پر موقوف ہے۔ آفریں ہے آپ کی سمجھ پر۔ آپ کو ابھی یہ خبر نہیں کہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر فتح العزیز پارہ الم صـ ۲۱۲ میں فرماتے ہیں:۔ ودیلمی از ابونافع روایت میکند کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودند مثلت لی امتی فی الماء والطین یعنی تصویرات اُمتِ من در آب وگِل ساختہ بمن نمودند۔ یعنی دیلمی نے ابونافع سے روایت کی ہے کہ سرورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے میری اُمت کی تصویر پانی اور مٹی میں بنا کر دکھائی گئی۔ میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث اور مختلف الفاظ سے بھی حدیث کی کتابوں میں مروی ہے علاوہ اور ایک روایت میں فعرفت حسنہا وسیہا بھی آیا ہے یعنی میں نے اُنکے نیک و بد کو پہچان لیا، اب کیا جائے شبہ ہے۔ **شبہ** درود وسلام حضور پر بواسطہ فرشتوں کے پیش ہوتا ہے کہ اگر حضرت غیب داں ہوتے تو بواسطہ فرشتوں کے پیش کرنیکی کیا ضرورت تھی؟ **جواب** کیا خوب، یہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عدمِ علم کی دلیل ہے یا رفعتِ شان کی؟ مگر یہ آپ کیوں سمجھنے لگے تھے کہ بواسطہ فرشتوں کے پیش کرانا حضور کی رفعتِ شان ظاہر کرتا ہے۔ اگر یہی ذہن رسا ہے تو کیا عجب ہے کہ جو حضرتِ حق سبحانہٗ تعالیٰ پر بھی اعتراض کر ڈالئے کہ ذکر اللہ فرشتے لیجاتے ہیں اور اعمالِ خلق بھی فرشتے ہی پیش کرتے ہیں، جیسا کہ احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے، تو اگر یہی ذہانت ہے تو یہ بھی کہہ بیٹھیے گا کہ اللہ تعالیٰ اگر عالم ہوتا تو فرشتے کیوں عمل لیجاتے۔ حضرت ایسے واہی شبہات سے توبہ کیجئے گا۔ حضرتِ حق سبحانہٗ تعالیٰ بیشک عالم ہے مگر یہ امور انتظام و حکمت پر مبنی ہیں، اگر کوئی شبہ پیدا ہوا کرے تو علماء کی خدمت میں عرض کر کے صاف کر لیا کرو، یہ بھی نہ ہوسکے تو اپنے قصورِ علم کا اعتراف کر کے اُس کو اپنی نادانی سمجھا کرو، اور خدا اور رسول پر اعتراض کرنے سے زبان کو

سمجھانے سے تھا ہمیں سروکار ؎ اب مان نہ مان تو ہے مختار

فہرست مضامین کتاب مستطاب الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بیمن خلاق مکین و مکان و بفضل رزاق ہر انس و جان

الحمد للہ والمنۃ کہ دریں ایام فرخندہ فرجام کتاب فیض مآب

نسخہ

حیرت الفقراء

سنہ ۱۹۰۶ء

حسب فرمائش رئیس صاحب منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز تاجران کتب لاہور

در مطبع مفید عام واقع لاہور زیور انطباع یافت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لائق حمد وہی خالق کون ومکان ہے کہ جسکی کُنہ صفات کے دریافت میں عقل تمام عقلائے زمان کی حیران وسرگردان ہے اور قابل نعت وہی سرورِ عالم محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہیں۔ جنکی شریعت غرا میں ہزارہا مسائل لاینحل سہل اور حل ہوتے ہیں اور صدہا مشکلات آسان اور سہل اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَرَادَ بِنَا الۡیُسۡرَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡبَشَرِ

امابعد عاصی سراپا معاصی **سید ابراہیم حسینی** غفراللہ لہ ولوالدیہ خدمات میں دینی بھائیوں کے عرض کرتا ہے کہ ان دنوں جو ۱۳۲۵ھ مقدسہ ہے۔ بعض احباب نے اس بات کی تحریک کی کہ رسالہ **حیرت الفقہ** جو زبان فارسی میں ہے اور جس سے اُردو خوان محروم ہیں۔ اگر اُردوے عام فہم میں ترجمہ ہو تو ہر ایک کے لئے مفید ہوگا۔ علی الخصوص جو لوگ فارسی زبان سے محض ناواقف ہیں بہرہ مند ہونگے۔ نظر برین میں نے باوجود اپنی بے استعدادی کے کمر ہمت چست باندھی اور اقل مدت میں ترجمہ لکھا

صاحبان دانش کی خدمت میں گذارش ہے کہ جہاں کہیں ترجمہ میں غلطی نظر آوے بمنواے کلام صداقت بیان الانسان مرکب من الخطاء والنسیان عاصی کو معاف رکھکر صحت فرماویں اور دعاے خیر سے یاد کریں **سوال** اگر کوئی تم سے پوچھے کہ کسی نے صبح صادق کو جنابت کا غسل کیا اور پانچ وقت کی نمازیں اسی طہارت سے پڑھیں تو اُس کی صبح کی نماز فاسد ہو گئی اور باقی نمازیں درست ہیں۔ صورت اس مسئلہ کی کسطرح ہے۔ **جواب** کہو وہ شخص وضو میں غرغرہ بھول گیا تھا جب آفتاب طلوع ہوا اُسنے پانی پیا بعد اُسکے ظہر کی نماز اور دوسری نمازیں اُسی وضو سے اُن کے وقت پر ادا کیں۔ اُس کی صبح کی نماز فاسد ہے اور باقی نمازیں جائز ہو گئیں۔ کیونکہ پانی پینا قائم مقام غرغرہ کے ہو گیا۔ **سوال**۔ اگر تم سے کوئی پوچھے کہ کسی نے اپنی بیوی سے مجامعت کی صبح صادق کو جب صبح کی نماز کا وقت ہوا اُس نے وضو کر کے نماز پڑھ لی۔ صورت اس مسئلہ کی کسطرح سے ہے۔ **جواب**۔ کہو وہ شخص کافر تھا اُتکو اُس نے اپنی بیوی سے مباشرت کی غسل کرنے کے پہلے مسلمان ہو گیا اور جب صبح کی نماز کا وقت ہوا تو وضو کر کے نماز پڑھی پس نماز اُس کی درست ہے۔ کیونکہ جنابت کا غسل اُسپر فرض نہیں تھا۔ **سوال**۔ اگر کوئی تم سے پوچھے کہ ایک شخص جنگل میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اس اثنا میں دوسرا ایک مرد کہیں سے آ کر اُس کے بازو پر کھڑا رہا وہ شخص نماز سے فارغ ہوا۔ لیکن جواز و فساد نماز کا اُس مرد کے اختیار میں ہے اگر چاہے نماز اُسکی درست رکھے یا چاہے باطل کرے۔ صورت اس مسئلہ کی کیونکر ہے **جواب**۔ کہو وہ شخص جو جنگل میں تھا اُسکو پانی نہیں ملا تھا کہ اُس سے وضو کرے آخر تیمم سے نماز پڑھ رہا تھا کہ ایسے میں ایک مرد آ کر اسکے بازو پر کھڑا ہوا جسکے پاس

ایک چھاگل پانی سے بھری ہوئی تھی شریعت میں اس طرح سے ہے کہ اگر کوئی تیمم سے نماز پڑھ رہا ہے۔ دوسرا ایک شخص عین نماز میں پانی لئے ہوئے آپہنچے اور اُسکے بازو پر کھڑا ہے تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد اُس شخص سے پانی مانگنا چاہئے اگر وہ پانی نہ دیوے تو نماز درست ہے اگر دیوے تو نماز باطل۔ کیونکہ نماز میں پانی کا موجود رہنا تیمم کو باطل کرتا ہے پس نماز جائز ہونی یا نہ ہونی اُس شخص کے اختیار میں ہے اگر چاہے باطل کرے چاہے درست رکھے۔ **سوال**۔ اگر کوئی تم سے پوچھے کہ ایک غلام اور اُسکا مالک کہیں راستے پر جا رہے تھے اثنا راہ میں غلام آزاد ہو کر مالک ہوگیا اور مالک اس کا غلام بنگیا۔ صورت اس مسئلہ کی کس طرح ہے **جواب** مالک کافر حربی تھا اور اُس نے مسلمان غلام کو دار حرب میں خریدا تھا۔ اگر وہ حربی اس غلام کو لئے ہوئے بغیر امان کے دار الاسلام سے نکل آوے تو جو شخص اُسپر غالب ہو۔ وہ نزدیک ابو حنیفہؒ کو فی کے مالک ہو جاتا ہے مگر نزدیک صاحبین کے غلام تو مالک نہیں ہو سکتا۔ لیکن حُر ہو جاتا ہے مثلاً کوئی حربی دار حرب سے امان چاہکر دار الاسلام میں نکل آگیا اور بازار میں جاکر ایک غلام خریدا تو شریعت میں اُسپر یہ حکم ہے کہ جو حربی امان چاہکر کسی مصلحت سے دار الاسلام میں نکل آوے اسپر کوئی شخص ظلم و جبر نکرے مگر جب وہ شہر سے باہر نکلے اور جو شخص اُسپر غالب ہووے۔ وہ اُسکو پکڑ لیوے اور مالک بنجاوے اسی طرح جب یہ غلام شہر سے باہر آیا حر ہوگیا۔ اور اُس حربی کا مالک بنگیا **سوال** اگر کوئی تم سے پوچھے کہ ہر ایک نجاست تو پانی میں دھونے سے پاک ہوتی ہے لیکن وہ کونسی نجاست ہے جو بغیر پانی کے پاک ہوتی ہے **جواب** کہو وہ شراب اور مردار کا چمڑا ہے۔ کیونکہ شراب میں حکہ ڈالنے سے سرکہ ہو جاتا ہے پس سرکہ تو پاک ہے اور مردار کا چمڑا

دباغت سے پاک ہوتا ہے۔ **سوال**۔ اگر تم سے پوچھے جورو مرد ایک بستر پر سوئے ہوئے تھے جب جاگ اُٹھے بستر پر منی پڑی ہوئی دیکھی اور ہر دو احتلام سے انکار کرتے ہیں اب غسل کس پر واجب ہے اور یہ مسئلہ کس طرح ہے۔ **جواب** کہو علماء کا اختلاف ہے کہتے ہیں کہ اگر منی بستر پر لمبی پڑی ہے تو مرد پر غسل واجب ہے اور اگر پھیل کر گول پڑی ہے تو عورت پر غسل واجب ہے۔ اگر سفید ہے مرد پر غسل واجب ہے اور اگر زرد ہے تو عورت پر واجب ہے۔ مگر اولیٰ یہ ہے کہ احتیاط کے لئے دونوں غسل کریں۔ **سوال**۔ اگر تم سے پوچھے کہ ایک شخص جنابت والا مسجد میں گیا اور پاک ہو کر باہر نکل آیا۔ یہ کیونکر ہوگا۔ **جواب**۔ کہو اُس جنابت والے شخص نے غسل کیا تھا۔ مگر غسل میں غرغرہ کرنا بھول گیا تھا۔ شریعت جنابت والے پر غرغرہ فرض کرتی ہے۔ وہ شخص مسجد کے اندر گیا اور غرغرہ کر کے پانی پیا۔ پاک ہو کر باہر آیا۔ **سوال**۔ اگر تم سے پوچھے کہ ایک مرد دو رکعت نماز پڑھنے لگا۔ اور اُن دو رکعت میں بیس سجدے کئے یہ کیونکر ہے **جواب**۔ کہو وہ مرد خاتم قرآن ہے یعنی دو رکعت میں تمام قرآن مجید ختم کیا ہے۔ پس چودہ۱۴ سجدے تلاوت کے ہیں اور چار سجدے نماز کے اور دو سجدے سہو کے۔ **سوال**۔ اگر تم سے پوچھے کہ ایک مرد نصاب کامل رکھتا ہے۔ زکوٰۃ دینا اُسپر واجب ہے اور ساتھ اُسکے وہ فقیر ہے۔ صدقہ لینا اُس کو جائز ہے۔ یہ کیونکر ہوگا۔ **جواب**۔ کہو وہ ایک شخص ہے۔ جسکے پاس پانچ اونٹ ہیں۔ مگر قیمت اونٹوں کی دو سو درم شرعی نہیں ہے۔ مگر اس کو غنی نہ بولینگے۔ اسلئے صدقہ لینا اُس کو جائز ہے اگرچہ اونٹوں کے لئے زکوٰۃ دینا اُسپر واجب ہوا ہے **سوال**۔ اگر تم سے پوچھے کہ ایک شخص کسی مسجد میں ایک جماعت کی امامت کر رہا تھا

اس درمیان میں ایک اور مرد آیا اور موزے پر کوڑا مارا نماز تمام کی فاسد ہو گئی۔
یہ کیونکر ہے **جواب** کہو وہ شخص وضو میں مسح موزہ بھول گیا اور اسی طرح امامت کر رہا
تھا۔ جب اُس مرد نے اپنے موزہ پر کوڑا مارا مسح موزہ اسکو یاد آگیا۔ نماز تمام کی فاسد
ہو گئی۔ کیونکہ مسح موزہ اُس پر فرض تھا۔ جب نماز امام کی فاسد ہوئی تو مقتدیوں
کی بھی فاسد ہو گئی۔ **سوال**۔ اگر کوئی تم سے پوچھے کہ ایک مسافروں کی جماعت نے
ایک مسافر کے ساتھ اقتدا کی تھی ایک نے ان مقتدیوں سے اقامت کی نیت کر لی۔ نماز
تمام کی فاسد ہو گئی۔ یہ کیونکر ہے۔ **جواب** کہو وہ امام غلام تھا اُس کے مالک نے
نماز میں اقامت کی نیت کر لی غلام کو اس حال سے فہم نہیں تھا۔ اُس نے نماز
قصر ادا کی اور سلام کہا پس نماز سبھوں کی فاسد ہو گئی۔ کیونکہ انپر نماز قصر واجب
نہ تھی بسبب اقامت مالک کے امام پر اور بسبب تابعداری امام کے مقتدیوں پر۔
سوال۔ اگر کوئی تم سے پوچھے کہ ایک امام اور ایک موذن اور جماعت والے
مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اس مابین میں ایک مرد اس مسجد میں پہنچا۔ اور اسکے
آتے ہی امام اور موذن کی عورتیں اُنپر حرام ہو گئیں اور جماعت والوں پر سیاست
واجب ہوئی اور وہ شخص مسجد کو خراب کرنے کا اختیار رکھتا ہے یہ کیونکر ہے۔
جواب کہو ایک شخص کی دو عورتیں تھیں وہ کہیں سفر میں گیا۔ جب اُسکو سفر میں عرصہ
دراز گزرا اُسکی عورتوں نے چاہا کہ دوسرے شخص سے نکاح کر لیویں۔ حیلہ کیا اور
قاضی سے موافقت کر لی کہ ایک مدت سے ہمارا شوہر سفر میں گیا ہے۔ ان دنوں
وہ وہاں مر گیا۔ ہم کو اجازت ہو تو اس قید سے چھوٹ جائیں۔ اور دوسرا
شوہر کر لیں۔ قاضی نے اُن کے شوہر کے مرنے پر گواہی چاہی۔ اُنہیں دو شخصوں نے

جو جماعت والے ہیں۔ قاضی کے روبرو جھوٹی گواہی دی تھی کہ ہم کو معلوم ہے کہ شوہر ان عورتوں کا سفر میں مرگیا ہے۔ قاضی نے انکی گواہی کے اعتبار پر ان کو اجازت دے دی تو ایک نے امام سے نکاح کرلیا دوسری نے مؤذن سے اور ان دونوں نے اُس کے گھر کی مسجد بنائی تھی ایک روز وہی امام اور مؤذن اسی مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے اور وہی دو جھوٹے گواہ مقتدی بنے تھے اُسوقت وہ شخص سفر سے لوٹ آیا۔ کیونکہ وہ زندہ تھا اور اُس کی عورتیں اُسی کی ہوگئیں۔ امام و مؤذن پر حرام ہوئیں اور اُن دو جماعت والوں پر جنھوں نے جھوٹی گواہی دی تھی سیاست واجب ہوئی۔ اور گھر جسکی مسجد بنا رکھی تھی اُس کی ملک سے تھا۔ شرعًا وہ شخص مسجد کو خراب کرکے پھر گھر بنا سکتا ہے۔ **سوال** اگر تم سے کوئی پوچھے کہ ایک مرد جسکو نہ وضو ہے۔ نہ تیمم نماز میں یہ کیونکر ہوگا۔ **جواب** کہو وہ ایک شخص ہے جسکو عین نماز میں حدث ہوگیا۔ اور وہ واسطے وضو کے باہر ہے۔ پس گویا وہ نماز میں ہے جب تک کہ اُس سے کوئی کام نماز توڑنے والا جیسا ہنسنا۔ بات کرنا۔ وغیرہ صادر نہ ہو۔ **سوال**۔ اگر تم سے کوئی پوچھے کہ وضو کرنیوالے کے اعضا میں کون عضو ہے جو کبھی اُسکا دھونا فرض اور کبھی نہیں **جواب** کہو وہ دو عضو ہیں۔ ایک ٹھوڑی اور دو رخسارے کیونکہ ڈاڑھی نکلنے کے پہلے اُن اعضا کا دھونا وضو کرنے والے پر فرض تھا سو ڈاڑھی نکلنے کے بعد دھونا اُسکا بسبب تکلیف کے فرض نہیں ہے **سوال** ایک مرد نے نماز مغرب میں تین رکعت کے بیچ نو بار تشہد پڑھا۔ یہ کیونکر ہے۔ **جواب**۔ کہو وہ مرد مسبوق ہے امام کے ساتھ دوسری رکعت میں رکوع سے سر اٹھانے کے بعد ملا۔ اور برابر اُس کے قعدہ اولے میں تشہد پڑھا

پس تشہد ہوا۔ بعد اُس کے جو امام کی ایک رکعت باقی تھی برابر اُس کے پڑھا۔ دو تشہد ہوئے۔ اُس کے بعد امام سے کچھ سہو ہوئی تھی اُس نے سجدۂ سہو ادا کیا اور تشہد پڑھا۔ اُس نے بھی امام کی متابعت کرکے تشہد پڑھا۔ تین تشہد ہوئے پھر امام کو یاد آیا کہ سجدۂ تلاوت جو نماز میں واجب تھا۔ فراموش ہوگیا ہے۔ اُس نے سجدہ کیا اور تشہد پڑھا۔ اُس نے بھی ہمراہ اُس کے چوتھی بار تشہد پڑھا اور امام نے بسبب اُسکے سجدۂ سہو ادا کیا اور تشہد پڑھا۔ اُس نے متابعت کی اور پانچویں بار تشہد پڑھا۔ امام نے سلام کہا اور نماز سے فارغ ہوا۔ اور یہ شخص واسطے ادا سے قضا اُن دو رکعت کے جو پہلے اُس سے چھوٹ گئی تھیں اُٹھا اور ایک رکعت ادا کرکے چھٹے مرتبے تشہد پڑھا۔ اور اُسکے بعد تیسری رکعت پڑھ کے ساتویں بار تشہد پڑھا اور ان دو رکعت میں جو سجدۂ سہو لازم ہوگیا تھا۔ ادا کرکے آٹھویں بار تشہد پڑھا اور سجدۂ تلاوت ادا کرکے نویں بار تشہد پڑھا۔ **سوال** کوئی اگر تم سے پوچھے کہ ایک مرد نے صبح کی دو رکعت نماز شروع کی اور اُن دو رکعت میں سات سجدے کیئے۔ یہ کیونکر ہے۔ **جواب** کہو وہ مسبوق ہے جو دوسری رکعت میں امام کے رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد ملا ہے۔ اُس وقت امام کو حدث ہوگیا۔ اور اسی مسبوق کو خلیفہ کیا دو سجدے جو امام نے رکعت دوم میں چھوڑ دیئے تھے ادا کیئے۔ اور ایک سجدہ جو امام رکعت اوّل میں بھول گیا تھا۔ ادا کیا۔ بعدہٗ تشہد پڑھا۔ اور مقتدی کے لئے سلام کہا اور آپ واسطے ادا کرنے اُن دو رکعت کے جو اُس سے اوّل فوت ہوگئی تھیں۔ اُٹھا اور چار سجدے کیے پہلے اُس نے تین سجدے کئے تھے

کل سات سجدے ہوئے۔ **سوال**۔ اگر کوئی تم سے پوچھے کہ وضو کرنے والے کا کونسا عضو ہے جو نہ اُس کا دھونا جائز ہے نہ مسح اور یہ کیونکر ہے۔ **جواب**۔ کہو مسح کیا ہوا پیر ہے جو مسح کی مدت کے اندر اُس پر سے موزہ نکال دیا گیا ہے۔ کیونکہ اگر ایک پیر دھووے اور دوسرے پیر پر مسح کرے تو دھونا اور مسح کرنا ہر دو حاصل ہوتے ہیں یہ تو درست نہیں اور نہ اُس مسح اوّل پر ہی اکتفا کرنا درست ہے کیونکہ اس نے مدتِ مسح کے اندر پاؤں سے موزہ نکال دیا۔ اب اُس پر واجب ہے کہ دوسرے پاؤں سے بھی موزہ نکالے اور ہر دو پیر دھووے۔ **سوال**۔ اگر کوئی تم سے پوچھے کہ ایک مرد کے پاس پانچ عورتیں بیٹھی تھیں کسی نے اُس سے پوچھا کہ یہ عورتیں کون ہیں اُس نے جواب دیا ایک میری بیوی ہے اور دو بہنیں اور دو باندیاں اور حالانکہ یہ پانچوں عورتیں آپس میں بہنیں ہیں۔ یہ کیونکر ہے۔ **جواب**۔ کہو ایک مرد نے ایک باندی تین بیٹیوں کے ساتھ خرید کی تھی۔ اُن میں سے ایک آزاد بیٹی کر کے اپنے فرزند کے ساتھ نکاح کر دیا اور آپ اُس باندی کو اپنے تصرف میں لایا اور اُس سے دو بیٹیاں پیدا ہوئیں بعدہٗ وہ مر گیا اس صورت میں وہ دو لڑکیاں جو باپ سے پیدا ہوئیں اُسکی دو بہنیں ہوئیں اور ایک دختر تو پہلے سے اُسکی بیوی ہے اور دوسری دو بیٹیاں جو باپ کے ملک سے تھیں اور وے میراث پدری جو اُس کو ملیں اُس کی باندیاں ہوئیں۔ یہ پانچوں جو ایک عورت سے پیدا ہوئیں۔ اُن میں سے ایک اُس کی بیوی ہے اور دو اُس کی بہنیں ہیں اور دو باندیاں ہیں اور حالانکہ وہ سب آپس میں بہنیں ہیں۔ **سوال**۔ اگر کوئی تم سے پوچھے کہ ایک مرد کے پاس تین عورتیں تھیں۔ ایک بیوی ایک بیٹی ایک باندی اتفاقاً کسی روز ایک عورت کو بالاخانہ پر دیکھا۔ بعفو اس کے کہا

کہ اگر وہ میری بیوی ہے اُس کو طلاق دونگا۔ اگر وہ باندی ہے اُسکو آزاد کرونگا اگر بیٹی ہے اُس کو چند قمچیاں مارونگا۔ اُس پر اُس نے قسم کھائی اور زبان سے بھی کہا۔ غرض جب گھر میں آیا اور پوچھا کہ تم سے کون بالاخانے پر تھا۔ ہر ایک کہنے لگی کہ میں تھی اب وہ مرد کس عورت کے قول کا اعتبار کرے اور یہ کیونکر ہے۔ **جواب**۔ کہو قول دختر کا معتبر ہے اور اُس کو قمچیاں مارنا واجب ہے۔ کیونکہ دوسری عورتوں کے قول میں جھوٹ کا گمان ہے۔ باندی نے واسطے آزادی کے کہا ہوگا اور بی بی نے طلاق لیکر شوہر سے خلاصی پانے کے لئے کہا ہو۔ مگر دختر کے قول میں کسی جھوٹ کا گمان نہیں۔ **سوال**۔ اگر تم سے پوچھے کہ دو حاملہ عورتوں کو کسی تاریک مکان میں ایک ہی وقت دو بچے پیدا ہوئے ایک نے لڑکی جنی۔ دوسری نے لڑکا اور ہر ایک آپس میں کہنے لگی کہ لڑکا میرا ہے تو جب قاضی کے روبرو جاویں تو قاضی کس طرح فیصلہ کرے۔ **جواب**۔ کہو دو چھوٹی چھوٹی شیشیاں ایک وزن کی لے آویں اُن دونوں میں ہر دو عورتوں کا دودھ بھرے اور تولے۔ جس دودھ کا وزن زیادہ ہے لڑکا اُسی کو دلا دیوے۔ **سوال**۔ اگر کوئی تم سے پوچھے کہ ایک لڑکا حلال زادہ کہتا ہے کہ اوّل مرتبہ جب میری ماں میرے باپ کے نکاح میں آئی مینے اوّل خطبہ نکاح کا پڑھا۔ یہ کیونکر ہے۔ **جواب**۔ کہو ایک مرد کو اپنی باندی سے لڑکا پیدا ہوا تھا۔ بعدہ اُس نے باندی کو آزاد کر دیا اور جب لڑکا بڑا ہوا وہ شخص وہی باندی اپنے نکاح میں لایا اور نکاح کا خطبہ اُسی لڑکے نے پڑھا۔ **سوال**۔ اگر کوئی تم سے پوچھے کہ کسی مرد نے کسی عورت کے ساتھ دس درم مہر سے نکاح صحیح شرعی کیا۔ اور سفر کو چلا گیا

اُس عورت نے خط لکھا کہ مینے دوسرے ایک مرد کے ساتھ نکاح کرلیا ہے اور بے خرچ ہوں۔ مجھے جلد خرچ روانہ کر۔ یہ کیونکر ہے۔ **جواب**۔ کہو وہ مرد اُس عورت کے باپ کا غلام تھا جب باپ اُس کا مر گیا۔ وہ غلام میراث پدری میں آیا اور اُس عورت کا مملوک ہو گیا۔ جو نکاح ان ہر دو میں تھا۔ فاسد ہُوا اُس عورت نے مدّتِ عدّت گزرنے کے بعد دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کرلیا۔ اسلئے وہ غلام جو سفر میں تھا۔ اُسکو خط لکھا کہ جلد خرچ روانہ کر۔ **سوال** ایک مرد گھر سے باہر آیا اور بازار میں گیا تھوڑا وقت بازار کے بیچ سودے سلف میں مشغول تھا۔ اور پھر گھر آگیا کیا دیکھتا ہے کہ بیوی نے دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کرلیا اور اُس کے ساتھ رنگ رلیاں منا رہی ہے۔ یہ کیونکر ہے۔ **جواب**۔ کہو اُس شخص نے طلاق اپنی عورت کا ایک شرط کے ساتھ مقرر کیا تھا کہ اگر تو زید کے ساتھ بات چیت کریگی اور بے حکم میرے گھر سے باہر نکلیگی تو تجھ کو تین طلاق ہیں۔ اُس عورت نے زید کے ساتھ بات کی اور بے حکم اُس کے گھر سے باہر آئی۔ پس تین طلاق ثابت ہو گئیں۔ اور وہ عورت حاملہ تھی۔ اسی وقت وضع حمل بھی ہو گیا۔ عدّت بسبب وضع حمل کے باقی نہ رہی۔ اُس نے دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کرلیا۔ اور ذوق اور تنعم میں مشغول ہوئی۔ **سوال**۔ ایک عورت اکیلی سر راہ پر بیٹھی تھی۔ ایک مرد نے اُس سے پوچھا کہ یہاں کیوں بیٹھی ہے۔ اُس نے جواب دیا چاہتی ہوں کہ میں اپنے تئیں کسی مرد کے ساتھ نکاح میں دوں اس شخص نے کہا تو اپنے تئیں میرے نکاح میں دے اُس نے جواب دیا کہ دیدیا۔ وہ شخص اُس کے پاس بیٹھ رہا

ایسے میں دوسرا ایک مرد اُدھر سے آ نکلا اور پوچھا کہ یہاں کیوں بیٹھی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ چاہتی ہوں اپنے تئیں کسی مرد کے نکاح میں دوں اُس مرد نے کہا کہ میرے نکاح میں دے اُس نے جواب دیا کہ دیدیا۔ اُسکے بعد اور ایک مرد آیا اور یہی سوال و جواب ہُوا۔ بعدہٗ تینوں شخص لڑتے ہوئے قاضی کے پاس گئے۔ اور صورت حال جیسا کہ گذری تھی۔ بیان کی۔ قاضی نے تیسرے شخص کے جواز نکاح کا حکم دیا۔ اور اُسی کو عورت دلوادی۔ یہ کیونکر ہے۔ **جواب**۔ کہو وہ نکاح اوّل بغیر گواہ کے تھا۔ کیونکہ بغیر گواہ کے نکاح باطل ہے اور اسی طرح نکاح دوم بھی۔ لیکن تیسرا نکاح جائز ہے۔ کیونکہ یہی دو شخص جو وہاں بیٹھے تھے۔ گواہ ہو گئے۔ پس نکاح ان ہر دو کا فاسد ہے۔ اور تیسرے کا جائز۔ **سوال**۔ ایک مرد نے ماں اور دو بہنوں کا نکاح ہزار درم مہر سے کسی شخص کے ساتھ ایک ہی وقت کر دیا اور نکاح ہر تینوں کا جائز ہے یہ کیونکر ہوگا۔ **جواب**۔ کہو وہ تین عورتیں آپس میں بیگانے ہیں۔ پس اجتماع کرنا ایک نکاح میں درست ہے۔ صورت اس مسئلہ کی اس طرح ہے کہ ایک باندی دو شخصوں کے حصہ میں تھی۔ اُس باندی کے ایک لڑکا پیدا ہُوا۔ اور ہر دو نے دعوئے شرکت کا کیا اور ہر دو شریک ثابت ہوئے اور ہر دو شخص اُس لڑکے کے دو باپ ہوئے۔ اور اُن ہر دو باپ کو دوسری بیبیوں سے ہر دو کے ایک ایک بیٹی تھی۔ پس وہ لڑکا بعد وفات اپنے ہر دو باپ کے اپنی ماں اور ہر دو پدری دختروں کو جو اُس کی بھینیں ہوتی ہیں۔ ایک مرد کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے۔ کیونکہ درمیان اُنھوں کے کچھ قرابت نہیں ہے۔ **سوال**۔ ایک مرد کی

دو عورتیں تھیں۔ ایک نے ان دو عورتوں میں سے کسی بچہ کو دودھ پلایا تو دوسری بیوی اُس مرد پر حرام ہوئی یہ کیونکر ہے **جواب** کہو وہ دوسری عورت جو اُس پر حرام ہوئی ایک شخص کی باندی تھی اور وہ نکاح میں اُس بچے کے تھی جب اُس کے مالک نے اُس کو آزاد کیا وہ اپنے نفس کی مالک ہوئی۔ نکاح اُس سے ساقط ہو گیا اور بعد گذرنے مدت عدت کے ایک دوسرا شوہر کر لیا اور اُس دوسرے شوہر کے اور ایک بیوی تھی اُس عورت نے اس بچہ کو دودھ پلایا۔ پس وہ دوسری بیوی جو پہلے اُس کے اس بچہ کی بیوی تھی اس مرد پر حرام ہو گئی۔ کیونکہ وہ بچہ رضاعی بیٹا اُس شخص کا ہوتا ہے۔ رضاعی بیٹے کی جورو حلال نہیں۔ جس طرح اپنے خاص بیٹے کی جورو حلال نہیں ہے۔ **سوال**۔ ایک مرد نے اپنی دو بہنوں کو ایک شخص کے ساتھ ہزار درم مہر سے نکاح کر دیا۔ نکاح ہر دو کا درست ہے یہ کیونکر ہوگا۔ **جواب**۔ کہو وہ ہر دو عورتیں آپس میں بیگانی ہیں۔ پس اجتماع کرنا اُنہیں کا ایک نکاح میں درست ہے۔ صورت اس مسئلہ کی اس طرح ہے کہ ایک شخص نے کسی عورت کے ساتھ دس درم مہر سے نکاح کر لیا اور اُس سے ایک لڑکا پیدا ہوا اور اس عورت کے دوسرے شوہر سے ایک بیٹی بھی تھی اور اُس مرد کے بھی دوسری بیوی سے ایک بیٹی تھی۔ غرض وہ شخص مر گیا۔ اُس کے بیٹے نے ہر دو بہنوں کو جو اُن میں ایک پہلی باپ سے تھی اور ایک پہلی ماں کے بطن سے تھی۔ ہزار درم مہر سے کسی شخص کے ساتھ نکاح کر دیا۔ کیونکہ درمیان اُنہوں کے کچھ قرابت نہیں۔ **سوال** ایک مرد نے اپنے باپ کو بیع صحیح و شرعی سے ہزار درم کو فروخت کیا۔ اور وہ مبلغ خاص

اپنے اور اپنے عیال پر خرچ کیا۔ یہ کیونکر ہے۔ **جواب**۔ کہو اُس کا باپ کسی ایک شخص کا غلام تھا۔ اُس غلام نے باجازت اپنے مالک کے حُرّہ عورت سے نکاح کیا۔ اُس سے ایک فرزند پیدا ہوا۔ اور وہ لڑکا بالغ ہوا۔ آخر اُسکی ماں نے وفات پائی۔ اُسکے بیٹے نے مالک پر اپنی ماں کے مہر کا دعوے کیا مالک نے واسطے فروخت اُس غلام کے اُس لڑکے کو وکیل کیا اور لڑکے نے اپنے باپ کے مالک کے حکم وکالت سے اپنے باپ کو فروخت کیا اور روپے اُس کی قیمت کے اپنی ماں کے مہر میں حاصل کر کے اپنے تصرف میں لایا

سوال۔ ایک بچہ ہے جس کے ماں باپ غلام ہیں۔ اور وہ خود آزاد بغیر اعتاق کے یہ کیونکر ہے۔ **جواب**۔ کہو وہ ایک بچہ ہے جسکا باپ حکم سے مالک کے اپنے باپ کی باندی کو اپنے نکاح میں لایا تھا۔ اور باپ اُس کا حُر ہے اُن سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ پس وہ آزاد ہے۔ کیونکہ بیٹا اُسکا حُر تھا۔

سوال۔ ایک مرد نے کسی عورت سے بغیر نکاح کے صحبت کی۔ اُس عورت نے دعوے مہر کا کیا۔ مسلمانوں کے حاکم کے پاس فریادرس ہوئی بعد ثبوت دعوے کے اُس پر مہر واجب ہوا عدّت لازم آئی نسب ثابت ہوئی۔ یہ کیونکر ہے **جواب** کہو وہ موطوہ ہے۔ شبہہ سے نکاح کی صورت اس مسئلہ کی اس طرح ہے کہ ایک مرد نے ایک عورت کے ساتھ دس درم مہر سے نکاح کیا۔ جب وقت خلوت کا ہوا۔ اُس عورت کے لوگوں نے غلطی سے اور ایک عورت بھیجدی اور کہا کہ یہ عورت تیری ہے اور اُس شخص کو اُس حال سے خبر نہیں تھی۔ رات بھر ہر دو ہم بستر رہے جب صبح ہوئی اُس عورت نے دعوے مہر کا کیا۔ اور آگے

مسلمانوں کے حاکم کے فریاد لیگئے۔ تاکہ بعد ثبوت کے اُسپر حکم کرے۔
سوال۔ کسی شخص نے اپنی عورتوں سے کہا کہ جسکو تم میں سے اتنا نہ معلوم ہو کہ
رات دن میں کے رکعت نماز واجب ہے۔ تو اُس کو میں نے طلاق دی۔ ایک نے
کہا کہ بیس۔ دوسری نے کہا سترہ۔ تیسری نے کہا پندرہ۔ چوتھی نے کہا گیارہ
رکعت اب اس کہنے سے کون کون عورتیں طلاق سے بچیں۔ **جواب**۔ چاروں
عورتیں بچیں اور صورت بچنے کی یہ ہے۔ جس نے بیس کہا وتر کو ملایا اور جس نے
سترہ کہا ٹھیک کہا اور جس نے پندرہ کہا جمعہ کے روز کی نماز سے مراد لیا۔ اور جس نے
گیارہ کہا سفر کی نماز سے مراد لیا۔ **سوال**۔ ایک عورت نے اپنے تئیں ایک
نکاح میں دو مردوں کے ساتھ بیاہ کر لیا۔ نکاح ایک کا درست ہے اور دوسرے
کا مفسد یہ کیونکر ہے۔ **جواب**۔ کہو وہ مرد جسکا نکاح فاسد ہے۔ چار عورتیں رکھتا
تھا۔ وہ پانچویں عورت تھی۔ جو شرعاً جائز نہیں۔ پس نکاح اُس کا فاسد ہے
دوسری کا جائز۔ **سوال**۔ ایک عورت ہے۔ کہ مہر اُس کا ایک مرد پر واجب
ہے۔ اور حالانکہ درمیان اُس عورت اور مرد کے نکاح نہیں ہے یہ کیونکر ہے۔
جواب۔ کہو اس عورت کے شوہر نے اُس مرد کو اپنے نکاح میں وکیل مقرر کیا
تھا۔ اُس نے وکالت سے اس عورت کا نکاح کر دیا۔ اور ضامن اُسکے مہر کا ہوا
پس از روئے ضمانت ذمہ داری مہر کی اُسپر واجب ہوئی۔ اگرچہ اُن کے درمیان
نکاح نہیں ہوا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ **سوال**۔ ایک عورت نے اپنے شوہر
کی ہمیانی سے ایک درم اٹھا لیا۔ اور قصاب کے پاس بھیجدیا۔ اُسنے گوشت وزن
کر کے دیدیا۔ اور وہ درم درمیان بہت سے درموں کے اپنی ہمیانی میں ڈال دیا بعد اُسکے شوہر نے

جب یہ بات سُنی اور کہا کہ اگر کسی طرح وہ درم آج مجھے لاکر نہ دیوے تو تجھکو تین طلاق ہیں
قصاب کے پاس گئی اور وہ درم مانگا اُس نے کہا کہ مینے اُسکو درمیان درموں کے ہمیانی میں ڈال دیا ہے
معلوم نہیں وہ کونسا درم ہے ہٹا سکے لئے اب کیا حیلہ چاہیئے **جواب**۔ کہو اس صورت
میں بھی حیلہ کرے کہ ہمیانی بھر درم سب کے سب لے آوے اور شوہر کو دیدیوے تاکہ طلاق
اُسپر واقع نہ ہو۔ **سوال**۔ ایک عورت نے ایک پیالہ پانی بھرا ہوا زمین سے اُٹھایا چاہتی
تھی کہ وہ پانی پیوے اُسکے شوہر نے کہا کہ اگر تو وہ پانی پیوے یا گرا دیوے تجھکو تین طلاق
ہیں۔ اگر وہ پیالہ زمین پر رکھے یا کسی کے حوالہ کر دیوے تو بھی تجھکو تین طلاق ہیں
یہ کیونکر ہے اور اسکے لئے کیا حیلہ چاہیئے۔ **جواب** کہو اس صورت میں یہ حیلہ ہے کہ
ایک سوکھا کپڑا پانی میں پیالہ کے ڈبو دے اور سب پانی اُس میں جذب ہو وے۔ بعدہ سکھا دیوے
تاکہ طلاق سے محفوظ رہے۔ **سوال**۔ ایک مرد نے اپنی بیوی سے کہا اگر تو دیگچہ میں ایسی چیز پکا دے
کہ آدھا اُس سے حلال اور آدھا حرام ہو تو بہتر ورنہ تجھکو تین طلاق ہیں۔ **جواب** کہو شراب دیگچہ
میں ڈالے اور انڈے اُسمیں ڈال کر پکاوے۔ طلاق اُسپر صادق نہیں آسکتی ہے **سوال** ایک
شخص نے نوالہ کھانے کا منہہ میں ڈالا تھا کہ اتنے میں کسی نے کہا اگر تو یہ نوالہ نگل جاوے یا تھوک
دیوے تیری بیوی کو تین طلاق ہیں اب اسکا کیا حیلہ ہے۔ **جواب** کہو حیلہ اس صورت میں
یہ ہے کہ آدھا نوالہ کھا جاوے اور آدھا اُگل دیوے تاکہ گنہگار نہ ہووے **سوال** ایک شخص نے قسم کھائی
کہ آج قرآن مجید پڑھونگا۔ بعد اسکے وقت نماز کا ہوا کہو کس طرح قرأت ادا کرے **جواب** کہو
جماعت کے ساتھ نماز ادا کرے یعنی کسی کی اقتدا کرے تا محتاج قرأت کا نہ ہو اور گنہگار بھی
نہ ہووے۔ **سوال** ایک شخص نے قسم کھائی کہ آج پانچوں وقت کی نماز جماعت کے ہمراہ پڑھونگا
بعدہ اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستر ہوا اور کہا کہ دن کو غسل نہ کرونگا۔ باوجودیکہ پانی موجود ہے

تندرست بھی ہے حیلہ اُسکا کیونکر ہے جواب کہو کہ صبح اور ظہر اور عصر کی نماز جماعت سے پڑھے
اور بعد اپنی بیوی سے مجامعت کرے سورج ڈوبے بعد غسل کرے اور نماز مغرب و عشا کی جماعت کے ساتھ
ادا کرے تو اُس شخص نے پانچوں وقت کی نماز جماعت سے گذاری اور بیوی کے ساتھ جماع
بھی کیا اور دن کو غسل بھی نہ کیا۔ سوال ایک مرد نے اپنی بی بی سے کہا کہ اگر میں نیزہ کی
انی پر تیرے ساتھ مجامعت نکروں۔ تو تجھ کو تین طلاق ہیں حیلہ اُسکا کیونکر ہے
جواب کہو حیلہ اُس کا یہ ہے کہ گھر کی چھت میں سوراخ کرے اور نوک نیزہ کی اس سے باہر نکالے اور
اُسپر عورت کے ساتھ مباشرت کرے۔ تا گنہگار نہ ہو۔ سوال ایک شخص کے پاس ایک غلام ہے
اُسنے قسم کھائی کہ اس غلام کو نہ بیچونگا۔ ورنہ آزاد کردونگا۔ بعد اُسکے چاہتا ہے کہ فروخت کرے
حیلہ اُسکا کیونکر ہے جواب۔ کہو حیلہ اس صورت میں یہ ہے کہ آدھی قیمت اُس غلام کی بخشدیوے
اور آدھے فروخت کردیوے تا گنہگار نہ ہو۔ سوال ایک مرد نے رمضان میں قسم کھائی کہ شام کو
کھانا نہ کھاؤنگا بعد اُسکے افطار کا وقت ہوا اب کس طرح کھاوے اور حیلہ اُسکا کیونکر ہے۔
جواب۔ کہو حیلہ اسکا یہ ہے کہ آدھی رات کے بعد کھاوے کیونکہ اس کھانے کو شام کا کھانا
نہ کہینگے۔ بلکہ سحری بولینگے۔ اسی طرح اگر کسی نے کہا کہ صبح کا کھانا نہ کھاؤنگا اس صورت
میں چاہئے کہ بعد دوپہر کے کھاوے تا گنہگار نہ ہو۔ سوال ایک مرد نے وفات پائی
اور چار عورتیں چھوڑ گیا ایک اُنسے ترکہ میں مہر اور میراث لیگئی دوسری نے نہ مہر پایا
نہ میراث تیسری کو مہر ملا اور وہ میراث سے محروم رہی۔ چوتھی نے میراث پائی مگر مہر سے
محروم رہی۔ یہ کیونکر ہے جواب۔ وہ عورت جو ترکہ میں مہر اور میراث سے محروم ہے
باندی ہے کہ اُسکے صاحب نے نکاح کردیا تھا اور مہر اُسکا شوہر سے لے لیا اب دوسری
بار مہر نہیں مسکتا۔ اور میراث سے محروم رہنے کا یہ سبب ہے کہ وہ باندی ہے کیونکہ باندی کو

میراث نہیں مل سکتی اور وہ عورت جسنے مہر پایا اور میراث سے محروم رہی نصرانیہ
جو نکاح میں مسلمان کے تھی اسلیئے مہر اُسکو ملا کہ وہ شوہر پر اُسکے فرض تھا مگر میراث سے محروم
رہنے کا یہ سبب ہے کہ وہ کافرہ تھی۔ کیونکہ کافرہ کو مُسلمان سے میراث نہیں ملسکتی ہے اور وہ
عورت جسنے میراث حاصل کی اور مہر سے محروم رہی۔ باندی ہے۔ جس کے صاحب نے
نکاح کر دیا تھا۔ اور بعد حاصل کرنے مہر کے آزاد کر دیا ہے۔ پس اُسکو میراث ملسکتی
نہ مہر کیونکہ وہ حُرّہ ہے مانند دوسری عورتوں کے اور وہ عورت جسنے مہر اور میراث
حاصل کی مسلمہ حرہ ہے۔ **سوال** ایک مرد نے وفات پائی اور تین بیٹیاں چھوڑ گیا۔ ایک
ترکہ سے باپ کے تہائی حصہ میراث پائی۔ دوسری نے دو تہائی اور تیسری محروم چلی گئی یہ
کیونکر ہے۔ **جواب**۔ کہو وہ میت ایک شخص کی غلام تھی جسکی تین بیٹیاں تھیں دو اُنمیں
آزاد اور ایک باندی۔ ایک نے اُن دو آزاد دختروں سے اپنے باپ کو خرید کیا پس
غلام آزاد ہو گیا۔ کیونکہ جب کوئی فرد اپنے محرم کو خرید تا ہے بمجرد خریدنے کے آزاد
ہو جاتا ہے۔ غرض بعد اُس کے اُس شخص نے رحلت کی۔ مثلاً دس درم جو بعد آزادی کے پیدا کیے
تھے۔ ترکہ چھوڑ گیا۔ ایک ایک تہائی حصہ اُن ہر دو آزاد بیٹیوں نے اور باقی ایک تہائی حصہ بھی
بیٹی لیگئی۔ جسنے باپ کو خریدا تھا۔ کیونکہ معتقہ ہے پس ایک کو دو تہائی حصے اور ایک کو ایک تہائی
حصہ ملا اور تیسری محروم رہی کیونکہ وہ باندی تھی اور غلامی مانع میراث ہوتی ہے **سوال**
عصبہ کون ہیں۔ **جواب**۔ عصبہ کی چار قسم ہیں پہلی قسم فرع یعنی وہ لوگ جو میت کی اولاد
دوسری قسم اصول یعنی وہ لوگ جو میت اُنکی اولاد میں سے ہے۔ مثلاً باپ دادا اور جسقدر اوپر
پُہنچتے جاویں سب اصول میں داخل ہیں۔ تیسری قسم فرع پدر یعنی وہ لوگ جو اولاد میت
کے باپ کے ہیں۔ مثلاً بھائی بھتیجہ اور اولاد میں بھتیجے کے۔ چوتھی قسم فرع جد یعنی وہ اولاد

جو اولاد میں دادا کے ہیں۔ مثل چچا اور اولاد چچا کی واللہ اعلم بالصواب والیہ المآب۔ **سوال** ایک
عورت نے وفات پائی اور دو دادوری بھائی چھوڑ گئی ایک بھائی ترکہ سے اُس عورت
کے تین حصے لیگیا اور دوسرا ایک حصہ یہ کیونکر ہے۔ **جواب**۔ کہو وہ شخص جسنے تین حصے
پائے۔ شوہر اُس عورت کا ہے اسلئے اُسنے پہلے آدھا حصہ اپنی بیوی کے ترکہ میں پایا اور
پھر ہر دو بھائیوں نے آدھا آدھا حصہ بانٹ لیا۔ تین حصے ایک کو اور ایک حصہ دوسرے کو ملا
سوال ایک جماعت اپنی مورث کے ترکے سے تین حصے کر رہی تھی اس اثناء میں ایک
عورت آئی اور منع کرنے لگی اور کہا کہ اسوقت جاری مت کرو کہ میں حاملہ ہوں۔ اگر میرے
بطن سے لڑکی پیدا ہو تو مجھے اور لڑکی کے تین حصے دینا پڑینگے اگر لڑکا پیدا ہو تو نہ مجھے
حصہ ملسکتا ہے نہ لڑکے کو یہ کس طرح ہے۔ **جواب**۔ کہو وہ عورت باندی ایک شخص کی
ہے جو نکاح میں اُس میت کے تھی اور اُس سے حمل ٹھہرا تھا مالک نے اُس سے کہا تھا
کہ اگر وہ بچہ جو پیٹ میں ہے لڑکی ہو تو تجھ کو آزاد کیا بعد اُسکے تولد ہونے کے پہلے
اُس شخص نے وفات پائی۔ مثلاً دس روپیہ اپنی ملک میں چھوڑ گیا ورثا اُس کے آپسمیں
حصہ کر رہے تھے۔ وہ عورت آئی اور مانع ہوئی کیونکہ اس حال میں واجب ہے کہ وضع حمل
تک دیری کریں اگر اُس عورت کی لڑکی پیدا ہو تو وہ آزاد ہوتی ہے اور اُسی وقت ہر دو
حقدار حصے کے ہوتے ہیں اگر لڑکا ہو تو نہیں اور وہی وارث حصے کر سکتے ہیں **سوال** ایک
مرد نے وفات پائی اور بھائی ماں باپ اور ایک سالا چھوڑ گیا تمام ترکہ باوجود بھائی اور ماں
باپ موجود ہونے کے تمام میراث سالا لیگیا یہ کیونکر ہے **جواب**۔ کہو سالا جو میراث لیگیا
کئی سبب سے ہے۔ صورت اس مسئلہ کی اس طرح ہے کہ ایک مرد نے کسی عورت کے ساتھ دس
دینار مہر سے نکاح شرعی وصحیح کیا تھا۔ اور اُس شخص کے ایک بیٹا دوسری بیوی سے تھا

اُس عورت کی ماں نے اُس لڑکے کے ساتھ شادی کر لی۔ بعد اُسکے اُن سے ایک
بیٹا پیدا ہوا۔ پس وہ لڑکا اپنے دادا کا سالا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ لڑکا اپنے دادا کی بیوی
کا بھائی ہے۔ اور اپنے دادا یعنی میّت کا پوتا بھی ہوتا ہے۔ اُسکے ہوتے بھائی محروم
رہا۔ کیونکہ پوتا میراث لینے میں بھائی سے بھی زیادہ حقدار ہے واللہ اعلم بالصواب **سوال** ایک
بچہ ہے کہ نزدیک امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تولد اُسکا ماہ رمضان میں ہوتا ہے۔ اور
نزدیک امام ابو یوسف رحمۃ اللہ کے ماہ شوال میں یہ کیونکر ہے۔ **جواب** کہو ایک بچہ
آخر ماہ رمضان میں جو تیسواں روزہ تھا پیدا ہوا تھا۔ اور اُس رات کو کسی نے چاند نہ دیکھا
جب روز ہوا بعد زوال کے چاند نظر آیا۔ نزدیک امام اعظمؒ کے چاند کے دیکھنے کا کچھ اعتبار
نہیں ہے پس وہ روزہ ماہ رمضان کا بھی افطار کرنا اس روز حلال نہیں ہے اور نزدیک
ابو یوسفؒ کی روایت کا اعتبار ہے اور وہ روز شوال کا ہے۔ **سوال**۔ ایک عورت ہے
کہ موافق قول امام ابو حنیفہ رحمت اللہ کے باکرہ ہے اور امام شافعی کے قول سے باکرہ نہیں
یہ کیونکر ہے **جواب**۔ کہو وہ ایک عورت ہے کہ بسبب زنا کے بکر اُسکا زائل ہو گیا مثلاً اگر ایک مرد
نے وصیت کی کہ یہ دس روپیہ فلاں باکرہ کو دیدو تو وہ اس وصیت میں داخل ہو سکتی ہے اور نزدیک امام شافعیؒ وہ باکرہ
نہیں اور وصیت میں داخل نہیں ہو سکتی **سوال** ایک عورت کے بچہ تولد ہوا اور مر گیا۔ اس سے پوچھا کہ بچہ زندہ
پیدا ہوا تھا یا مر کر۔ وہ بولی زندہ پیدا ہوا تھا۔ موافق قول ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے
زندہ ہے اور موافق قول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مردہ صورت اس مسئلہ کی کسطرح
ہے۔ **جواب**۔ کہو وہ ایک بچہ ہے جس نے بعد تولد کے ہاتھ اور پیر ہلایا تھا۔ اور بعد
مر گیا۔ کیونکہ ہاتھ اور پیر ہلانا پلک جھپکانا اور آنکھ پھرانا اور چھینکنا تمام علامتیں
زندگی کی ہیں۔ نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اور نزدیک امام مالک

رحمۃ اللہ علیہ کے جبتک کہ آواز بلند سے نہ روو دے حکم حیات کا نہیں کر سکتے ہیں **سوال** زید نے ایک خط عمرو کے پاس بھیجا تھا۔ لوگوں نے اُس سے پوچھا کہ جس خط کو زید نے تیرے نام بھیجا ہے اُسکو پڑھا یا نہیں۔ اُسنے کہا البتہ پڑھا ہے تو موافق قول امام محمدؒ رحمۃ اللہ کے پڑھا ہے۔ اور موافق قول امام ابو یوسف رحمۃ اللہ کے نہیں یہ کیونکر ہے۔ **جواب**۔ کہو عمرو نے اس پر نظر کی ہے۔ مگر ہونٹھ اور جیبھ نہیں ہلایا نزدیک امام محمدؒ رحمۃ اللہ کے اس صورت میں اُسکو قاری کہینگے۔ مثلاً اگر ایک مرد نے قسم کھائی کہ فلاں شخص کا خط نہیں پڑھا۔ اور بعد اُس خط پر نظر کی۔ اور اُس کا مضمون معلوم کر لیا تو نزدیک امام محمدؒ رحمۃ اللہ کے وہ شخص گنہگار ہے۔ کیونکہ اس کو قاری کہینگے۔ اور نزدیک امام ابو یوسفؒ کے گنہگار نہیں ہوتا ہے جبتک کہ ہونٹھ اور جیبھ نہ ہلادے۔ اور اُس کو قاری نہ بولینگے۔ **سوال** ایک مرد ہے کہ موافق قول ابو حنیفہؒ کے روزہ دار ہے۔ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے نہیں۔ یہ کیونکر ہے۔ **جواب** کہو ایک مرد نے کہ بعد طلوع ہونے فجر کے روزہ کی نیت کی تھی۔ پس نزدیک امام اعظمؒ کے وہ روزہ دار ہے۔ کیونکہ نزدیک امام موصوف کے روزے کی نیت رات کو کرنا شرط نہیں ہے۔ اور نزدیک امام شافعیؒ کے روزہ دار نہیں۔ کیونکہ امام ممدوح روزہ کی نیت رات کو کرنا شرط ہی فرماتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ **سوال**۔ ایک مرد نے ایک عورت کے ساتھ دس درم مہر سے نکاح کیا۔ اور اُس مرد کو اور ایک بیوی سے فرزند تھا۔ اُس نے ماں کو اس عورت کے نکاح کیا۔ بعد اُس کے ہر ایک کو ایک ایک لڑکا پیدا ہوا۔ پس اُنکے درمیان کس قسم کی قرابت ہے **جواب**۔ کہو باپ کا فرزند بیٹے کے فرزند کو دادا ہے

اور بیٹے کا فرزند باپ کے فرزند کو بھائی ہے۔ پھر اگر برعکس اُس کی ہو یعنے باپ ماں کو اُس کے نکاح کرے۔ اور بیٹا اُس عورت کی بیٹی کو نکاح کرے۔ اور ہر ایک کو ایک ایک فرزند پیدا ہو۔ تو اُس صورت میں باپ کا فرزند بیٹے کے فرزند کو باپ کی جانب سے اوور ہے۔ اور ماں کی طرف سے نیائی ہے۔ مگر بیٹے کا فرزند باپ کے فرزند کو بھتیجا ہے باپ کی طرف سے اور بھانجا ہے ماں کی جانب سے۔ **سوال**۔ زید نے عمرو کی ماں کو نکاح کیا۔ اور عمرو نے زید کی ماں کو نکاح کیا۔ اور ان ہر دو سے دو فرزند پیدا ہوئے پس ہر دو فرزندوں کے درمیان کیا قرابت ہے **جواب**۔ کہو زید کا فرزند عمرو کے فرزند کو اوور ہے۔ اور عمرو کا فرزند زید کے فرزند کو بھائی۔ اگر عمرو نے زید کی بیٹی کو نکاح کیا ہے۔ اور زید نے عمرو کی بیٹی کو جو دوسری بیوی سے پیدا ہوئی ہو۔ بعد ہر دو کے ایک ایک فرزند پیدا ہوا۔ اس صورت میں عمرو کا بیٹا زید کے بیٹے کو نیا ہوگا۔ اور زید کا فرزند عمرو کے فرزند کو بھی نیا ہوگا۔ **سوال**۔ ایک مرد نے ایک عورت کے ساتھ دس درم مہر سے نکاح کیا۔ اور ایک فرزند نے اُس مرد کے جو دوسری بی بی سے پیدا ہوا تھا۔ لڑکی کو اُس عورت کی جو دوسرے شوہر سے پیدا ہوئی تھی نکاح کیا بعد اُس کے ہر ایک کے ایک ایک فرزند پیدا ہوا۔ پس درمیان اُنہوں کے کیا قرابت ہے۔ **جواب**۔ کہو باپ کا فرزند بیٹے کے فرزند کو اوور ہوگا۔ باپ کی طرف سے اور بیٹے کا فرزند باپ کے فرزند کو بھتیجہ ہوگا۔ ماں کی جانب سے واللہ اعلم بالصواب **سوال**۔ وہ کونسی نماز ہے۔ جسکے فاسد ہونے سے قضا لازم نہیں آتا ہے۔ **جواب**۔ کہو وہ عید کی نماز ہے بعد شروع کے فاسد ہونے سے قضا لازم نہیں ہے۔ **سوال**۔ وہ کونسی مسجد ہے کہ بعض وقتوں میں مسجد کا حکم نہیں رکھتی ہے۔ **جواب**۔ وہ مسجد

عید یعنی عیدگاہ ہے۔ جو دوپہر تک اُسپر مسجد کا حکم کرتے ہیں۔ اور سوائے اُس وقت
کے اور دو وقتوں میں نہیں۔ **سوال**۔ وہ کونسا مصلّی ہے کہ نماز اُس کی بغیر قرأت
کے روا ہے۔ **جواب**۔ کہو وہ اُمّی ہے جو قرأت قرآن نہیں جانتا ہے۔ اور مقتدی
اور لاحق یعنی وہ شخص جسنے امام کے ساتھ نماز شروع کی تھی اُس کو حدث ہو گیا
پس وہ وضو کرے اور نماز بغیر قرأت کے تمام کرے۔ کیونکہ گویا وہ امام کے پیچھے ہے
اور اسی لئے اُسوقت اُس سے سہو بھی ہو تو اُسپر سجدۂ سہو لازم نہیں ہوتا ہے۔
سوال۔ ایک شخص نماز میں تھا۔ اور اُس نے عین نماز میں قرآن پڑھا نماز اُسکی
فاسد ہوگئی۔ یہ کیونکر ہے۔ **جواب**۔ وہ ایک شخص ہے جسکو نماز میں حدث ہو گیا
جب وضو کے واسطے باہر گیا قرآن مجید سے کچھ پڑھا۔ نماز اُسکی فاسد ہوگئی کیونکہ
اُسنے بغیر وضو کے نماز میں ایک اور ہی کام ادا کیا تھا۔ **سوال**۔ اس میں کیا حکمت
ہے کہ جب آدمی کو چھینک آتی ہے۔ تو اُس کی جان میں ایک راحت پیدا ہوتی ہے
جواب۔ اسلئے کہ روح کبھی کبھی یہ چاہتی ہے کہ اس جگہ سے نکل جاوے اور اپنے مقام
پر چلی جاوے اور جسم کے باہر آوے اور اس لئے ہر ایک عضو کی طرف دوڑتی پھرتی
ہے کہ شاید وہاں سے کہیں اُسکو راستہ مل جائیگا۔ پس دماغ سے ایک آواز آتی ہے
کہ رہ جا ابھی تیرے باہر جانیکا وقت نہیں آیا ہے۔ پس اُسکے سنتے ہی اُسکو قرار
ہو جاتا ہے۔ اور آدمی کو فرحت معلوم ہوتی ہے اسلئے آدمیوں پر الحمد للہ رب العالمین
شکر ادا کرنا ضرور ہے۔ **سوال**۔ حضرت خاتون جنّت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے تئیں
زہرا کس لئے بولتے ہیں۔ **جواب**۔ اسلئے کہ روئے مبارک آپکا ایسا روشن و تاباں تھا
کہ اندھیری رات کو روشنائی روئے مبارک کے سبب سوئی کے ناکے میں تاگا پرو دیا

جا سکتا تھا! ور سبب اُن کی پیدائش کا بہشت کے ایک سیب سے ہے کہتے ہیں۔ کہ
رضوان نے ایک سیب رسول اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دست شریف میں دیا تھا جو مشک
سے زیادہ خوشبودار اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا پیغمبر علیہ السلام نے اُسکو نوش جان فرمایا
قوت اُسکی تمام اعضائے شریف میں پھیل گئی اور اسی شب بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا کے ساتھ سو رہے۔ جنسے فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تولد ہوئیں۔ جسم مبارک سے
مشک کی بو آتی تھی۔ اور ہرگز کبھی حائضہ نہیں ہوئیں۔ اور جب فرزند پیدا ہوتے
اُسیوقت نفاس سے پاک ہو جاتیں اور نماز ادا کرتیں۔ **سوال**۔ اصل مشک کی کس
چیز سے ہے۔ **جواب**۔ بعضوں نے کہا ہے کہ جب آدم علیہ السلام بہشت سے باہر
گئے۔ سب بہشتی لباس جسم سے گر گیا۔ آخر آدم علیہ السلام نے درخت کے چند پتے توڑ کر
باندھ لیئے اور اپنے ستر چھپالئے۔ جب ان پتوں کو پھینک دیا ایک ہرن نے کھا لیا
اس سبب سے حق تعالےٰ نے ناف میں اُسکے اور نسل میں اُس ہرن کے مشک پیدا کیا
اور بعضوں نے کہا ہے کہ جب حضرت ایوب علیہ السلام بیمار تھے! اور کنارۂ دریا پر ضعیف
اور ناتوان تشریف رکھتے تھے ایک ہرنی اودھر نکل آئی! ور ایوب علیہ السلام کو اُس حالت
میں دیکھا نہایت مہر و محبت سے دودھ پلایا۔ پس حق تعالےٰ عزوجل نے برکت سے اُس
بات کی ناف میں اُس کے مشک پیدا کیا۔ **سوال** اس میں کیا حکمت تھی کہ رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم اپنے شکم مبارک پر پتھر باندھتے تھے۔ **جواب**۔ بعضوں نے کہا ہے
کہ بھوک کے سبب سے باندھتے تھے تا اُسکے باندھنے سے کچھ قوت حاصل ہو۔ اور
بعض نے کہا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبے کا مکان بنواتے اور حجر اسود
رکھ رہے تھے اِس اثنا میں حجرہ اسود حضرت کے دست مبارک سے چھوٹ کر گر گیا اور

ایک ٹکڑہ اُس سے پھوٹ کر جدا ہو گیا۔ حق تعالےٰ نے جبرائیل علیہ السّلام کو فرمایا کہ اُسکو پیغمبر آخرالزمان صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبعوث ہونے تک جبل الغار میں رکھیں اور آپ کو پہنچاویں جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اُس غار میں تشریف لے گئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السّلام نے اس پتھر کو وہاں سے اُٹھا کر پیغمبر علیہ السلام کو دیدیا۔ اور فرمایا کہ اس پتھر کو اپنے شکم مبارک پر باندھ لو جو کچھ روبرو نظر آتا ہے پیچھے سے بھی اسی طرح نظر آئیگا۔ **سوال**۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا عصا جب سانپ بنگیا۔ کسواسطے موسیٰؑ اُس کے دیکھنے سے ڈرے اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے آگ سے جو نمرود نے سُلگائی تھی۔ کیوں نہیں خوف کیا **جواب** موسیٰ علیہ السّلام کا عصا جو سانپ بنگیا۔ خدائیتعالیٰ کی صفت سے بغیر واسطے کے تھا پس موسیٰؑ جو ڈرے حقیقت میں خدائیتعالیٰ کا خوف تھا لیکن آگ سُلگانا آدمی کا کام ہے پس ابراہیم علیہ السّلام کا بیخوف رہنا بجا تھا۔ واللہ اعلم بالصّواب **سوال** ایک شخص نماز میں تھا۔ جب داہنے بازو سلام کیا نماز اسکی فاسد ہوگئی۔ اور جب بائیں بازو سلام کیا زکوٰۃ اُسپر لازم ہوگئی۔ اور جب آسمان کی طرف دیکھا روزہ اُسپر واجب ہوا جب پیچھے نظر کی غلام اُس کا آزاد ہو گیا جب زمین پر بیٹھ گیا۔ حج اُس پر لازم ہوا جب روبرو اپنے نظر کی بیوی اُسکی اُسپر حرام ہوگئی۔ یہ کیونکر ہے۔ **جواب**۔ وہ ایک مرد تیمم ہے کہ وہ نماز میں تھا جب اُسنے داہنی طرف سلام کیا نظر اسکی پانی پر پڑی نماز اُسکی فاسد ہوگئی جب بائیں جانب سلام کیا گیا دیکھتا ہے کہ شریک اُسکا سفر سے آگیا اور مال لایا ہے زکوٰۃ اُسپر واجب ہوئی اور جب آسمان کی طرف نظر کی ماہ رمضان کا ہلال نظر آگیا روزہ اُسپر لازم ہوا جب پیچھے دیکھا ماں باپ اُسکے ملک میں آگئے تھے اُسکے دیکھتے ہی آزاد

ہو گئے اور جب زمین پر بیٹھا حج لازم ہو گیا کیونکہ اُس کے اور مکہ معظمہ کے درمیان
تین منزل کا راستہ تھا اور یہ شخص تونگر بھی تھا جب روبرو اپنے دیکھا نظر اُسکی شہوت
سے اپنی بیوی کی ماں کی شرمگاہ پر پڑی بیوی اُسپر حرام ہو گئی **سوال** ایک مرد جنگل
میں تیمم سے نماز پڑھتا تھا عین نماز میں اُسنے آواز اپنے جانوروں کی سُنی نماز اُسکی باطل
ہو گئی۔ یہ کیونکر ہے **جواب** اُس شخص نے اپنا اسباب جانوروں پر لادا تھا اور ایک پانی
سے بھرا ہوا کوزہ بھی اُس اسباب میں تھا اتفاقاً وہ جانور گُم ہو گیا اور جب وقت نماز کا آیا
اُسنے تیمم کر کے نماز شروع کی بعد اسکے اُسکا جانور گم کیا ہوا آ گیا اور پکارا جسکے سُنتے ہی
اُس شخص کی نماز باطل ہو گئی۔ کیونکہ پانی کے موجود ہونے سے نماز باطل ہوتی ہے **سوال**
دو مرد نماز میں تھے اور ہر دو سو گئے نماز ایک شخص کی درست ہے اور دوسرے کی فاسد
یہ کیونکر ہے **جواب**۔ وہ شخص جو عمداً سو گیا نماز اُسکی باطل ہے اور وہ جو شخص سہواً
سو گیا نماز اُسکی درست ہے۔ **سوال** ایک شخص نے چار رکعت سنت نماز پڑھی اور پھر چار
رکعت فرض تو فرض نماز اُسکی درست ہے اور سنت فاسد یہ کیونکر ہے **جواب** اُس شخص نے
وضو کیا تھا لیکن مسح موزہ بھول گیا جب سنت نماز ادا کر کے اس جگہ سے دوسری جگہ
جماعت کی نیت سے باہر آیا مینھ کے قطرے جو گھاس پر پڑے تھے اُسکے موزہ پر گرے
اور قایم مقام مسح کے ہو گئے پس فرض نماز اُسکی جائز ہے اور سنت درست نہیں
سوال۔ ایک شخص کے پاس تین گھڑے ہیں۔ ایک گھڑا گھی سے بھرا ہے دوسرا دودھ
سے تیسرا سرکہ سے اُسنے ہر ایک سے تھوڑا تھوڑا برتن میں اونڈیلا قضارا اُس برتن پر
مرا ہوا چوہا نکل آیا اب کس گھڑے پر نجاست کا حکم کریں گے **جواب** بیٹ چوہے کا چیر
دیکھیں اگر بیٹ سے گھی نکلے تو گھی کے گھڑے پر نجاست کا حکم کریں اور اگر دودھ نکلے تو

دھ کے گھڑے پر اگر سرکہ نکلے تو سرکہ کے گھڑے پر نجاست کا حکم کریں۔ اگر چہ اس نے بعد پیٹ سے کچھ نہ نکلے تو چاہئے کہ اُس چوہے کو بلّی کے روبرو ڈالیں اگر بلّی اُسکو لیوے حکم نجاست کا اوپر گھی اور دودھ کے گھڑوں کے کریں اگر بلّی نہ کھاوے تو سرکہ گھڑے پر نجاست کا حکم ہے **سوال** وہ کونسی سنّت ہے جو قائم مقام فرض کے ہے اُسکے ادا کرنیسے فرض ساقط ہوتا ہے **جواب** وہ مسح موزہ ہے کیونکہ قائم مقام ہوتا ہے دھونے کے جو فرض ہے واللہ اعلم بالصواب **سوال** وہ کون چیزیں ہیں جو فقط نماز کو فاسد کرتی ہیں نہ وضو کو **جواب** کچھ کھانا یا بات کرنا اور کوئی عمل جو نماز کے سوائے ہو **سوال** کونسی تین چیزیں ہیں جو فقط وضو توڑتی ہیں نہ نماز کو **جواب** مُنھ بھر قے کرنا اور گوز یکسر چھوٹے **سوال** امام اور مقتدی نے آخر نماز میں قہقہہ مارا تو امام کا وضو ٹوٹ گیا۔ مقتدی کا نہیں یہ کیونکر ہے **جواب** اوّل امام آخر نماز میں ہنسا اور بعد مقتدی اسلئے امام کا وضو اور نماز باطل ہوئی اور مقتدی کی فقط نماز فاسد **سوال** وہ کون چیزیں ہیں جو نہ وضو کو توڑتی ہیں نہ نماز **جواب** تھوڑی قے اور تبسم اور زخم سے گوشت بغیر خون کے گرنا **سوال** ایک شخص نے کسی امام کے پیچھے نماز پڑھی مگر جب تک کہ اور ایک رکعت نماز نہ پڑھے نماز کامل نہ ہوگی یہ کیونکر ہے **جواب** اُس شخص نے نماز مغرب کی گھر میں پڑھ لی تھی اور بعد کو مسجد میں آیا جہاں جماعت کیساتھ نماز ہو رہی تھی اُسنے نفل کی نیّت سے اقتدا کر لی اور تین رکعت نماز پڑھ لیں کیونکہ تین رکعت نفل نماز درست نہیں ہے اِسلئے اور ایک رکعت نماز ادا کرنی پڑی **سوال** وہ کون مسافر ہے کہ باوجود رکھنے پانی کے اور نہ ہونے پیاس کے جسکو تیمم درست ہے **جواب** ایک مسافر ہے جسکا کپڑا غلیظ ہے دھونا اس کا فرض ہے اسلئے وہ کپڑا دھولیوے اور تیمم کرے **سوال**

ایک شخص نے قسم کھائی کہ آج چار ہی رکعت نماز پڑھونگا۔ یہ کیونکر ہے جواب۔ وہ
شخص مسافر ہے جو فجر کی نماز پڑھکر سفر کو نکلا اور ظہر اور عصر کی نمازیں دو دو رکعت
قصر پڑھ لیں سوال ایک شخص کی تین عورتیں تھیں پہلے جنابت والی دوسرے نفاس
والی تیسری حیض والی خاوند نے کہا جو عورت تم میں زیادہ پلید ہو اُسکو طلاق ہے
پس کہو طلاق کسکو ہے۔ جواب طلاق حائضہ کو ہے کیونکہ جنابت اور نفاس کا
غسل ایک ہی روز میں ہو سکتا ہے۔ مگر حیض کے لئے کم سے کم تین روز چاہئیں
سوال ایک شخص نے کہا کہ میری باندی سے دو بچے پیدا ہوئے ہیں وہ ہر دو نہ مرد ہیں
نہ عورت نہ زندہ ہیں نہ مردہ نہ گورے نہ کالے اسپر اُسنے قسم کھائی یہ کیونکر ہے۔
جواب وہ ہر دو بچے جو بطن سے باندی کے پیدا ہوئے اُن میں ایک مرد تھا ایک
عورت ایک زندہ تھا ایک مردہ ایک گورہ تھا ایک کالا۔ سوال دہلی میں ایک شخص نے
انتقال کیا بنگلور میں ایک عورت اپنے خاوند پر حرام ہو گئی یہ کیونکر ہے۔ جواب زید نے
اپنی بیٹی کو بنگلور میں اپنے غلام کے ساتھ نکاح کر دیا تھا اور آپ دہلی چلا گیا اور وہاں
انتقال کیا یہ غلام میراث پدری میں آکر اُس شخص کی بیٹی کا غلام بنگیا اور نکاح باطل
ہو گیا سوال۔ ایک شخص نے کسی عورت پر نظر کی اُس وقت وہ عورت اس
مرد پر حرام تھی دو پہر کو حلال ہو گئی ظہر کو حرام ٹھہری عصر کو پھر حلال ہوئی عشا کو پھر
حرام ہو گئی آدھی رات کو پھر حلال صبح کو پھر حرام یہ کیونکر ہے جواب وہ عورت
کسی اور شخص کی باندی تھی۔ مثلاً زید نے اُسپہ نظر ڈالی حرام تھی وہی زید نے پھر دو پہر
کے وقت اُسکو خرید کر لیا حلال ہو گئی۔ ظہر کے وقت آزاد کر دیا حرام ہو گئی عصر کو
نکاح کر لیا حلال ٹھہری عشا کے وقت قسم کھائی حرام ہو گئی۔ دو پہر رات کو

قسم کے کفارہ میں غلام آزاد کردیا پھر حلال ہوگئی صبح کو طلاق دیدی پھر حرام ہوئی
سوال ایک عورت نے ایک ہی دن میں تین مردوں سے مہر حاصل کرلیا پہلے مرد
سے کامل دوسرے سے آدھا تیسرے سے کامل یہ کیونکر ہے جواب وہ حاملہ عورت
تھی پہلے مرد نے طلاق دیدی تمام مہر لے لیا تھا۔ وضع حمل ہوگیا۔ عدت کی حاجت
نہ رہی دوسرے مرد سے نکاح کرلیا بے دخول اُسنے طلاق دیدی اُسکو آدھا مہر ملا
تیسرے نے نکاح کرلیا فوراً وہ بھی مرگیا اسکے ترکہ سے پورا مہر ملا۔ سوال ایک مرد نے
اپنی عورت سے کہا نماز پڑھ روزہ رکھ۔ شراب مت پی حرام چیز مت کھا خون مت کر
عورت نے برخلاف اسکے قسم کھائی کہ میں نماز نہ پڑھونگی نہ روزہ سے رہونگی۔ بلکہ شراب
پی لی اور مردار گوشت کھا گئی قتل بھی کرڈالا اب نہ اُسپر قصاص ہے نہ حد یہ کیونکر ہے
جواب وہ عورت نفاس والی اور مسافرہ تھی نہ نماز اُسپر فرض ہے نہ روزہ اور تین
دن سے بھوکی تھی اسلئے شراب اور مردار اُس پر حلال ہوگیا۔ اور کافر حربی کو قتل کیا
قصاص بھی اُس پر نہیں ہے۔ سوال ایک شخص نے لکھنؤ میں وفات پائی سیمو میں
اُسکی بی بی کو چار برس نمازیں اعادہ کرنی واجب ہوئیں یہ کیونکر ہے جواب ایک باندی
جو سیمو میں رہتی تھی بغیر دوپٹہ کے نماز ادا کرتی تھی جب مالک اُسکا لکھنؤ میں مرگیا چار
برس کے بعد اُسکو خبر پہنچی مگر اُس کے صاحب کے مرتے ہی یہ آزاد ہوگئی اور بی بی
ہے اسلئے چار برس کی نمازیں دوہرانا واجب ہوئیں سوال ایک شخص نے پانچ نماز
ایک ہی وقت میں ادا کیں تو فجر وظہر وعصر کی نمازیں فاسد ہوگئیں مگر مغرب وعشا کی
نمازیں درست ہیں یہ کیونکر ہے جواب کہو وہ شخص جنب والا روزہ دار آدمی تھا
غسل کے وقت غرغرہ بھول گیا۔ جب مغرب کو افطار کیا اور پانی پیا غسل کامل ہوا

اور نماز مغرب و عشا کی جائز ہوئی **سوال** ایک شخص نے ایک ہی لباس سے پانچ
وقت کی نمازیں ادا کیں صبح کی نماز درست ہے اور باقی نمازیں فاسد۔ کہو وہ کون
شخص ہے **جواب** اُس شخص کے لباس پر روغن نجس لگا تھا جو صبح کے وقت تھوڑا
تھا بعدہٗ پھیل کر شرعی درم سے زیادہ ہو گیا۔ پس صبح کی نماز درست ہے اور باقی فاسد
سوال۔ وہ کون شخص ہے جو باوجود غسل ترک کرنے کے گنہگار نہیں ہوتا ہے **جواب**
وہ جنابت والی عورت ہے جب غسل کے لئے اُٹھی حیض آگیا غسل ترک کر ڈالے اُسے
کچھ گناہ نہیں ہے **سوال** ایک رکابی میں تین شخصوں نے کھانا کھایا تو ایک کو وہ کھانا
حرام ہوا دوسرے کو مکروہ تیسرے کو حلال یہ کیونکر ہے **جواب** ایک عورت اپنے
بچہ کو دودھ پلا رہی تھی کہ یکایک دودھ رکابی میں گرا اُس کو مرد عورت اور بچے نے
کھا لیا پس مرد پر حرام ہے عورت کو مکروہ بچہ کو حلال ہے **سوال** ایک عورت کے ساتھ
پانچ شخصوں نے جماع کیا از روئے شریعت اُن میں ایک کو چھوڑ دینا چاہئے دوسرے
کو قتل کریں تیسرے کو سنگسار کریں چوتھے کو سو دُرّے لگاویں۔ پانچویں کو اسی کوڑے مار
کہو وہ کون ہیں **جواب** پہلا دیوانہ ہے دوسرا کافر۔ تیسرا عورت والا۔ چوتھا بے عو
پانچواں غلام **سوال** ایک شخص تین عورتوں کے ساتھ سفر کو جاتا تھا۔ جب تھوڑی دور
گیا۔ ایک عورت اُس پر حرام ہوئی جب اور دور بڑھا۔ دوسری عورت حرام ہو گئی جب
آگے چلا تیسری عورت بھی حرام ٹھہری جب اور دور گیا تینوں عورتیں پھر حلال ہو گئیں
یہ کیونکر ہے **جواب** وہ یہودی تھا جب تینوں عورتوں کے ہمراہ شہر کے باہر نکلا
عورت مسلمہ ہو گئی جب اور بڑھا دوسری مسلمہ ہوئی جب اور چلا تیسری بھی مسلمہ
جب اور آگے گیا خود بھی مسلمان ہو گیا پھر تینوں اُس پر حلال ہو گئیں

سوال وہ کون ہیں جونہیں جنے گئے اور مر گئے اور وہ کون ہیں جو جنے گئے اور نہیں موئے **جواب** پہلے آدم علیہ السلام ہیں جو نہیں جنے گئے۔ بلکہ قدرت خدا سے پیدا ہوئے اور مر گئے دوسرے عیسےٰ علیہ السلام ہیں جو جنے گئے اور اب تک زندہ آسمان پر ہیں۔ **سوال** ایک شخص نے روزہ رکھا۔ اور عمداً کھایا۔ اب نہ اُس پر قضا لازم ہے نہ کفارہ یہ کیونکر ہے **جواب** وہ روزہ عیدین کا ہے یا حیض و نفاس کے دن کا کیونکہ اس روز روزہ حرام ہے **سوال** جو شخص نماز عمداً قضا کرتا ہے اور روزہ توڑتا ہے اُسکے لئے کس قدر عذاب ہے **جواب** واسطے ایک وقت کی نماز کے چھ ہزار چار سو سال عذاب دوزخ میں گرفتار رہیگا۔ اور واسطے ایک روزے رمضان کے اُس سے زیادہ عذاب پاویگا فقط +

رسالہ حیرت الفقہ اُردو تمام ہوا

مناجات از طرف مصنف

لائق وہی حمد کی ہے مولا
عالم کو کیا ہے جس نے پیدا

گُل پھولا اس کے شوق میں ہے
بلبل بھی اُسی کی ذوق میں ہے

انجم کی لڑی سے زینت و زیب
افلاک کو بخشی جس نے لاریب

حیرت سے کھڑا ہے سرو سیدہا
قمری کو بھی ہے اُسی کا نغما

ہر طیر ہے یاد حق میں گویا
پتّھر کو بھی درد ہے اُسی کا

ہر برگ ہے محو یاد رب میں
ہر بار خمیدہ ہے ادب میں

عالم کا عجیب ہے فسانا
حیرت کا بنا ہے کارخانا

گر غور سے دیکھو اُس کی قدرت — حاصل نہ ہو جز بغیر حیرت
قدرت کا بیان کس سے کیا ہو — حیرت کا سما جب بندھا ہو
لازم ہے کہ نعت میں ہوں لب وا — پر حوصلہ ہم میں ہے نہ اعلا
جب نام شریف ہے زباں پر — پُر نور سے ہے وہاں سراسر
حیرت یہ ہے کیا لکھوں خدایا — خاموشی نے کہدیا کہ رہ جا
ممکن نہیں ہم سے کچھ بیاں ہو — خالق ہے جب آپکا ثنا گو
پس ہووے درود حق کا اُن پر — اور آل و اصحاب پر مکرر
حیراں ہوں کیا کروں خدایا — عصیاں میں بھرا ہوں سر تا پا
اب غرض دعا پہ ختم کردوں — جو دل کی ہے آرزو وہ مانگو
دکھلا مجھے راہ اُنکی تو اب — نعمت بخشی ہے جن پہ اے رب
لیجا نہ مجھے تو اُس روش پر — جن پر ترا غضب ہے سراسر
ہے عرض اک اور میری یہ بھی — اُمید قبول پر جو اُس کی
تجھسے ہوں میں چاہتا الٰہی - — کر دیو یہ دعا قبول میری

ماں باپ کو بخش دے خدایا
کر خاتمہ خیر پر ہمارا

تمت